

تحفۃ الشعرا

از

مرزا افضل بیگ خاں قاقشال



ہمیش خدمت یہ کتب خانہ گروپ کی طرف سے
ایک اور کتاب
ہمیش نظر کتاب فیس بک گروپ کتب خانہ میں
بھی اپلوڈ کر دی گئی ہے

<https://www.facebook.com/groups/1144796425720955/?ref=share>

میر ظہیر عباس روستمانی

0307-2128068

@Stranger

مرتبہ

ڈاکٹر حفیظ قتیل ام، اے، پی ایچ، ڈی،

ریڈر شعبہ اردو عثمانیہ یونیورسٹی

ادارۃ ادبیات اردو - حیدرآباد دکن

سلسلہ مطبوعات ادارہ ادبیات اردو ۲۷۷

تحفۃ الشعرا

از

مرزا افضل بیگ خاں قاقشال

۱۱۶۵ھ

پیش خدمت ہے کتب خانہ گروپ کی طرف سے
ایک اور کتاب ۔

پیش نظر کتاب فیس بک گروپ کتب خانہ میں
بھی اپلوڈ کر دی گئی ہے

<https://www.facebook.com/groups/1144796425720955/?ref=share>

میر ظہیر عباس روستمانی

0307-2128068

@Stranger

مرتبہ

ڈاکٹر حفیظ قتیل ام۔ اے پی ایچ۔ ڈی

استاذ شعبہ اردو

جامعہ عثمانیہ

قیمت ۳ روپے

۱۹۶۱ء

رفہ اول

ناشر

ادوارد بیات اردو

ایوان اردو خیریت آباد

حیدر آباد دکن (۴)، اے پی

ڈاکٹر حفیظ قتیل

مرتب

طابع

اعجاز پرنٹنگ پریس چھتہ بازار

حیدر آباد

۱۹۶۱ء

سنہ طباعت

۳ روپے

قیمت

سب مل کتاب گھر

میلے کا پتہ

ایوان اردو خیریت آباد

حیدر آباد دکن

(۴) اے پی

مقدمہ

مرزا افضل بیگ خاں قاقشال مصنف تذکرہ تحفۃ الشعراء کے حالات کسی تذکرے میں دستیاب نہیں ہوئے۔ خود اس نے تحفۃ الشعراء میں آقا امین ایچ پوری متخلص بہ وقفا کے ذکر میں یہ بیان کیا ہے کہ اس نے اپنے حالات اس تذکرے کے آخر میں لکھ دیئے ہیں لیکن اس تذکرے کے جو نسخے ہمیں ملے ان میں سے کسی میں بھی اس کے حالات نہیں ملے گئے۔ یہ سب نسخے میرزا منظر جان جاناں کے حالات پر ختم ہو جاتے ہیں۔ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ نسخے ناقص الآخر ہیں یا یہ کہ اس کو اپنے حالات لکھنے کا موقع نہیں ملا۔ البتہ اسی تحفۃ الشعراء میں بعض شاعروں اور خاص طور پر آصف جاہ اول اور ناصر جنگ کے حالات کے ضمن میں اس نے اپنے بارے میں چند اشارے کیے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اورنگ آباد کا باشندہ اور آصف جاہ اول اور ان کے صاحبزادہ ناصر جنگ کے متوسلین و ملازمین سے تھا اور فوج میں رسالہ دار کی سرگز خدمت سے سرفراز تھا۔ جب ناصر جنگ نے اپنے والد کے خلاف بغاوت کی اور معاملہ جنگ و جدل تک پہنچا تو اس دوران میں ایک روز آدھی رات کے وقت آصف جاہ کو اطلاع ملی کہ سرائے ہر سول پر ناصر جنگ قبضہ کر کے دہاں جو باروت اور سامان جنگ ہے اس سے غایہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ اسی وقت آصف جاہ نے حکم دیا کہ کسی رسالہ دار کو جس کی جمعیت اچھی ہو، انتخاب کر کے سرائے مذکور پر فوری متعین کیا جائے۔ عرض بیگی نے مرزا افضل قاقشال کا نام پیش کیا تو اب سید اشکر خاں صوبہ دار اورنگ آباد نے بھی اس کی تائید کی تو آصف جاہ نے فرمایا "بلی آدم بکار بہت"

فوراً اس کو بلایا گیا اور اس نے اسی وقت حکم شاہی کے مطابق سر اے ہر سول پہنچ کر
 مورچال بندی کر دی۔ ناصر جنگ کی تخت نشینی کے بعد یہ ان کے شکر سے وابستہ رہا۔
 جس وقت ناصر جنگ اور ان کے وزیر باتدبیر مدار المہام شاہ نواز خاں کے درمیان آج
 رات کے وقت فرامیسیوں اور مظفر جنگ کے ساتھ جنگ کے سلسلے میں سلاح و مشورہ
 ہو رہا تھا تو یہ بھی اس وقت حاضر تھا چنانچہ مدار المہام نے خلوت خاص سے باہر آنے
 کے بعد اس کو حکم دیا کہ صبح فرامیسی حملہ کرنے والے ہیں اور وہ ہمارے شکر کے عقب سے
 حملہ آور ہوں گے اس لیے تم ہماری فوج کے ساتھ رہو اور تمام بخشیاں شکر کو ساتھ لے کر
 نہایت حزم و احتیاط سے سپاہ کو چوکس رکھو۔ اسی روز صبح اول وقت جنگ چھڑی اور
 کڑپہ اور کرنوال کے حاکموں کی بے وفائی اور غداری سے اچانک ناصر جنگ شہید ہو گئے۔
 اس واقعہ فاجہ سے چند روز پیشتر اکھاٹ کے ایک بزرگ شاہ غلام مصطفیٰ قادری
 نے مدار المہام شاہ نواز خاں کو بلا کر فرمایا کہ ہم نے خواب دیکھا ہے کہ چند آدمی قبر کھود رہے
 ہیں اور دوسری طرف چند آدمی ایک مسند آراستہ کر رہے ہیں۔ ہماری محبت دینی کا تقاضا
 یہ ہے کہ تمہارے ذریعے ناصر جنگ کو اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کی طرف توجہ دلائیں۔
 شاہ نواز خاں نے ناصر جنگ کو اس درویش صفائش کا پیغام ہدایت پہنچایا تو انہوں نے
 فوراً تمام منہیات سے توبہ کر کے درویش مذکور ملاقات کیا اشتیاق ظاہر کیا مدار المہام نے
 افضل بیگ قاتشاں کو حضور میں طلب کر کے اس کے ذریعہ شاہ صاحب سے بادشاہ کے
 اشتیاق ملاقات کا پیغام پہنچایا اور افضل بیگ نے اپنی شایستہ تقریر سے شاہ صاحب کو
 بادشاہ کی ملاقات پر راضی کر لیا اور ناصر جنگ شاہ صاحب کے تکیہ پر پہنچ کر فیض صحبت
 سے مستفید ہوئے جب ناصر جنگ شہید ہو گئے اور ان کا جنازہ میدان جنگ جنتی سے

اورنگ آباد لے جایا گیا تو قاتشال بھی جنازے کے ساتھ تھا۔

عارف الدین خاں عارف اورنگ آبادی جو اردو اور فارسی کے ممتاز شاعر تھے قاتشال کے بچپن کے دوست تھے اور وہ اکثر اس کے گھر آیا کرتے تھے۔ جب اس نے کوئوال پورہ بلکہ اورنگ آباد میں نیا مکان تعمیر کیا تو اس کے کہنے پر انھوں نے فی البدیہہ یہ قطعہ تاریخ کہا۔

منزل عیش بہ از چار محفل کر د بنیاد جو مرزا افضل

گفت تاریخ بنالیش ہاتف منزل جاہ و مکانے افضل

ماثر الامرا میں قاتشال قبیلے کے کئی افراد کا ذکر ہے جو مختلف دور میں محرز خدمت پر مامور رہے ہیں۔ افضل بیگ بھی اسی قبیلے اور خاندان سے تھا وہ غالباً شاعر نہیں تھا لیکن بہت صاحب ذوق اور سخن شناس تھا۔ اس کا تذکرہ تحفۃ الشعرا اس کے اعلیٰ ادبی ذوق کی یادگار ہے۔ اس کی تمہید میں وہ حمد و نعت اور منقبت چار بارہ دوازدہ امام کے بعد لکھتا ہے ہر کہ عالی نظرتاں والا فہم احوال و اقوال شعرائے متقدمین و متاخرین یہ عبارات رنگین و استعارات تصانیف خوش درج کردہ اند چنانچہ دولت شاہ سمرقندی تذکرۃ الشعراء و میر علی شیر مجاہد النفایس و میرزا طاہر نعیر آبادی تذکرہ صاحبان دیوان وغیرہ و محمد عونی تذکرۃ لبالباب و شیر خاں لودی مرآۃ الخیال و محمد افضل سرخوش کلمات الشعراء و دریں عصر نواب شاہ نواز خاں بہادر بہار سخن میر غلام علی آزاد بلگرامی تذکرہ شعرا مسمی بہ سرو آزاد بحسن عبارت ترتیب دادہ چوں ذکر شعرائے کبرا بہ آئین بہین و تزیین و تحسین بکرات مذکور شدہ لہذا احوال معادوت مال و اشعار آبادار سخنوران زمان حال کہ در خدمت فیض درخت این فترہ ربط بندگی و اخلاص داشت پر داخت

یہ تذکرہ ۱۱۶۵ھ میں تالیف ہوا اور میر غلام علی آزاد نے یہ قطعہ تاریخ تحریر فرمایا۔

قدردان صاحبان معانی افضل بیگ خاں کر دتا لیف مرتب از پے ار باب شعر

کلمک اور بر لوح گیتی بخت نقش تازہ میشود تاریخ سالتش تحفہ اصحاب شعر

عارف الدین خاں عاجز نے بھی حسب ذیل قطعہ تاریخ لکھا ہے :-

نسخہ تازہ چو مرزا افضل کر دتا لیف بنام شعرا

سال اتمام سخن عاجز گفت تحفہ اوج کلام شعرا

اس تذکرے میں کل (۶۲) شاعروں کا حال بیان کیا گیا ہے جن میں سے بعض اردو

اور فارسی دونوں میں شعر کہتے تھے اور بعض صرف فارسی گو تھے۔ یہ سب شعراء وہ ہیں جو

آصف جاہ اول اور ناصر جنگ کے عہد میں تھے اور کسی نہ کسی طرح ان کے درباروں سے

وابستہ یا ان کے معاصر تھے۔ یہ تذکرہ اردو کے اولین تذکروں میں شمار کیا جاسکتا ہے

اور اس میں بعض شاعروں کے متعلق ایسی معلومات ملتی ہیں جو دوسرے تذکروں میں نہیں

ہے۔ اس کے علاوہ آصف جاہی عہد اور خاص طور پر اورنگ آباد کے فارسی اور اردو

شعرا کے احوال جو اس میں درج ہیں وہ اس دور کی ادبی زندگی کا ایک مرقع ہیں۔ آصف جاہ

اول اور ناصر جنگ کے حالات جس تفصیل سے اس میں دیے گئے ہیں اس کی وجہ سے یہ

تذکرہ تاریخی کتاب کی اہمیت کا بھی حامل ہے۔ اردو کے بعض شعرا مثلاً فاضل، شاہ راج

عارف الدین خاں عاجز، درگاہ قلی خاں، عبدالحی وقار اور مرزا مظہر کے بارے میں اس

تذکرے کے بیانات خاص طور پر اہم ہیں۔

اس تذکرے کے کل تین نسخے دو کتب خانہ آصفیہ میں اور ایک کتب خانہ نواب

سالار جنگ میں ہیں۔ انہی تین نسخوں کے باہمی مقابلے کے بعد یہ ایڈیشن مرتب کیا گیا

ہے۔ جہاں ان نسخوں میں نمایاں اختلاف پایا گیا۔ وہ حاشیہ پر درج کر دیا گیا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

ای ذکر تو گل فروش بازار سخن ز گین ز تو برگ برگ گلزار سخن

اوصاف تو مجموعه دیباچه نطق توصیف تو مشاطه رخسار سخن

رسمانی خامه سر و مثال از حد گلشن آرائیست که چمن پردازی

صحیفه گلستان رقم کشیده قلم نو بهار دوست و رنگینی نامر گلشن مثال

از شنای چمن پیرالمیست که گلشن طرازی نسیم بوستان بهم رسیده

رقم در نگار دوست

چلویم وصف حسن بے مثالش گلستان نسیم و عکس جمالش

ز تقریرش بگل هم رنگ و هم دوست ز تحریرش قلم چو مهر و برج دوست

و نثار عالم تصدیق و تسلیم برو صد مقدسه سروری که گلشن باغ اندر وی

عاصیان از آب رویش خرم و میراب و متاع تهی دستی از طر فدازی

شفاعتش در بازار قیامت نایاب

زبان عیقل را نمود مجال طاقنت یارا که آرد در بیان نعت احمدین دنیا را
 در تاج رسالت سرور عالم رسول حق که ایجادش زیا افکنده یک طاق کس را
 و صفوف صلوة برون از حد و تسلیمات افزول از عذر جناب مقدس
 پاک گوهر آن معدن نبوت و آزاده سرو آل چمن قنوت اثمار شجره
 رسالت انهار سرچشمه ولایت باغبان گلشن دین مرایان جو بیار
 یقین پیشوایان راه دین اولاد طیبین الطاهرین سید المرسلین
 صلوة الله علیهم اجمعین ه

ذات نبی و علی و آلش اصلا تفریق ندارند بکیش و انا
 و مزینت غیاں زجاودال احمد کز وی نه دوازده امامند جدا
 و هزاران هزار نعت و ثنای چار یار کبار او که چهار آئینه اسلام
 اند و هر یک سرخیل انام ه

انسان که خیر مایه نشو و نماست چار است به بین اگر ترا فهم و ذکا
 چهار است حروف اسم پاک احمد یعنی که ز چار یار اسلام بیاست
 اما بعد نقر بے کمال فضل قاقشال اورنگ آبادی اصل السیر اتمی
 بر ضمیر غیر آفتاب نظیر اصحاب دانش و بندش که گلدسته باغ آفرینش
 اند روشن و هویدای سازد که عالی فطرتان والا فهم احوال و اقوال
 شعراء متقدمین و متاخرین بعبادات رنگین و استعارات متین که
 بر حرف آن مضمون داستان یاست بتصانیف خویش درج کرده اند
 چنانچه دولت شاه سمرقندی تذکرة الشعراء و میر علی شیر مجالس النفاث

و میرزا طاهر نصیر آبادی تذکرہ صاحبان دیوان و غیرہ و محمد عوفی
تذکرہ لبالباب و شیرخان لودی مرآة الخیال و محمد افضل برخواست
کلمات الشمر و دریں عصر نواب شاہ نواز خان بہادر نسخہ بہارستان
سخن باچندین علوم دیگر تسطیر فرمودہ و میر غلام علی آزاد بلگرامی تذکرہ
شعر اسمی بہ سرو آزاد بحسن عبارت ترتیب دادہ چوں ذکر شعراء کبر
یا مین بہین و نزمین و تحسین یکرات تذکرہ شدہ لہذا تکرار بہ تذکار
احوال آن گروہ والا شکوہ کردہ حکم لکھل جدید لذت با شتمال
احوال سعادت مال و اشعار آبدار سخنوران زمان حال کہ در خدمت
فیض درجت آنہا ربط بندگی و اخلاص داشت یقلت بضاعت
و عدم استطاعت بعبارتی کہ قالی از تکلف است پرداخت و
بہ تحفۃ الشعراء موسوم ساخت میر غلام علی آزاد بلگرامی با کمال عنایت
و مہربانی تاریخ تالیف این مجموعہ فرمودہ ہے

قدرداں صاحبان معنی افضل بیگ خان کرد تا لیف مرتب از پے ادیب شعر
کلمات و روح قیمتی بہت نقش تازہ میشود تاریخ سالش تحفۃ اصحاب شعر
و این قطو فکر عارف الدین عاجز است ہے

نسخہ تازہ چو مرزا افضل کرد تا لیف بنام شعرا
سال اتمام سخن عاجز گفت تحفۃ اوج کلام شعرا

امید کہ تماشا ییاں گلستان الفاظ و المعانی چوں بدیں چین سخن در آیند
از نوشتن و خواندن مانند بلبلان پاک نظر برنگ و بوخورسند شوند

شروع از احوال درویشان عالیشان صفا کیشان نمود.

۱. سید غلام حسین قادری (ت ۱۱۸۸ هـ) سالک تخلص خلف الصدق
 سید شهاب الدین و نبیره سید محمد اسحاق قادری از اولاد امجاد
 حضرت محی الدین سید عبد القادر جیلانیست قدس الله تعالی ستره
 جدا مجدش از بغداد تشریف در مملکت هندوستان تشریف از زانی
 فرمود از آنجا به یار و کن از متباض نموده در قلعہ جتیر که از قلاع
 مشهوره دکن است توطن گزید، پیر یزرگوار از دیوبند عالم منزل
 برای خاص شتافت، بعد رحلت والد ماجد بعزم بیاحت سمیت
 گجرات رفته مرید شاه علی رضائی گجراتی شده در یله اورنگ آباد
 رسیده سکونت اختیار فرمود، آستان ملائک پاسبانش سجده گاه
 امرایان عظام و خوانین فوی الاکرام گشت، امیر الامرایه حسین علی خاں
 و عضد الدوله بهادر قسوره جنگ و نظام الدوله بهادر ناصر جنگ خلف
 نظام الملک آصف جاه بجناب تقدس آیات او بصدق دلی ارادت
 و عقیدت داشته اند، در فصاحت لسان بلند مقال سعادت شریست
 پاک گوهر به مثال است، قرآن مجید در مدت شش ماه حفظ نمود
 و هب و باب حفظ حسن تاریخ حفظ اوست و الحق که این حفظ از
 و هب و باب است، هر سال شب بخت و هفتم ماه صیام کلام ملک
 علام شبینه تمام می نماید مقنوی و در تتبع مولوی روم تصنیف کرده،
 نه دیکه تذکره به نظیر است تذکره سفینه هندی مراد

گنجینه سینه آن ستوده افعال از در ولای معرفت مالا مال و دل حقه
منزل وی از مشایده جمال ایزد متعال در عین وصال، از آنجا که
طبیع موزون از خصایص فطرت سلیم است، در خلال اوقات و احوال
قدسی بسک نظم میکشد، بایراد بعضی از اشعار فصاحت آثارش که
فصاحت بخش این گلدسته گشته تحریری نماید.

نشسته پردازم شب که سیراب بود بادبان کشتی می چادر مهتاب بود
گردش چشمه ترازیس بیقرارم کرده است پنبه یا لیلین خواب را ختم سیلاب بود
نمیدانم که این ماه و آمد در آغوشم که چون ماه را با حلقه میگرد و دو ششم
کمان ابرویت رنگین ادائی تابه برآمد تنها جوش چون قوس قزح کی عالم آغوشم
ای بیا آرام جان جای ترا مانند خواب یاد وجود مردم اندر دیده خالی بگردم
ای لاله زار از گل داغ تو سینه ما رنگین تر از بهار تو صفت سفینه ما
یک رنگی نتاشده برق دوی گداز گرفته رنگ عکس ز شخص آبلینه ما

۲- میر غلام علی (۱۱۱۶-۱۲۰۰ هـ) آزاد تخلص بلگرامی صبیح زاده میر عبد الجلیل
بلگرامی حسینی نسب حنفی مذہب و چشتی طریقت است در ربیعان آگاهی
سر رشته تحصیل علم بدست آورد و کتب درسی از یدایه تا نهایت در حلقه
درس میر طفیل محمد بلگرامی مرتب گذرانید و لغت و حدیث و سیر نبوی
فنون ادب از خدمت قدسی منزلت میر عبد الجلیل بلگرامی جد خود اخذ نمود

۱- دیکمه تذکره بی نظیر ص ۲، تذکره سفینه پندی ص ۱۵، تذکره شمع انجمن ص ۱۴،
تذکره عقد ثریا ص ۱، تذکره نتائج الافکار ص ۱۶، تذکره گل عیاش ص ۳

دور عرض و قافیه و بعضی ننون و ادب و غیره از خدمت میرسید محمد
 قلف الصدق میر عبد الجلیل مرحوم مرقوم تلمذ کرد و در سنه یک هزار و
 یک صد و سی و هفت هجری ^{۱۳۴۰} شریف از بیعت میر لطف الله
 مشهور به شاه له با بلگرامی اندوخت در آغاز شب با مطابق کلمه سفر خیر
 از بلگرام باراده زیارت حرمین شریفین برآمد و در سنه یک هزار و
 یک صد و پنجاه و یک هجری ^{۱۳۵۰} شریف بمطابق کلمه عمل اعظم سعادت غلطی
 از حج حاصل کرد و در مدینه منوره بخدمت شیخ محمد حیات السندی المدنی
 التحفی سیح بخاری قرائت نمود و اجازت صحاح سه و کتب حدیث دیگر
 فراگرفت و در مکه معظمه شیخ عبد الوهاب طنطاوی را دریافته برخی از
 فوائد علمی کسب نمود و از آنجا مطابق کلمه سفر بخیر عنان عزیمت بجانب هند
 معطوف داشت و از راه بندر سورت بدیار دکن انتهای نمود
 و اب نظام الدوله بهادر ناصر جنگ قلف نظام الملک آصف جاه
 مغفور بملاقات قانز البرکات ادمسرو در گردیده بخوانش و آرزوی
 تمام از اکرام و احترام همراه خود داشت و تا مدت حیات در سفر
 و حضر گاهی از خود جدا ساخت و بعد که بحسب تقدیر رب قدیر
 نواب عالیجناب بمرتبه شهادت رسید شاه نواز خان بهادر
 بقرب جوار خویش مکانی جهت بود و باش این درویش صفا گیش
 مقرر ساخته شب و روز سرگرم صحبت شریف اوست متصف
 بفضائل و کمالات انسانی است از قوت فصیلت و قابلیت

چند کتاب تصنیف کرده شمامته العنبر به عبارت عربی در ذکر مینه
از کتب تفاسیر و احادیث و منه السعادات فی حسن خاتمه السادات
و روضه الاولیاء و ذکر اولیای روضه منوره قریب دولت آباد و کن
آسوده اندک ذکره شعرائے قدیم آثار الکرام تاریخ بلگرام، قصائد عربی
از اهل جلد قصیده همزیه در نعت سید المرسلین صلعم که بر روضه مقدسه
معرض گردند، در علم صوفیه و نظم و نثر عربی و تاریخ گوئی و فنون اشعار
سرآمد ابتائے روزگار است اشعارش همه در ریز و دلا و بزمین اشعار
آیدار از فکر روشن اوست صاحب دیوان است مطلع دیوان ۵

بر آید از مدح لیسیم الله تیغ خوش مقامی را
چو آن لقی که بعد از شانه کردن یار بر بند
نگاه هست چشم یار را یا چشم گریانم
مذاج کم کسے را الفت اول سجا ماند
قیامت میکند تنگی که از کوه بلند افتد
سحک از دروئی میشود از امتحال حاصل
دانش حستم و آخر شستم باز نخل الش
همچو گل رنگین لباس صلح کل پوشیده ایم
شاخ برهنه تیغ زند موسم خزاں
در عدم هم چو تامل است از من بر پشت
خنده این یاغ می آرد شمر داغ جگر
مسخر کن سواد اعظم نازک خیالی را
بجمعیت رساند صبر من آشفته عالی را
که مستان دوست میدارند ابر بر تنگالی را
بزدوبے کسی سنجیده ام بسیار یاران را
میاد اختم در جنبش در آرد ابر و باران را
کمن از آزمون من فعل ناقص عیال را
لب چاپے غنیمت میشود کم کرده منزل را
تار و پود شعله و آیت درد امان ما
یک برگ سبز زیر سپری کشد مرا
غنچه تنگ دانش کرد در زندان مرا
رغم می آید بحال بسته بر یان مرا

هر که بخوای چمن شد ز دغل حیرت بلبل
چشم عبرت دست داد از زنگسبتان
چو خورشید قیامت از گریبان بر روی
کف محتاج کرد و سائیاں بر سر کربان را
شایان این زمانه بحاتم برابر اند
گاسه اگر دهند جواب سلام را
عیب مردم فاش کردن بدترین عیبتا
عیب گو اول کند بے پرده عیب جلیش را
میکنند احسان ظالم هم رعیت را خراب
پرورد قصاب بهر کشتن آخر میش را
خون خود را وقف دست و پا می زنند
یاد گیر آزاد این آئین رنگین از حنا
لے عزیزاں زنگس خواب زیار گرفت
حالتی دارد و بیماری عیادت کرد نیست
آرزو دارم که در آغوش گیرم آن کمر
گر رسد این نعمت غیبی قناعت کرد نیست
در حضور انجمن گرفت وقت احتلاط
از نگاه گرفته چشمی انشادت کرد نیست
مرز ندگر غرضش پائے زاد و رسول
حق شناسان لمراعات سیادت کرد نیست
ساقی قدم ده که ذکر فصل بدیست
میل من مخمور پیمانه طبعی است
در دوست مشرقی ال یافت بجز صلح
آئین تنازع روشن سنی و شیعی است
خاطر دارندگان دور است از یاد وطن
کاروان بگل چوخت را بر لبست نیست
خاکم تمام سوخت بجائے رساند نیست
ایں مشت تخم لاله بی باغی فشاند نیست
آزاد رفت اشرف خوش گوازیں جهان
طفلی که خوش محاوره افتد نماند نیست
مرفرازان جهان باشد لیلایں جهان
لطفی که خوش محاوره افتد نماند نیست
مرفرازان جهان باشد لیلایں جهان
بال و پراختنیدن پروانه بر آتش خطا
شبهه که یاد ماه سیمائی دلم اندیشه داشت
دگرستان جهان آزاد از آغاز عمر
یار را شوخی و عاشقی را ادب مینده است
ریخت هر اشک که از چشم پری و همیشه داشت
سر پیش انداختن چو بید بخت داشت

دوش مارا کرد بسمل چادر کوه تاه او ۵ بیکشیدی از جیا هر سونمی آمد و دست
 نیست رنگی از وفا آزاد و پیمانی گل ۵ عنده لیبی این نصیحت را بمن فرموده است
 ساروانا نیست و دایام غم ناخوش شدن ۵ وقت زگرشش که در سل خزاں گیر و قح
 تراز پر تو رخسار خود گریبان مرخ ۵ مر از دیده تراستین و دامان مرخ
 سپهر بایه دولت به تلخ رو بخت ۵ رخ محیط نماید ز شاخ مر جان مرخ
 خط مشکین خلل بخساز ترا بر سر رسید ۵ فوج منده و ستان به پیغمبر ملک عنبر رسید
 پیش گل به زنبه میگردد بهار یا سمن ۵ قدر و خلل نیست در بزمی که صبا از رسید
 سرکشی مر بایه نقصان دولت می شود ۵ نیشکر را بند بالا کم ملاوت می شود
 مرا چوں غنچه که شد فرصت نظاره همتی ۵ نفس گردیده تاراج سبا تا چشم و اکرم
 گرانی کرد یار زندگی از دام برد و شتم ۵ چو شلخ میوه دار از پختگی سر را چرا کردم
 یار را دیدن من در غرق شرم نشاند ۵ از نگاه غلط خویشش پشیمان گشتم
 شکوه خال بر مژه جیبت باید دید ۵ ستاره سوخته خوش نصیب باید دید
 مریض را غم بالا ترا از مرض اینست ۵ که صبح صورت نحس طبیب باید دید
 چشم میباید که تو از بسکه سیاه افتاد ۵ آن قدر باده کشی کرد که بیمار افتاد
 می شناسد نگهش بسمل خود را از دور ۵ جبرتم گشت که این مست چه پیش از افتاد
 زنگ ظلمت بسکه از جوش صفای و از کرد ۵ خال هم بر عارض مریضت با پاش
 به پیش پائی قاصد تا مرا افکنده رود دارد ۵ که دست خاکساری در وصول مدعا دارد
 مرا امشب بیکال شمع سوزان گریه می آید ۵ قدم در راه هستی سرور آغوش فنا دارد
 بخش و زکار دنیا سیر نیست و آمد ۵ اما چو پائی طاووس انجام زشت دارد

ساقیا امروز بزمی حب باران میرسد
 می توان تا دامن صحرای استقبال رفت
 کیسب بایاری نگه دارد عنان پوش با
 مرا آزاد پر تو خورشید خورش آید
 سلیم حرف خوشی گفت از فنا آزاد
 نقش حسن روز افزون تر آمانی کشید
 حسن در دست خود صرقه عاشق بکند
 سرگیسو تو کردم تو نقصانی نیست
 خطر روشنی حسن ترا بود حجابی
 زن بود در زبان مهندی نار
 بفرمانت روم پای تو بوسم مر حباله دل
 چه واقع شد که اکنون نقش پایلی نمی
 نیست خود داری میسر شعله جوال را
 عمر لبت که یک فارد شد قسمت پایم
 تو ارد کرد با منگ اثر بار نفس با من
 و ماغ عاشق شوریده هم دارد بلندها
 من اندر رشته طول امل دل را را بآردم
 از لکان بخت کج هر جا خدنگه کشید
 هر کس بر دست یک چیز را سباب جهان

فکر ساغر کن که وقت عیش یاران میرسد
 در چنین روزی که ابراز کوه ساران میرسد
 یا هزاران ساغر گل تو بهار ان میرسد
 سحر که بر زمینی می نشیند شام بر خیزد
 کتان مالش با مهاب می بافتد
 ساعتی بگذشت تا دیدم پشیمانی کشید
 شمع در جیو زرین پر پروانه زند
 دست آزاد اگر زلف ترا شانه زند
 مفروض گل از شمع تو بر چیده بجا کرد
 و قنار بنای عذاب القار
 که می آید زیر لیل الموعاج کبوش
 خوشا و قتی که بالین بر من بود زانوش
 از طپید نه پای دل صوفی کند ناکام قص
 حرمان غریبی بمغیلاں که کند عرض
 دید هر غنچه خاموش را سوچرس بلبل
 نشستن بر میسایط برگ گل دارد هوش بلبل
 برو ز این مهره را بیرون ز کام از دها کردم
 پیش رو از مهر خاموشی سپریب اشتهم
 من ازین دنیای فانی دست را برداشتم

بیخودم از نشاء وحدت بزرگ چشم یار
 به پیش غیر با من نامناسبید آمیزش
 چو سایه در قدم سرسرا قرار از تو ام
 سیر حسن آن ذقن با زلف عنبر فام کن
 گره نه ابروی خود و آنکر د تا آمل من
 میرسد از خانه آینه بر شارب جنون
 همچون گلین نباشد فارغ ز دل تراشی
 یا آن رنگی که خون در تافت آهوشک میگرد
 یا ز خورشید صفت جلوه طراز آمده
 میراد دل ما جلوه طراز آمده
 پس از پیر عزیزان مرگ میجوایم نمی آید
 سلامت باش ای آئینه احسان عجب گوی
 ز خود آسودگان داند آئین حق آگاهی
 درین عالم که همراه موافقی کند پیدا

خود قبح گردان و خود مخمور و خود میخانه ام
 ز انداز نگاہی یافتم بیگانه گردیدم
 مرید سلسله گیسو در از تو ام
 سایه و چاه است آدل اندکی آرام کن
 تشهید این دو کمال پیر است بسمل من
 این پری از خانه خود خند گزینا رجتون
 در زرا اگر نشیند زردار تابه گردون
 سیه آید بروں خورشید از شبهای تار من
 چشم بدور که خوش بنده نواز آمده
 آن قدر یاد تو کردیم که یاز آمده
 اجل با وصف قدرت در حق من کوتاهی کرد
 که محرم ساختی آن سنگدل را با گرفتاری
 درین دار الخلافت میرسد منصور راشای
 نیاید راست از خضر و کلیم الله همراهی

۳- شاه پادایت الله چار کاری و حدت تخلص ده بید الاصل از
 اولاد حضرت خوابه مخدوم اعظم است در بلده چار کار صوبه کابل متولد
 شد در صغر سن به شاه جهان آباد آمده به تحصیل علوم از علم و دانش
 تصبیبه و افریافت زت به میرزا عبدالقادر بید سیم صحبت مانند
 میرزا به سبب دریافت جوهر قابلیتش اعزاز و احترام می فرمود،

بعد از آن از شاه جهان آبادیه ممالک دکن تشریف آورده مرید شاه
 قلندر شهبه شد در تکیه تبرکه حضرت بابا شاه مسافر علیه الرحمه که
 در معموره ریح مسکون به بی مثلی طاق است سکونت اختیار نموده در آن
 تکیه عالیله شاه محمود صاحب سلمه الله تعالی قادم و مرید مقبول و منظور
 حضرت بابا که از همت عالی در لباس درویشی معاش شاهی دارد
 بخرچ لکوک عمارات عالی ساخته نهر آب از زمین آفریده که قطره
 آبی بر روی آن ظاهر نباشد و چون آن زمین را خالی نمودند در پای
 عمان جوش زد که عقل بشری یدریافت عاجز، هر سال در موسم گرما
 در بلده اورنگ آباد قحط عظیم از آب می شد پس نهر باعث آب حیات
 مردم گشت و تشنگان را نهر محمود آب داد

و مسجد اقدس خیل با صفا سمت اتمام یافته و ایوان خانقاه با ستون
 های سیاه خوش رنگ از غایت خوب طرحی تراشیده نصب نموده اند
 دایره اطراف آن حجره های مصفا در نهایت پاکیزگی جهت سکونت
 درویشان عالیشان مرتب گشته و بیرون دروازه محاذی تکیه حوضی
 که صورت دریاوار و تیار کرده منبع بلند اساس نهاده اند که یاد و
 آبشار با کمال خوبی ریزش می نماید و حوض دیگر اندرون همین تکیه
 بطور نهر ساخته که از جوش و خروش قطار فواره آن نهال زندگانی
 تماشا میاں ترویج می یابد و تمام صحن پر از گلها و رنگارنگ
 است و سرسبزی درختانش نیز از فیض بهار کم نیست، هر چند

و در آن مکان از بهت نشان نظر بیشتر می رود و شوق دیدن تماشا
 از فردن تر میگردد، و دل از تفرج آن سیری نمی پذیرد و زبان مقال
 در تعریف و توصیف آن جای دلگشائی راحت افزای لال است -
 اگر فردوس بر روی زمین است، همین است همین است همین است
 شاه عالیجاه در چنین مکان بهشت نشان با کمال توکل و قناعت
 می گذارند پس مستغنی مزاج است بیدت فهم وجودت طبع فکر نظم و
 نشر درست دارد این اشعار آید از دوست ه

رگ یا قوت زند نشتر اندیشه ما جگر لعل شود خوں ز دم تیشه ما
 دارد آسیب نزاکت دل غم پیشه ما خود بخود بشکند از موج صفا تیشه ما
 دست همت زمکانات عمل مستغنی است گهر آبله لیس مزد هنر پیشه ما
 صاف ساینرنگی مانده و بگردارد جام جمشید بود در دهنه تیشه ما
 مادرین باغ نهال چمن تصویریم هست در خانه نقاش رگ و ریشه ما
 و مدت از ساغر صایب می زبانی زده ایم می تراود می گلگون زرگ و ریشه ما
 هم شاه فضل الله نقشبندی فعلی تخلص پیر سید عطاء الله اورنگ آبادی

است و در ویش صفا کیش و عارف کامل جمیع علوم بود و در تے در لشکر
 غازی الدین خاں بهادر فیروز جنگ مرحوم بموجب حکم رسول مقبول
 ماند و همیں سبب بود که خاں فیروز جنگ اکثر از قلت جمعیت بر بسیاری

۱- و یکجوزه که ریخته گریاں گردیزی ص ۲، ازکات الشرح ص ۹، چمنستان الشرح ص ۸۳،
 ۲- که گل جام ص ۲، مخزن زکات ص ۱، طراز خلیل ص ۱۸۹، تذکره شرای اردو میر حسن ص ۱۴۱

مقبوران فتح و ظفر می یافت، عصه الدوله بهادر کلام الله محظ مبارک
حضرت امام رضا علیه السلام که از کتاب خانه امیرالامرا حسین علی خاں
یافته بود به ایشان سپرد و الحال آن قرآن مجید در قلعه دولت آباد
و کن است که میاں محمدی پسرش هدیه نموده، آثار کمال در ویشی
بر چهره مبارک نورانی او بظاہر بود جامعیت داشت رساله زاد آزاد
در علم سلوک از ویادگار است قصه بزه بیهو کا و قصه پریم لو کا بزبان
ہندی گفته و ابیات ایہام خوب دارد و اشتہار یافته اند و در فارسی
نیز اشعار اوصاف و شیریں است این چند اشعار فارسی و ہندی
از فکر اوست

بکثرت گریہ رو دارم لیکن دست آئینم
تجد مشرب بہا آنقدر دارد سیر و جم
تبسم رنگ محبت سخن گلستان الفت
دعای اہل عصیان در گرد دارد اجابتها
فلک تار جہاں حیرتم از من چه می پرسی
بزاہد ہمسری دارم برہمن را بنیاد ام
خداوند اہمن ہم شور محشر در میان باشد
بیا فضل تماشا کن بہار بہار لہا را
سرو گفتم قدش از من بچید
حق عاشق او نمی سازد

ز وسعت مشرب بہا بردعای جہا آئینم
کہ در خاطر خود بگذرم ناگاہ سنگینم
نگاہش حاصل دنیا ادا می یزدیم
چہ باشد گریہ عاصیان ز بندیم
نہ تمکینم نہ تلویم نہ تقریم نہ تحسینم
مسلمان کردہ عشق نہ با ائم نہ با انیم
غلام آل طہ بندہ اولاد یا سینم
چو شاخ گل ز یک رنگی برنگ شعلہ زکینم
شعر ہمی عالم بالاست
گرچہ آن سنگ دل تمام اداست

مہرباں از آہ باشد ماہ ما
اندکے گرتہ کشد خواہید دید
دیدن و برگردم گرد و بد نش
آں چناں دل یگانہ یار است
ہر کجا میں مسیح لب باشد
زلف و خالش بہ لیری یکساں
در نگاہ تو شیشہ است و پیری
دل ما بر و چشم و گردنش چشم
صبح محشر بخواب نوشیں است
تا چو من عشق باز و تو معشوق
تا خط نہ مبدہ است ابو حسن داد میچ
بے جلوہ رخسار تو ای جاں گلستاں
تا معنی تو جید و بیت نہ کشا یند

گنج یاد آورد شد این آہ ما
آفتابے می شود این ماہ ما
شکر شد گشت خاطر خواہ ما
کہ دل از لفظ دوست یزار است
ہر کہ بیمار نیست بیمار است
ایں چه کم حسن و اں چه بسیار است
در نگاہ ہم ہمہ پری زار است
ایں چه کفر است وین چه زنا ر است
در سحر ہر کہ چشم بیدار است
ایں چه آئینہ وین چه دیدار است
اسلام بجز دوستی آل عبا میچ
گل میچ، چمن میچ، نوا میچ، صبا میچ
سجادہ و تسبیح و مصلی و ردا میچ

ابیات ایہام زبان ہندی

تنگ سوں اپنے عرق توں دور نکر
دو پہواں دیکھ کر کہیں میں یوں
بھوت عاشق ہیں مار کھاتے ہیں
جب تلک تھی جنس گھر میں بیچ کھاتا تھا
طیب عشق میں پوچھا زینا نے علاج اپنا

حسن کا عطر محکوں لینا ہے
دو گھڑی رات دن میں آئے کیوں
بجکوں ترے فراق میں دن کاٹے لگے
اب تو کچھ باقی رہا نہیں ہے مگر بچوں خدا
کہا تجھ پر بھلا ہے سورہ یوسف کا دم کرنا

کبریا کے کہ یہ یوسف کوں کرے نکل تجھ بنا دور و زلیخا ہو رہی ہے باؤلی
ور تعریف رقص گفتہ

نام تو منحصر ہے چنتا پر نام جس کے ہیں ناخ بھرتا ہے
تری اکھیا میں کیا بلا کچھ ہے اب تلک یا رہا ت ملے ہیں
تجھ ملاحت کے لون کی لذت تجھ کا دل ہے کباب سو جانے
دیکھ کر تیرے پاؤں کی مہندی مجھ کوں تلوؤں سوں آگ لاگی ہے
پیو کے مکھ کی صفائی کے آنگے موں دیکھو آرسی کے صفائی کا

۵۔ سید عبد الولی عزلت تخلص خلف سید سعد الدردیش سورتی
جامع اقسام فضائل است ملامت مشرب دار و دریش بروت تراشیدہ
بوضع رند الہی باشد از ہم عالی اشعار فارسی و ہندی خوب میفرماید
در علم حقائق و معارف بحر مواج است دیوانے ترتیب داده این اشعار
آبدار از فکر رساے دوست ہے

دوستان از دوستان محرم و دشمن کایاب چید مقراض از نہاں شمع گل پروا خست
منزخ مر از ازاں بود عیب تمد پوشا ز جوہر تیغ اگر رونق گرفت آئینہ رسوا شد
نشود مرد کسی کہ از جا برداشت رستم است آنکہ دل و دوز دنیا براست
عبادت سرکش را مایہ جرم دگر باشد کہ در ہر سجدہ عزالت میشود زرداں مینا

۱۔ تذکرہ بنی بصرہ ص ۹۷، تذکرہ ریخت گویاں گردیزی ص ۱۱، نکات الشعراء ص ۹۲، چمنان شعرا
ص ۲۹، مخزن الشعراء فائق ص ۷۶، تذکرہ امیر حسن ص ۱۳۶، مخزن نکات ص ۶۵، مجموعہ نفر
ص ۳۸، گلزار براہیم ص ۱۴۴۔

اہل دنیا سر بسریج اند و دنیا آفتاب : تاج زر بر سر جو بگزارند خود را گم کنند
 یگر خون کرد آہ از دل کشیدم باز کن چہی : زمین منصفی بر مصرعہ رحمتہ ام صادق
 شدم خاک ذراہ انتظارت بر نمی خیزم : مگر گاہے کہ بر فرقم و زرد از دامنست باد
 من سپند آسود فاقستم آنقدر دادم ز خویش : یا جو بردادم ز برمت دست بردم ز خویش
 ترا یا خود اندیشیدہ دل را شادی کردم : بایں تقریب گاہی خویش را ہم یاد میکردم
 یا صاحب اعتبار از حلقہ آغوش است : یک تلم بر مصرع بالای او صدا دیم ما
 شکن بے سرو پا حلقہ بیرون در است : در جرم سزفت تو ز بسیاری دل
 از ملایم لطیفان روشن ضمیراں را چہ سود : جز طبعش حاصل ندارد پر تو فہما بے آب
 آبرو سراپا و دشتلاں بے طاقتی است : چشمہ آئینہ را پیدا است از سیما یاب
 ز شوق او بعدم ہم رہا نگر دیم : چو صبح خاک مرا چاک پیرن باقی است
 گذشت سیم تنی امشب از دلم عزت : باشک حسرت من او یا سمن باقی است

مستزاد

پیانہ موسیٰ لبان تو رسد... ای عشوہ پنا : ہم پنجہ بہلا تا میان تو رسد... دستم کوتاہ
 خمیازہ کشتم من کمان ہمہ دشت... از ترسم تم : من موزم و قلیان بدان تو رسد... اللہ اللہ
 آئینہ بزم دلکشای تو رسد... ای جاگاہ : ہم شانہ زلفا شکسای تو رسد... ملا پناہ
 ما خاک شویم و بر منظر افتد... داغیم ز رشک : دل خون شود خفا پیای تو رسد... سبحان اللہ
 ایں رباعی از مرزا عید القادر بے دل است

بیڈل مارا کدام برویست و چہ راہ : تا پیش بریم دغوی چیتہ افواہ
 از واجب و ممکن علما یا خیر اند : در ویش وصول نیست اللہ اللہ

نایاب

بہشت

اشعار ہندی

جن کے دلوں میں دروہین دلی نہیں : اب لگ پکڑ رہے ہیں وہ سنت زید کی
 نئی امیہ کے دامن لگے ہیں جتنے لوگ : وہ سب زید کے پیچھے خلاص ہو گئے
 دم زائد بجا ہے شعلہ آہ فقراں سوں : مبادا اسکے پشیم ریش کا پولایہ لک جادو
 شیخ پیری میں ہے دراز زبان : صبح کو کیوں نہ دیکھوے مرغیہ بلانگ
 سفارہ سوائی نئی شہر کے کلاچ جیون لگین : موں ہوا کالا بلا سے تام تو دشمن ہوا
 ۶۔ میر عبد المنان عزت تخلص تیرہ میر عبد الرحیم خاں اندھیا نی
 است کہ دیوان بیوتات عالمگیر بادشاہ بود تعصب مذہب او شہرت
 داشت نقل مشہور است کہ یا نورینا کہ نام مبارک حضرت علی نقیہ
 میگفت زبان اور ایریہ فقیرانہ میر نمان خان تیرہ اش پر سید جواب
 داد کہ آں چہ مردم میگویند غلط آں مینا کہ یا علی بر زبان می آورد
 یہ قیمت پانصد روپیہ خرید کر دہ بود چوں در خانہ آوردند نام مجستہ
 فرہام را نگفت و گنگ شد، آں را بیا لکش واپس دادند و عنایتانہ
 کشیری دستخط بادشاہ عالمگیر جمع ساختہ کلمات طیبات نام نہادہ
 در ال مندرج است کہ عبد الرحیم خاں کاروی بکر داشت بادشاہ
 دید و فرمود کہ خوش طرح است عرض نمود کہ تمام ایں بہ از طرح ایں
 است را فنی کش چوں بادشاہ تیریر مذہب خود اعتقاد مضبوط
 داشت اکثر لفظ برادر دینی بر زبان میرانہ میر صاحب از حسب
 و نسب نجیب شریف است از شاہجہاں آباد ہمراہ رکن السلطنت

آصف چاه بدکن آمد قدمست دارد و غلگی جواهرخانه و خلعت خانه داشت
 معاصیب و مقرب بود بر حرف سهیلی از کمال غیرت استغفای تواری
 داد و تاج شاهی را از سرور بر بان پدید منروست بس عزیز الوجود
 است بعد از آنکه ترک روزگار کرد میرا بوالفخر خاں بخدمت پیدر پادشاه
 گشت پسران رشید او میرا بوالفخر خاں و میر نعمان خاں میرا حسن خاں
 بخدمت عمده از آبرو و عزت در عرصه روزگار نامدار انداخته میر
 بر تکیه است و در نظم دیوانه ترتیب داده این اشعار از او ده
 طبع اوست سه

در روی اصدیج از خلق ز استغفای دل یسته ام چند آنکه میگوید توکل واه واه
 صبح شام از گردش چشم تو طرح تاده کیت کفر و ایمان را بر زلفت بیکانه نداشت
 با تو یوستن بود از خود در میدان باغ ما پرده حسن تو گردیده ست پدید نهایی
 تا کجا حرف نزاکت بمیان آرد کس رگ جان تا در نظر موی کرمه بیکیت
 طرفه نازک کاری داد است جانان مرا

صبح است لاله را رسفید و سیاه و سرخ چون چشم پر خمار سفید و سیاه و سرخ
 از خنده اش بیان کای رنگ دیگر است دارد عجب بهار سفید و سیاه و سرخ
 نیز نک مکر ز آل جهان را از من پیرس ویدم هزار بار سفید و سیاه و سرخ
 عاشقان را از فنا باشد عریض در نظر گرد باد خاک باراد و تحمل و در هوا
 مویم خط شعا غی شش سایه است کرد آفتاب مرا
 نسبت خاک کسان است از خود ما خبر بودن ز نقش یا بود هر خطا ام آینه دیدن

دارم از بهر نثار تو دم حیدر بیا : جان نمانده است مرا یی نخ از و دیا
 روی پر خوبیت چراغان میکند آینه را : دود و دلهاسنبلستان میکند آینه را
 گر برای راحت دل خوب بیداشد صبا : بهر یاد نام او بیقایی بهر آن خم شست
 در فراقش عاشقان شکست با بهر گریه : یاد لعل بی بهار اینچهره جان خم شست
 گل گریهاں چاک می بینم ست عشق کیمیت : غنچه می غلطد ز خود صهیبا بد عشق کیمیت
 هر سر و این گلشن از ادب ز نایبیت : هر خنده گل اینجا از چاک ل صدایت

۴. میر فتح الدین اورنگ آبادی ترمذی الاصل از سادات حبیبی
 فتح الدین تخلص میکند نو اسه حاجی عبداللہ حبیبی شامانی و داماد سید
 محمد حیات در ولایت است متصل در واده باره پله اورنگ آباد
 تکلیف او است در آغاز شباب یکسب سپاه گری بمیان سپاه میان
 کمر بست بعد چندی بحکم الفقر فخری بر مسند فقر به نشست از مجاہدات
 شاقه بمقصد خود پیوست و فقر و قناعت ممتاز گشت حضرت
 شیخ صاحب مرحوم که در ولایت کامل و عارف بود از حالش خبر داشت
 وقت دم آخر فرقه خویش عطا فرمود فکر اشعار می نماید از او سرت
 سر پایا در دشواری دل اگر بخواهی دوا این نیست : به مینجانه ز خود بگذر که خوش از الشفا نیست
 خرد آسای ز نظاره چشم معرفت بکشا : نثار یک تجلی شو غرض از مایه با نیست
 گنج سویی خرم پویی گدازد روی جویی : ز خاطر محو کن خود را ره قرب نیست
 بفکر این و آن تا چند نشویشات و مخزونی : نه قید مدعا بگذر ز طفر بر مدعا نیست
 بر پایا گوش شود آنکه حدیث عشق را بشنوی : ز نایب نفس در نه اشارت نیست
 سه اورد کلام کل غایب مع ۱۲۳ -

چو شدم یک نفس بر زنگ بوی گل مشوایل : طلوع شمس را مقصد بصد نور و ضیاء نیست
 دلم خوں گشت و از چشمم ترم غلطیده بامن : شهید عشق را شاید که دشت کر بلا نیست
 اسیر زلف را از یک نگاه باز بسمل کن : طبعیه نهای عمری جان شد مبتلا نیست
 دلاگر فخر دین خواهی بترادی از گیسوش : دو صد زنار نه بر دوش تسلیم در صفا نیست
 نقطه مشکین خال عافوش چون مردمک : در نگاه دیده دل بین سوید اگر ده ام
 حسن و عشق آئینه یکدگر اندازد و عدل : در صفای حسنش از حیرت تا شاکر دهم
 یا وجود صد جراحت من از آن کاین نمک : ساده لوحی بین تمنای دلا سا کرده ام
 نیمستم که عاشق روی تو خیس را نم چرا : و زیم آشفته زلفت پریشانم چرا
 گریه خال عارضت بر دل نمود فداکاری : چون سپند از آتش شوق تو رقصانم چرا
 گزگاه ناز ساقی بر دلم می ریز نیست : بهمچو چشم مست او دوش غلطانم چرا
 فخر دین گر طره گیسوی جانان و افشد : بوی عطر فتنه می یا بد دل از جانم چرا
 نادل به حقیقت آتشاشد : بے خود و از خودی جدا شد
 بهنجویشی او چو حیرت افزود : آئینه صاف حق تمام شد
 عارض من بهر اوج حسن بنمود : چون زلف سیه گره کشاشد
 گل گشت فغان ز بلبلان حوا : گل گشت و زخم بشیشه باشد
 ساقی شد و اجماع بیاراست : مستان و هزاره اجرا شد
 چون یار رخ نقاب برداشت : مستیم میسر تا چه باشد
 هر سو که عنان کشید رفتم : رقصان و قصا که مدعاشد
 ای یار چه جای غلط و پندار : خاموش که هر چه بشد بجا شد

یار ہر شاں عیان تھا مجھے معلوم نہ تھا : بے نشان عین نشاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
 کلمہ کے مصنف نہیں ہر چند تھے آیات کبر : نازک نشاں عیان تھا مجھے معلوم نہ تھا
 ضعف بہت سستی دل ہوئی فہم نہ تھا : شوق خود تازہ خواں تھا مجھے معلوم نہ تھا
 فخر میں عمر سوں تھا جسکے بدل سر گرداں : اس تعین میں نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
 جیسے مجھ دل کا نصیب عشق ہے تقدیر سوں : ہر نفس ہے شعلہ زن توجہ شوق کی تاثیر سوں
 ابر میں تیرے ہوا میں آ رہا رستان حسن : آسماں پر دود ہے مجھ آہ کی توفیر سوں
 برگ گل پر ہر قطر شبنم نہیں ای گلزار : آسماں ہے زار میرے نالہ شکر سوں
 یک بیگ ل عشق میں پیدا کیا یوگی : پای بندی میں اسے جز زلف کی زنجیر سوں
 جیب چاک ہے توجہ شوق میں اگلہ : کیا چلے اب پنجہ عشق گریبان بگر سوں
 ناز کے غنچہ کا بسمل ہوں اتفاق مستکار : جان جاتا ہے مرا اک آن کی تاخیر سوں
 آرزو غنکی لکھے میں قلم ہے سینہ چاک : شوق کا قصہ میرا بسکہ ہے تحریر سوں
 تھریاں اب یار پر قربا کر توں رنگ نام : عشق نے فارغ کیا توجہ عقل کی تدبیر سوں

۸۔ شاہ سراج الدین اورنگ آبادی (۱۱۲۵-۱۱۷۷) از ابتدا

در سلک سپاہیان نوکری می کرد، الحال ترک روزگار کردہ از چند سال
 لباس درویشی پوشیدہ است در فکر ریختہ ہندی طبع موزونے دارد
 دیوان ریختہ ہندی ترتیب دادہ گاہی در فکر اشعار فارسی میگرداید
 و نسخہ دیگر این حالات اضافہ است۔

۹۔ تذکرہ بے نظیر ص ۷۵ اردو کلام گل عجائب ص ۶۰۔

سید صبح النیب است اجدادش از مشایخین بوده اند تا عمر دوازده
سالگی بزرگان او یقین نوشتن و خواندن داشتند چون سیزده ساله

شد و هشتاد و نه سال را یافت تا هفت سال برومده معنوره
حضرت شاه برهان الدین غریب قدس سره دیوانه و شامان شبها
بمالت بی اختیاری بکوه و صحرا میگشت پدرش سید درویش زبیر
در پایش کرده بعد چندی با خاقت آمد خیال صحبت نقرادرش
افتاد از اثر صحبت صاحب کمال ترک لباس نموده بلمت درویشی
آشنا گردید و طبع موزون داشت در فکر ریخته هندی صاحب قدرت
به سبب شوق اشعار و ریخته هجوم آوردان خوبصورت در کلبه اش
می باشد رسول خاں نامی از منظوران او دیوان ریخته ترتیب داده
فکر اشعار فارسی هم می نماید این چند ابیات فارسی و هندی از دست
تاجران بت من عزم تماشا میکرد : نقش پایائینه دارید بیضای کرد
وصف حسن من تنگ نوی کردم : زیر مشق از ورق دیده عنقا میکرد
یازد سر نو داغ جنون در جگر افتاد : در خرمن غنم ز عبت شر افتاد
وامان من امرد ز کگلچین مراد است : خون جگر آب شد از چشم تر افتاد
کم کردم بایه ایمان بهنگاه : آیات باد و نظری در نظر افتاد
روانی خود شید شده اندر شب هجرت : چه روی تو از بام فلک پشت افتاد
هر چند که دارم بهر کرد و تو پنہال : لیکن چه کنم این غم دل پرده در افتاد
این مصرع دلچسپ بجان آورد و سرخ است : یازد سر نو داغ جنون در جگر افتاد

سید صبح النیب
در پایش کرده
بعد چندی
با خاقت آمد
خیال صحبت
نقرادرش
افتاد

این را از چشم ترم اشک گلو گیر چکیده : که ادب را ورق از ناله شب گیر چکیده
 قطره افشانی تر گال مرادیده بزم : شمع را اشک گل از دیده گلگیر چکیده
 داغ غم بر ورق سینه عاشق از کینت : نقطه از دم کاتب تقدیر چکیده
 پیچ نیست ز نیرنگ نگاشت که بچین : صد پر خوار ز هر شیشه تصویر چکیده
 کشت ندیوح تو لب تشنه و صد شکر که خول : دم آبی است که از خنجر تکبیر چکیده
 آتش در دل را سوخته افتاد سراج : باز سیاه ز خاکستر اکبر چکیده
 تهمت آلودیم داد اسرار حق عالم است : با وجود پاکی و امن چه رسوا ایم ما
 که نگاهم بر حال عید افتد به حجاب : میزند ناخن بدل شمشیر بروی کس
 هر نفس محسوس غبار تربست قمری شود : کی فغان داد و شهید سر و دلجوی کس
 جان شریک نمی نزع است بی لعل بے : سالاری کاسه زهر است بی روی کس
 در شب تادم بر سال می تواند شراج : روغن گل گر بدست آید ز گیسوی کس
 یک نفس خالی نیم از یاد اودم شاید است : هر که از سوز فراغم گشته محرم شاید است
 چو خرامان شد بگلشن آن بهار دیری : از خجالت گل عرق آورد شبنم شاید است
 بر شهید یکسی شب شب قتل است پس : عید دیدارش نمی بلینم محرم شاید است
 بی تو ای شایسته خوبی چگویم تا چه شد : عشرت آباد دلم بر باد شد غم شاید است
 یاد آل موی بیاجز دل نصیب کس بیا : پیچ و تاب ز غم خورده ام آن زلف پر خم شاید است
 بلبل اگر چه بر رخ گل شسته اشک بار : لیکن غنیمت است که با شبنم شاید است
 از سوزش در دن من آگاه نیست کس : با داغ دل خوشم که عجب محرم شاید است

اشعار ہندی

(اشعار ریختہ)

یاد رکھائی ل خون گشتہ کہ چہون کمر لعل : جامہ زیہوں کے گریبان کا گلو گیر نہ ہو
 ہوا ہے دست بیعت فنا وادے میں ترخیم کے : رہے گا سلسلہ آنسو کی جاری روزِ محشر تک
 ترش ادی کی تم اب لگے طرزیں نئی : کوی و زون قوی فصلِ مہو کی سوتلاید ہو گئی
 مجھ نگین داغ دلہ نفس ہے حرف و وفا : عشق کے امت میں ہوں مہر نبوت کی قسم
 بہارِ ساقی ہی بزمِ گلشن میں مہرِ پائین پائی : پیالہ گل سرسبز شیشہ شرابِ بواور گل گلابی
 شہرِ تلین کے غزالوں کو کیا عیدِ سراج : رشتہ دامن ہے تارِ نگہ چشم خیال

۹۔ مولوی محمد یاقوت شہید تخلص (فنا قبل ۱۱۹۲ھ) طہرانی الاصل است

تولد اور گجرات شدہ از چند سال در بلدہ اورنگ آباد اقامت دار دیا ذراع
 فضایل متحلی است بموکل میگذارد با استعداد علمیت و قابلیت فکر اشعار
 دار و صاحب دیوانت این چند ابیات زادہ طبع اوست ۵

اشک خونین لب خشک رخ گاہی قیمت : زاد راہ سفر عشق کما ہی باقیمت
 مستی و بخت مرا کلک قضا تو ام ریخت : تالاب یار رسیدیم و سیاہی باقیمت
 مندریں گشت اگر محضر من یا کے نیست : مہر داغ دل عاشق بگواہی باقیمت
 قبلہ اہل صفا کعبہ ارباب وفاست : دل ہر کس کہ در و زور الہی باقیمت
 دار سدا رخود این قطرہ محیط است : چہ تنہا ہمیت کہ تالا مینا ہی باقیمت
 بہارِ کعبہ و دیگر دل داری کہ من دارم : نہ دارم پیچ کس یاری چنین یلدی من دارم

نشد یکدم که گیرم کام دل زان گل بتقریبی : همیشه می خلد و پای دل ناری که من دارم
 شب روز مستکار من شهید از کار گشتن : نمی آید یکار هیچ کس کاری که من دارم
 کجا غبار ره یار میتوان کشتن : هنوز بر سر خود خاک ریختن باقیست
 فهمیده که سخن که ره یار نازک است : آهسته پا گذار مر دار تا ز کست
 هزار حیف تو ای گل نکردی آذایش : ز آه و ناله بلبل دل نفس می خست
 دید تا کیفیت حسن تو دل بیتاب شد : عاقبت این شهید از بی طاقتیها آب شد
 سینت شد طبع و دل فریاد کردن ساز کرد : یاد ترکان تو بر تار نفس مضراب شد
 تا چید شود لب لب نازت به تفاسل : باشد شهیدت به جگر آه نداد
 این است از آفت نفسی ایام دهر : هر که بنشیند میان خانه تنها چون نگین
 محضی بر مدعا در دست دارد بی سخن : هر که در دعوی خود گردید گویا چون نگین
 از صفا آینه شاں پیل از جبین کردیم طرح : ما بنائے خانه دل را چنین کردیم طرح
 شمع را با مادرین کاشانه تو ام ریخته : خانه خود را از آه آتشین کردیم طرح
 پیش بر دیم عاقبت از خاک ساری طر خوش : خویش را در پیش او مثل زین کردیم طرح
 با همه نام و نشان یا بے نشانی ساختیم : سعی ما کردیم تا نام از نگین کردیم طرح
 دست تا شستیم زین هستی مو هو می شهید : غیر ازین دست و گرازا آستین کردیم طرح
 عرصه شد تنگ بر اهل هنر از بسکه شهید : دل شاں خون شد و از جوهر شیر گشت
 خواستم در خون طیم یار و گردل گفتن : هیچ پروای نکردم در پیش از سوختن
 سوختم چندانکه آخر شمع محفل گشت بس : غرق در جوه یاریم و ازین بے خبریم

رفیقم بچاک از غم او بادل صد چاک : چون لاله بود چاک مرا پا کفن ما
 نامم بہتر از تبسم دست آویز در محشر : نہ صدرہ میرسانم تا شہید کر بلا خود را
 دانش غنچہ دل در چین و ہر دے : ماند مرستیہ بہ پیشیت غم پنہائی ما
 دل بے معرفت ہرگز نہ بیند نور ایمان را : کند چوں طفل بے ادراک کاغذ یاد قرآن را
 دریغ از مالکن ای شوخ طرز خوش نگاہی : بیا بہر خسد ابکشا و فیض الہی را
 ایات ربختہ بندی

شہید اوراق ہستی جمع کر جیون پیر یان توں : یہ زمیں جس سوں شاید کہ لعل یار کوں پہنچے
 بہار درد کوں اس غنچہ دل میں توں مخفی رکھ : نہ کہ ہر گل خزاں پیرہ سوں راز تہاں میرا
 غنیم نفس کوں ہرگز نہ دست تصرف توں : خدا کے واسطے ایمں شرم رکھ اپنی بستی کا
 توں قانون عمل کا نامت توڑ : مکر طاعت سوں غم کر چنگ ہو جا
 شہید اس نفس کا فرکیش کوں مار : حقیقت کا مظہر جنگ ہو جا
 ۱۔ میر عنایت اللہ خمیری بصفات و دولتی آراستہ بود فہم رسا
 داشت نواب نظام الملک آصف جاہ از ملاقاتش بسیار مخطوط گشتہ چند روز
 سرگرم صحبتش ماند در یساف ارکات ہمراہ رکاب رفت۔

شہید خواست کہ صدر الصدور و دکن نماید چوں معلوم نمود کہ مذہب شیعہ دارد

از قولین اس کا نہ نفع فل نمود و در کمر فرصت مصاحبت نیز نہ ساند
 بعد از شہادت نواب نظام الدولہ شہید روز یکہ میاں اقا غنہ و ملاعتہ
 بہ ہمت خان ملعون و ہدایت محی الدین خان جنگ واقع گردید بہ ضرب
 بندوق راہ سفر آخرت گزید بطبع قابلیت شعر خوب میگفت قصیدہ کہ

پیش از ملاقات بختیاب قواب آصف جاه فرستاده بود تحریری آورد قصیده
 ای که دارد سایه اش خاصیت ظل بها : آستینش موج دریا آستان اوج سما
 گریه در سایه ابراز آب تیغ قدرتش : بیعت قاراشکافد خنجر برگ گلیا
 بهیبت او از ره را اگر عام سازد درشل : جوهر آئینه از جوش طیش گردد جدا
 تیغ او باشد ظفر اشا بد آئینه زو : می ستاند نقد میان دشمنانش رونا
 گرگزیند فیض روز افزونی از اقبال : چون مر تو پیدا آمد روز شب در ارتقا
 شیشه یخ دیده خورشید را عینک شود : مصحف عدلش تملات گر کند سیر سما
 غنچه گوید زیر لب اسرار خلقش بالیم : هم صبادر باغ سازد شرح فیضش بر ملا
 از سواد لشکر فیروز مندرش سرمه دار : چشم نصرت دیده اقبال می گیرد بلا
 در دل شب چون درخشد آفتاب مح او : میتوان بر دقت گردون طهر نهایت را ادا
 یکم معجز طرازش همچو عیسی در زمان : زنده در آئینه سازد و قالب تمثال
 از هر اس اعتبار شرع در ایام او : جایجا اندر گوی بے گره بند دوا
 در زمان القانس که روح و اج دیع وزه : زهره خواهد طیلسان مشتری سازد را
 بسکه استعدا جرم اندر طبیعت مانماند : نشود هم گوش شنوا صوت چنگ نغمه
 سالها کرد فقر اشعار بنو لیم هنوز : شمه از شرح اوصافش نیامد و را
 چند بیت در در الامان نمود حسال : لخطه از لطف احسان گوش کنایات
 ای طواف یار کاهت آرزوی جان دل : ای غبار آستینت چشم مارا تو تیا
 اشتیاق در گهت بر من چو عالم تیره کرد : سر برودن آورد شام صبح ما از یک قبا
 گرچه دورم لیک ادبی یکدور دزدی میشت : صبح شبنم بر زمین و چاشت با مهر سما

با وجود این از فیضت تیا شرم تا امید : ذره روی زمین از هر می پاید دنیا
 تهمت دوریست لیکن آنچه می باشد بچشم : روز و شب در خلوت آئینه دل کرد جا
 تن درینجا ساکن جان را حریت مرکز است : گاه را باشد رجوع آری بسوی کهر با
 ای عنایت چند این آرایش طول کلام : زینت یائی سخن کردن از طفلان دعا
 سنا که باشد در چین باد صبا نکست رسا : بسز دارد گلشن اقبال تو فیض خدا

۱۱- آصفی : نظام الملک بهادر در فتح جنگ سپه سالار آصف مخلص
 داشت شمه از جامعت و حالات ذات قدسی آیات و بعضی از قصایل
 آبی یگانه روزگار که باعث زیب و زینت این اختصار است بر میل
 اجمال می نگارند آن عالی نسب و الاحسب قلف الصدق غازی البینخال
 بهادر فیروز جنگ سپه سردار و دختر زاده جلیت الملکی سعد الله خاں وزیر
 شاه بجهان یا د شاه صاحبقران ثانی و تیره عاید خاں صدر الصدور مملکت
 هندوستان است عالم شیخ بهاء محمدش از اکابر افاضل و مشایخ و لایست
 ماوراءالنهر بود و در نسب به شیخ الشیوخ شهاب الدین سهروردی این
 امیر کبیر و عمده عالمگیر بادشاه از پدر جدا شده به منصب پیاده نزاری و
 خطاب پیرین جلج خاں بهادر و صوبه داری بجا پور یافت بعد از ارتحال
 عالمگیر در زمان سلطنت بهادر شاه از حیل غایتی بادشاه بمقتضای غیرت
 و حمیت باستعفای منصب پرداخت و چون حکم تضا عی ایزد متعال
 بهادر شاه دل از ملک و مال برداشته بسر منزل قاموشاں شتافت

محمد معزالدین و عظیم الشان و رفیع الشان و جهان شاه پسرانش در بده
 لاهور از یکدیگر تخلف نمود و بمناسبت در پیوستند بحسن تدبیر و تدبیر
 ذوالفقار خاں بهادر نصرت جنگ محمد معزالدین بر بهادران منظر و منصوب
 گشت و بر تخت سلطنت نشست و بجلد وی ترددات و وزارت فی الحال
 مقرر کرد و خود از صبح تا شام بتجربہ فرخ جام بام بام لال کنور نام مشغول
 گردید و در خلال این حال خبر یافت که محمد فرخ سیر لیسر عظیم الشان از
 بنگالہ به قصد قصاص خون پدر بقوت رفاقت سید عبد اللہ خاں رسید
 حسن علی خاں سادات بارہ متوجہ آں شد و داست مضطر گشت و در لواح
 اکبر آباد شکرے فراہم آورد و دریں ضمن محمد فرخ سیر بر سبیل استیصال
 قطع مسافت نموده بر سرش رسیدہ بمجاہدہ و مجاہدہ در پیش آمد چوں
 سلامتی فریقین درست داد از ضربت مصمم خون آشام سادات
 بارہ کہ بارہا شجاعت و دلادری آں یاد و معرکہ ننگ تمام مشہور
 خاص و عام است محمد معزالدین پائے ثبات قایم نہ داشتہ تموز ذوالفقار خاں
 روی بہ وادی فرار نہادہ بہ شاہجہاں آیا و رسیدہ در آنجا با وزیر
 دستگیر بکرم محمد فرخ سیر بہ قتل آمدند ذوالفقار خاں مقتول محمد اسماعیل نام دست
 بعد فرار میخواست در دکن آیدہ با اتفاق راجہ ساہو دست گرفته خود
 علم لغی و طغیان برافرازد اسد خاں پسرش کہ نام اد محمد ابراہیم بود
 بنگاہ اشتیاق بناسست نامہا تا ریخ قتل او خوب یافتہ اند
 ہاتف شاہجہاں باز و چشم خورشید گفت ابراہیم اسماعیل و اقربان نمود

این

و تا بر خ توله اوست ع زبوج اسد و نمود آفتاب -

بعد که تخت شاهی بجلوس بسمت مانوس فرخ شاهی زیب و ذینت
 یافت سید عبد الله خاں بخطاب قطب الملک و به والایای وزارت
 رسید و سید حسین علی خاں بخدمت میر بخش گری و خطاب امیرالامرا ^{حسن}
 مر بلند گردید و این امیر نامه از قدر دانی بادشاه فلک اقتدار منصب
 هفت هزار و هفت هزار سوار و خطاب نظام الملک و به صوبه داری
 دکن امتیاز یافته بدکن انتصاب فرمود در کمتر فرصت امیرالامرا از بغیرش
 صوبه دار دکن گشت با شمع این خبر یا ستان ملایک یا سبک شاه
 جمجاه رسیده شرف ملازمت سعادت حاصل ساخت و امیرالامرا از
 مستقر خلافت راهی گشته بعد از طے مراحل در بلده بر بان پور دکن رسید
 داد و خان افغان پتی که در آن بلده اقامت داشت اظهار مخالفت نمود
 بمقام حرب و پیکار و در آمد امیرالامرا متبهور خان بهادر خوشگلی را جهت
 مصالح و تسلیه پیش او فرستاد و بر صلح نیامده محاربه و مجادله نمود و با کمال
 جرأت و دلیری در قلب سپاه حریف در آمده بجهت سرداران هراولی را
 از ضربت شمشیر بجان گشت آخر از سرخروی براه عدم رفت امیرالامرا
 منظر و متصور شده داخل بلده او رنگ آباد شده با استقلال تمام
 با تنظیم بهام جمهور تمام اشغال داشت از آنجا که هراتفاقی را
 افتراقی و هراتقبالی را دوبار می لازم است در شاهجهال آباد
 میان شاه و وزیر صفائی که بود به تیرگی مبدل گشت و خصومت و

عداوت جانی بدرجه نهایت رسیده ازین خبر امیرالامرا عالم علی خان
برادرزاده خود را بنیاد دکن گذاشته یحرم امداد و اعانت اراده
یاطل روانه شایمهاال آباد گردید چون داخل یلده شد اندرون قلع
بادشاهی بند و بست خود نمود و بتقریب ملازمت بادشاه از پیش رفته
را دستگیر کرده به شهادت رسانید مرزا عبدالقادر بی دل تاریخ آن حادثه
یافته ه سادات یونی نمک حرامی کردند

بعد از شهادت بادشاه رفیع الدوله و رفیع الدراجات مره بعد آخری
یاختیار سادات بر تخت نشسته به انقضائ دو ماه از ایل طبعی بر تخت
سایوت رفتند سیوم بار بادشاه زاده محمد شاه بر تخت سلطنت نشست
در آن هنگام ایس امیر صاحب نام از فوجداری مراد آباد تغیر گشته به بونوبه
مالوه در بلده آجین اقامت داشت سادات در فکر استیصال دولت
بی زوالش در آمده فرمانی مشتمل بر طلب حضور روانه ساخت بعد ورود
فرمان بامقربان مشورت فرمود محمد عنایت خان از ملازمان قدیم و دول
عالی شان وفدوی جانفشان بعرض رسانید بر فتن حضور از خصمال
قوی پنجه خلاصی و زندگانی نخواهد شد الحال مناسب مال آنچه بصلاح
اقرب و اصوب است آنست که عبور دریائی نرپه کرده عالم علیخان
را از میان باید برداشت به مصلحت آن فدوی دولت خواه متوکل
علی الله رایات ظفر آیات بجانب دکن برافراشت و از دریای
مسطور گزشته قلعه اسیر مضرب خیم ساخت بعون عنایت ایزدی

قلعه به قبضه تصرف در آید از آنجا به برهان پور موقوفه السرد رسید
 محمد اورد خاں نائب صوبه بخدمت اطاعت پیش آمده مطیع و منقاد گشت
 و را در نهجا می بینا لکرمه دار عمده مرهطه به ملازمت سعادت فائز گردید
 نواب عصدا الدوله بهادر صوبه دار که خدیجه بیگم عمه لکرمه آن حضرت
 در سلک ازواج او بود با جمعیت خوب ملحق شده شرف از ملازمت
 سعادت دریافت و از آنطرف دلاور خاں با فوج گراں نیز رسیده
 بامر محاربت پرداخت بعد از تلافی عسکرین بهادران طرین با نزار
 جنگ و هنگامه نام و تنگ گرم ساخته عظیم واقع شد دلاوران
 عسکر نصرت اثریه کوه پراگنی میادرت نموده از غایت قدرت
 شجاعت بضرر شمشیر مخالف را از پیش برداشتند درین جنگ
 از سید لشکر خاں بهادر نصرت جنگ که در آن وقت خطاب بید مسافر
 نمائی داشت تردد نمایان بظهور رسید چنانچه دوازده زخم شمشیر
 برداشت و شمشیر زنی این ناسخ داستان رستم را آصف پناه بچشم
 خود معائنه نمود و موجب ترقی دولت به سبب همین شجاعت گشت
 آخر کار دلاور خاں با اکثر سرداران کشته گردید و نسیم فتح و ظفر برچم
 اعدام طفر انجام وزید بندگان حضرت سجدهات شکر الهی بجا آورده
 طبل فتح و فیروزی تاخته داخل لشکر ظفر اثر شده لعش دلاور خاں
 را پیش عالم علی خاں که با سوار و پیاده بسیار از اوزنگ آباد قصد
 محاربه می آید فرستاد و خود بدولت و اقبال نیز روانه صوبه لشکر

گشت از آنجا نب سید عالم علی خاں نیز رسیده معرکه آدائی نیز درگیرید
 شجاعان هر دو طرف دست بر تیغ خوں ریز برده داد مردی و مردانی
 میدادند آخر الامر بزد و بازوی سپاه ظفر دستگاه کشتی جیاسران
 عالم علی خاں در گرداب فنا غرق گردید سید عالم علی خاں از مشاهد این
 حال و فوج فیروزی حلا آور شده با نهایت پرولی تر و دسیاه گری
 بظهور آورده بدار القرار شتافت بندگان حضرت به فتح و فیروزی
 بدار الامارت اورنگ آباد تشریف آردانی فرمود امیر الامر با استماع
 این خبر قطب الملک را در شاهجهان آباد گذاشت و خود محمد شاه بادشاه
 که با اختیارش بود همراه گرفته راهی گشت محمد امین خان بهادر پتی غم
 این عالیشان محقق در صدد انتقام خوں آن خسرو و مظلوم شهید مشورت
 داشت میر حیدر بدخشی یک جوان نامی که پیش شجاعست رستم و اسفندیار
 بکنای انداز جان خود دست شسته لشکر امیر الامر را بزمه خود گرفت
 صبح آن از دربار بادشاه که امیر الامر می آمد در آشنای راه التماس
 احوال خود میر حیدر بدست امیر الامر را در چوں بمطالعه در آمد بجله دستی
 بسیار از خنجر آید از جلگه گاه امیر الامر پاره پاره ساخت
 چو بد کردی متوایم از آفات که بد را بد بود بیشک مکافات
 بعد از آن که امیر الامر بسرای اعمال قبیح خویش رسید قطب الملک
 از شاهجهان آباد یا یکصد هزار سوار که فراهم آورده بود بعزم رزم
 برآمده بر لشکر بادشاهی آمد بادشاه جم جاهد محمد شاه بعصلاح این خاں بهادر

ترتیب افواج قاهره برداشت چون تلافی عساکرین دست واد
 حیدر علی خاں میر آتش آتش متقابل مشتعل ساخته و مارا از رز کار
 مخالفین بر آورد و دلیران نامدار بادشاه سپهر اقمه از هر طرف
 آتش مردموانگی ظاهر ساختند شکست قاحش و تفرقه عظیم برپا شد اقبال
 قطب الملک از شجاعت و جلالت خود را از قبیل اتراخت شیامان
 بادشاهی بر سرش رسیده زنده بدست آوردند بکمال الله یقتل آمد
 جهان ای برادر نمساند کس دل اندر جهان آفرین بند و بس
 بهر روداد فتح عظیم محمد شاه بادشاه محرابین خاں بهادر به عطا می
 خلعت وزارت سرافراز فرموده خدمت میر بخشی گزی این خواجگه عظیم فاند
 بهادر مقرر نمود و فرمان عنایت عنوان با حقیقت احوال مشروحا
 یاس فدوی جان شاد فرستاد با استقبال فرمان قضا حریان اشتافه
 در بلده او رنگ آباد طبل شادی نواخته با ستقلال تمام با انتظام
 بهام پرداخته آنجا که به هیچ آفریده درین دار دنیا یاب و فاجام
 مراد بهیا نگشته در کمتر فرصت محمد ابن خاں بهادر با جیل طبعی در گشت
 از خیر و اقامه مزاج اقدس همدم کلفت دالم گردید بعد از توفیق
 قمر الدین خاں بهادر پسر رسید او به منصب وزارت سر بلندی یافت
 امیر الامرا فاند و روان بهادر بر سانی فهم و فراست و خیل کارهای
 سلطنت گشت به صلاحش فرمان طلب حضور بنام دکن السلطنت
 پیرایه اصداد یافت حسب الحکم والا عند الدوله عوجن خاں بهادر

قصوره جنگ را آورد کن ایست متقل کرده به مستقر مر بر سلطنت
 رسید و خلعت و زارت پوشید چون قواعد و ضوابط پادشاهی از میان
 برنماسته بود خواسته که بقانون درست بند و لیست نماید تا در آن
 بهادری مقام مخالفت در آمده با اتفاق جمیع امارا بر همین گشت و
 پیش رفتن نهادن پادشاه شده وزارت به دستور سابق بنام قمر الدین خان
 مقرر داشت و وکالت مطلق پادشاهی که در سلطنت هندوستان
 برتر ازین پایه دیگر نیست بنام نامی خود گرفت و نمادی الدین خان
 بهادر فیروز جنگ پسر کلاں را به نیابت وکالت در حضور پیر نور
 گذاشت و علم مراجعت از رخصت پادشاه بصوب دکن برافراشت
 قاندوران بهادر از جناب عالی عناد بهم رسانیده فرمان صوبه داری
 دکن بمبارزخان بهادر که صوبه دار حیدر آباد بود فرستاد خان مسطور
 یا هنگ جنگ از حیدر آباد روانه گشت شرح کیفیت از دیو عنایت نام
 که به عبارت موسوی خان جرأت میرمنشی بر اجه ساهمود دیگر امرار نوشته
 ظاهر و هویدا میگردد.

نقل عنایت نامه مبارزخان را فساد طینت و برگشتگی طالع در پیرانه
 سری یا قنضای خداقت سن یا غوای سبک مغزی چند هوای ریاست
 و کن در سرافتاد و سرشته پاس حقوق احساسها که وضع شریف را
 علم تفصیلی بآن حاصل است از دست داد و پادشاهی به حق شناسی
 و سخن شنوی فرا تر گذاشت یعنی کارش از مرتبه بهایم و سباع در گذشت

اولئك كالانعام ملهمهم اسل بر چنده به مقتضای الدین النصیحه
والحیای سستی اراده اش بدلائل ساطعه و حج قاطعه و رقاب نفیسه
تحریر آمد و ابواب مراسلات موعظت آمیز مفتوح گشت اما بمقتضای
بیت مشهور ۵

بآب زمزم و کوثر مقید نتوان کرد گایم نخت کسی را که بافتند سیاه
آن رول سهل و آن پیر ابو جهل اصلاً و قطعاً به سخنان مفید و
موثر اثر پذیرد نصیحت نیروش نگشته پای شقاوت بر جاده مخالفت
تایم نموده یا در پیمای جهل و شرارت گردید و از کثرت نخوت و
دور غرور با وصف تکرار نصائح و تفتیحات فرو یال و نکال مسلمین
مطلق نه اندیشیده و با سوار و پیاده بی شمار و توپ و جرایل و
بان گنجال در مکر بسیار و بند و قجیان منتخب کرنا نمی زیاده از حد
و عد و سرداران منتحن کار دیده جرات که به تطبیح و تذویر از اطراف
و اکناف و جوانب آنها فراهم آورده رفیق جنگ و پرقاش ساخته
بود قطع مراحل و طے منازل نموده بترتیب لشکر و تسویه صفوف پرداخته
بهادر خاں پسر و برادر عبد النبی خاں و دایر خاں و جمیع اقاعنه دست
راست و دلاور خاں یا دو پسر دست و چپ و غالب خاں را
با فوج تمام سعادت الله خاں و امین خاں و سید عبد الوهاب خاں
و قریش خاں و محمد بیگ خاں و فاتیق خاں و جمیع غفره از نورانی
خود هرا دل و سه پسر دیگر با فواج کران التمش طرح قرار داده

د فوج بسته روز پنجشنبه بست و چهارم محرم الحرام در نواح قصبه شکر
 کپه چهل کرد و بی خمسته بنیاد معرکه آرای نیرو گردید سرداران متحن کور
 با سایر سپاه و کرناگی های برتند از با بهادران نصرت قرین مانند
 تننازیر با شیرال و هزاران دره آویخته یک پیرو و گزری کامل بکار
 فریانی آتش خانه و حله های رستمخانه داد و تهور و جلادت دادند
 و دقیقه از وقایع کوشش فرونگذاشته از شدت گرمی هنگامه
 کارزار ابواب حسرت را بر روی تماشیان ملأ علی اکشا و ندما
 آخر کار به مقتضای الحق یعلو نسیم فتح و ظفر از مهب عنایت ازلی
 بر پرچم اهل حق وزیدن گرفت و قاتل شک وجود شرارت نمودان
 سرکرده اشترار مع لیسران و بهادر خان و امین خان و غالب خان
 و پسر و برادر عبدالنبی خان و دلیر خان و خانزماں خان و عزت بیگ خان
 و سید عبدالوهاب خان با جمع کثیری از فجار بیاد فنا رفت آن
 الباطل کان زهو قادر یک موضع چهار هزار سوار که اکثر ازین ها
 پیاده شده بچنگ کوه یراق میادرت نموده بودند به قتل رسیدند
 و از کشته با پشته پاشد و هزار سوارها بخار خمی افتادند و تیره
 در اطراف و اکناف رزمگاه جریح و قتل گشته (دو هزار هفت صد
 اسپ و دو فیل کشته شد و یقیه غنیمت گشته حاصل که کم کسی از آنها
 بیان بر شد و از احوال پیاده ها که آنجا مقتول گشته بودند آنست
 که از چیز شمار خارج بودند شهابت پناه با جی را و و تهور و شنگاه

سلطانی و جلالت انتخاب پیلاهی در استیصال مخالفت ترددات
 نمایان به تقدیم میرسانید نذ مساعی جمیله این مردم که فی الحقیقت پرتو
 اتملاص آن منبع الشان بیش از بیش باعث خورسندی و خورمی
 خاطر دوستی ماثر شده اد سجانته دستان یکدل را دو ستکام دارد
 والسلام اک دورقه دیگر بنا بر اظهار استعداد عبارت تشریفات
 می نماید از نفسی کرم عمیم بزرگان تا نظر ان نذر خواه است -
 عرضداشت شکر عنایت پان بجناب محمد شاه بادشاه از جانب کن السلطنه صنف
 بعد ادای آداب بموقف عرض بار یافتگان محفل قدسی منزل میرساند
 که این فدوی ارادت توانان علیه الوش پان را که هر ورق آن دفتریت
 از عنایت خاص در مقام مباحثات بر فرق خلوص اعتقاد گذاشته
 سرسبز و فورا اختصاص گردید و این موهبت عظمی نکات خصوصیت
 مراحم مقدس معالی و دقائق عواطف والا را باب و رنگ
 سحر بیانی میرمن ساخته این مکتریس فدویان را به اتمال ارادت
 در گلشن یک رنگی به گلچین آداب تسلیمات سرخ و گردانید طائر بلند پرواز
 معنی رنگین ترانه عندلیب گلستان شیراز و راج توصیف این نعمت
 اوان کرم بال افشانی است -

برگ درختان سبز در نظر پوشید هر ورقی دفتریت معرفت کردگار
 همانا نقاش قدرت کالمه شکر و سرخروا می عشه تنگده ابرو پیازد
 که بجزر همزیانی ورق زبان فدویان را باب رنگ گلگونه رخسار

پری طلعتان حنای ساخته بر خردنی عشر تنگده ابرو میسازد بروتش
 دور و به جلوه گاه سیر مندی نژادان دلریا و هر برگ سبزش برنگ بطوطی
 بزبان مال گو یا که هر قوی طالعی که برنگ آمیزی بخت سیر از بونه امتحان
 یکرنگی مانند طنائی خالص بر خرویر آید بر سبزی گلگردن این عنایت
 خاص برنگ گوهر شاداب با یک جهان آب و رنگ اختیار میسراید و در
 رابر دست زبان گو یای هزار داستان خامه در گلشن سرای بیان دلفریبا
 این حسن سبز لال اگر شاخ و برگ درختان اقسام و اوراق و دریاها
 مداد گردد و تحریر شده از اوصافش محال بود که ان البی مداد الکلمات دبی
 لنقد البحر قبل ان تنقد کلمات دبی ولو جئنا بمثله مداد
 نخل برومند فلاف و کشور کشائی بر شحات سحاب تا میقات لاری
 در گلشن اقبال ابد اتصال لایزال سر سبز و خرم باد

رقعه و طلب گهر یال فرنگی پریان صاحب من اطفال شایق گهر یال
 اند و اکثر ساعات صدای استماعی آن بگوشش این تماشائی
 گردش معرک لیل و نهار میرسانند اگر چه حوصله مانند شیشه ساعت بریزد
 که برت روزگار است لکن پاس خاطر این بیخبران هنگامه ساعت
 ضرور بود بنابر آن طریق جرأت پیمود ظلم ممد و القصد مبارزخان
 به قتل آمد چند سال با استقلال کمال یا جرائی امور صوبه جات دکن
 برداخت خاندوران بهادر که خالی از فهم و فراست نبود از کرده
 خود نادم گشته آزرده بودن چنان امیر عالی مقدار مناسبانته

از نوشتن و خواندن در طریق دوستی در آمد و بادشاه نیز فرمان
بحالی صوبه داری فرستاده در صدر نوازش و دلجوئی بوده رفع ملا
فاطر ساخت تا در سنه یک هزار و یکصد و پنجاه هجری منتهی لامع النور
متضمن طلب حضور پیرایه امداد یافت از صفائی عقیدت لوائے
عزیمت بجانب مستقر خلافت برافراشت به نیابت و کن صاحبزاده
عالمیان ذاب نظام الدوله بهادر ناصر جنگ را گذاشت و به عزل
و نصب عمال و اهل خدمات و تنخواه سپاه محمد انوار الله قان دیوان
را صاحب اختیار ساخت بعد از طے مراحل شرف از ملازمت پادشاه
در یافت و در محل اقامت به شاهجهان آباد انداخت تا پنج رسیدن
شاهجهان آباد یافته اند

مدشکر که ذات دین پناهی آمد رونق ده ملک پادشاهی آمد

تا پنج رسیدنش بگو ششم یافت گفت آیه رحمت الهی آمد

بعد از دو سال هنگام خروج نادر شاه بر نماست بمبئین این احوال
پراختلان بر سبیل اجمال آنچه بزبان مغلیه ایران مسموع شده این
است که نادر شاه از قوم افشار بود و طها سپ قلی نام داشت پدرش
بمزد پستین دوزی صرف اوقات می نمود و طها سپ قلی از پدر جدا
شده در ذیل قطاع الطریق در آمد بعد که پیش رفت این کار
ندید پایا نزده سوار از حالت نهایت پریشانی به اراده نوکری
شاه ایران در مشهد آمده یوسلیه ارکان دولت در سلک ملازمان

شاهی مسلک گردید چون بلند بالا و جوان نمایان بود بفرمان پادشاه
در محبت یسا و لان حضور سرافرازی یافت در آن هنگام افاغنه
غلبه تمام بهم رسانیده مملکت ایران به ضبط خود می آوردند فتح خاں
تقریر که رکن السلطنت بود پادشاه روزی شکایت او در خلوت میکرد
لها سپ قلی بعرض رسانید که اگر بایں بنده نکر شود سرش از تن جدا
سازد و فردای آن که فتح خاں تقریر باریاب حضور شد پادشاه بزبان
درست به سخن آمد که غلبه افاغنه روز افزون است و از تو پیچ فکری
و کاره بظهور نمی آید او در جواب می خواست که چیزی بعرض رساند
پادشاه بغضب در آمده بظها سپ قلی فرمود ایں را به کشتن بجز حکم
بجمله دستی چنان تیغ بر سرش راند که فتح خاں همان ساعت بر زمین
افتاد و زندگانی را جواب داد از رو داد ایں سرگزشت تمام قوم تقریر
مستعد و آماده جنگ گشته ظها سپ قلی جمعیت پادشاهی با خود گرفته
بمقابل آنها رسیده بحار به پیش آمده بران جماعه فتح و ظفر یافته از
جمله امرای عظیم الشان گشت و به جنگ افاغنه رفت بعون عنایت
ایزدی افاغنه از دست او شکست فاحش بتوئی یافتند که نامی
ازان قوم نماند بعد کارش بجائے رسید که پادشاه ایران را که از اول
شاهان صفویه بود بوفور غرور و نمک حرامی از میان برداشته بر سر
سلطنت نشست خطبه و سکه خویش روان داد سکه اوست
بگین دولت دین چونکه رفته بود ازها بنام نادر ایران قرار داد خدا

چون ملکت ایران از گرد وجود مخالفان مصفا گردایند و قاطر از
 بند و بست من کل الوجوه جمع ساخت عزم تسخیر مفت اقلیم پیش نهاد
 همت ساخته اولاً بطرف ماوراءالنهر توجه فرمود با پادشاه آنجا چند
 حرب واقع شد محاقبت بر آن غالب آمده با قذخراج از عهد و پیمان
 سلطنت با و باز داشته مراجعت نموده بالشکر عظیم ردانه هندوستان
 شده تا به صوبه کابل رسیده برافغانه دره های کوهستان که بیشتر
 از مورد و ملخ اند غالب گشته از آن دره ها و کوه ها گذشته تا به بلده لاهور
 رسیده محمد شاه پادشاه عالیجاه که با پری چهرگان گل رخسار و مطربان
 شیرین گفتار برقص طرب و عیش و عشرت اشتغال داشت از
 اهمال و اغفال تا این حال در فکر و تدبیر استیصال اعادی نبرد
 تا بحدیکه بحد صوبه شاهجهال آباد نزول ادبار یافت آن وقت با اجتماع
 افواج و تیاری توپ و توپخانه بسیار پرداخت در نواح پانی پت
 و کرنال مضرب خیم ساخت در آن ایام برهان الملک سعادت خان
 بهادر صوبه دار پورب با جمعیت بست هزار سوار جرار باستان
 بوسی پادشاه می آمد روز ملازمت بنه و جنگا عقب گذاشته بمنزل
 طویل بحضور بر نور رسیده فوج نادرشاهی بر سر عقب ماندگان رسیده
 تمام لشکر و نگاه او را بهادتا راج برداد چون جاسوسان این خبر آوردند
 رکن السلطنت و وزیر الممالک باریاب جناب بارگاه شاهی بودند
 برهان الملک از بسکه شجاع بود به قصد انتقام استدعای رخصت

نمود پادشاه به جناب امیرالامرا قاتندوران توجه فرمود امیرالامرا
 لب بجواب برهان الملک کشتود که در امر محاربه حضرت جهان پناه پاهمه
 بندگان تابع رای آصف جاه اند آنچه را ای مصلحت پیرای ایشان
 اقتضا نماید عین صواب است حضرت پادشاه نیز بر زبان گوشتان
 گذرانید الحق چنانست این امیر صایب تدبیر برهان الملک گفت
 که با وجود قریب بودن چنان دشمن قوی بنگاه را عقب گذاشته اند
 بی پروائی آمدن مناسب نداشت الحال آنچه شدنی بود شد بفعل
 در مثل خود رفته فرود باید آمد تا سپاه از تعب راه بر آساید فردا
 انشاء الله تعالی با اتفاق یکدیگر دمار از روزگار معاندان بر آورده
 میشود برهان الملک قبول نه کرده جواب داد که تدارک از اعادی
 نگر فتن موجب چین و بد دلی است پانزده هزار سوار جبار جنگ آزمود
 با توپ خانه بسیار موجود دارد بقدر مقدور در امر محاربه کوشش نماید
 اگر از مهیب عنایت ایزدی نسیم فتح و زید در درگاه والا جاه آبروی
 حاصل می نماید و اگر قضیه نوع دیگر شود باری میان اهل عالم و جمهور
 بنی آدم از نامردی و بزدلی منسوب نخواهد شد

همه کار جهان ناموس و نام است و گرنه نیم نا روزی تمام است
 ازین قبیل سخنان بسیار گفته اصرار بر خصمت زیاده از حد نمود پادشاه
 لا علاج شده رخصت فرمود همان ساعت سوار گشته توقف جایز
 نداشته روی بصوب فوج پادشاهی آورده بکار سازی رزم و پیکار

مشغول گردید و به ضرب شمشیر و تیر و تفنگ تزلزل در جمیعت
 دشمنان انداخت درین ضمن قضا را تیر بند و ق
 که بر بدنش رسید مجروح گشته از بی هوشتی افتاد بمعائنۀ این عال تفرقه
 بسیار هوش رویداد چوں این خبر بعرض پادشاه رسید امیرالامرا خاندان
 بهادر را با پانزده هزار اسوار و خوار بر سیل کومک متعاقب
 ارسال فرمود و خود با یقیه سپاه در لشکر قرار گرفت امیرالامرا روانه
 شد ما بین لشکر هر دو پادشاه هر آب واقع شده بود رکن السلطنت
 مصوب معتمد به امیرالامرا رقعۀ فرستاد که از آب هر قدم پیشتر نخواهد
 گذاشت بعد مطالعۀ رقعۀ امیرالامرا جواب داد که فرصت نوشتن رقعۀ
 نمانده زبانی ظاهر نمایند که قبیل نشان و هراول از هنر گذاشته اند
 الحال بودن من یا این طرف هر صورت نمی گیرد از هنر عبور نموده با فوج
 نادر شاه در آویخت شجاعان هند و سنان را که از مدتی ملازم او
 بودند دست به شمشیر برده به تیغ بے دریغ فوجی را که در مقابل آنها بودند
 منہزم و مقهور ساختند نادر شاه با ستماع غلبه فوج هند و سنان
 بست هزار اسوار دیگر انتخابی که در تمام لشکرش ممتاز بودند فرستاد
 و متعاقب خود نیز به پشت گرمی آنها آمد چوں این فوج تازه که نمونه
 واقعه حشر بودند رسید و مستعد کار گردید بهادران لشکر منصوب
 از جان شسته فدائی و از مشغول جنگ و پیکار گشته هر چند سعی نمودند
 تیر تقدیر را به پیر تدبیر و نتوانستند که و تا فوجی دیگر از نادر شاهی

جزایل برداران قدر انداز بهیئت اجتماعی رسیدند از توپ خانه
 آتشبار تمام سرداران هراولی امیر الامر اچان نثار گشتند و بسیاری
 از سپاه در میدان مصاف از آبر و جان خود را فدا ساختند تا آنکه
 چند روز خم کاری بر تن امیر الامر اتیر رسید فیل بان فیل سواری امیر الامر
 بدست دشمنان نداده تا لشکر پادشاهی آورد چوین از زخم کاری
 حالتی نداشت لیالم جاوردانی شتافت در آن وقت وزیر الممالک
 اعتماد الله و له بهادر قمر الدین خاں وزیر و دیگر امرایان دولت حاضر
 بودند رکن السلطنت سید لشکر خاں بهادر و شیخ ابوالخیر خاں رفیقان
 خود را نیز طلب نمود و پادشاه از امرایان عظام مشورت طلب فرمود
 هر یک موافق فهم خویش اصرار بر جنگ نمودند این امیر کبیر عرض رسانید
 که امیر الامر او در بان الملک اگر چه بغیرت و تمحیت شجاعت از راه قدرت
 بسر خردی جان نثاری نمودند اما سخن ناشنوی آنها کار کلی حضرت
 ولی نعمت ضائع ساخت الحال جنگی نمائنده بالفعل آنچه یصلح
 دولت اصوب و اقرب است آنست که بار سال پیغام صلح و صلاح
 غیار فتنه و شر این اشرار فرو باید نشانند اگر بحسن کردار و لطف گفتار
 صورت مصالحه روی نمود فهو المقصود والامتنو کلا علی الله مستعیناً
 من الله مستعد و آماده جنگ باید شد پادشاه فرمود مصرع
 صلاح من همه آنست کان تراست صلاح
 صورت مصالحه را بنمود مقرر کرد فروای آل همراه عزیزان خاں فرستاد

نادر شاه که پیش از جنگ امیران را و برهان الملک پیغام صلح آورد و در
 روانه خدمت نادر شاه گشت و به لشکر او رسید ملازمت حاصل گشت
 نادر شاه از عنایت و محبت نزدیک طلبیده بزبان رفیق و مدارا
 مذکور صلح و مصالح با عهد و پیمان بیان فرمود بعد از موال و جواب
 درست از نادر شاه رخصت گرفته بخدمت پادشاه خود آمد و از همه
 ابواب خاطر مبارک را جمع کرده به ملاقات نادر شاه همراه چوں به
 لشکرش رسیدند نادر شاه از تعظیم و تکریم ملاقات با محمد شاه نموده
 رخصت ساخت و سید لشکر خاں بهادر که چندین دفعه پیش نادر شاه
 رفته سوال و جواب مصالح نموده طلب داشتند فرمود که پادشاه شمارا
 بر طبق عهد و پیمان خویش رخصت دادیم و بسیار خواستیم و گفتیم که
 شب یکجا بوده به تماشاخانه قصه و سرود مشغول باشیم قبول نمود
 آنچه در یافتیم قابلیت پادشاهی ندارد سید لشکر خاں بهادر در بعض
 رسانید که پادشاهان هندوستان در غایت عالی رمانی می باشند
 یا مرایان عظام خود بقدر ضرورت همکلام می شوند چوں در حضور حضرت
 کثرت بود شاید ازین سبب رخصت خواسته باشد آینه بهیم صحبتی
 شاهنشاه بفراغ خاطر جلسه خواهد کرد نادر شاه سکوت کرد و درین ضمن
 نادر شاه درخواست مبلغ بیست کرو و روپیه نمود رکن السلطنت
 جواب داد که وصول این قدر مبلغ ممکن نخواهد شد همین ذکر بمیان
 بود و برهان الملک که در قید نادر شاه زخمی شده آمده بود گفته

فرستاد که محمد شاه یا دوشاه در دست آصف ماه است و در دایه
 نهادهای مطلوبه نیز اهل مال دارد تا که تعید واقعی نخواهد شد کار خاطرخواه
 صورت نخواهد بست تا در شاه این معنی را موجب برآمد کار خود دانسته
 باین امیر نامه ای پیغام داد که شما مهملان ما باشید چند روز نظر بند
 نگاه داشت چون این امیر کبیر در فصاحت و بلاغت بے نظیر بود
 بحسن تقریر و پذیرد بجواب های درست نوعی ذہن نشین خاطرش
 سافت که تا در شاه بسیار مخطوط گشته بحضور خود طلب داشت
 بعد ازاں که میان هر دو پادشاه مرگشته اتحاد و صحبت استحکام یافت
 با خلاص بے قیاس از اتفاق کوچ نموده روانه شاهی امان آباد گشتند
 چون بدار السلطنت رسیدند محمد شاه با دوشاه منازل خوب جمعت
 نزول تا در شاه مقرر فرمود از اتفاقات روزی در کوچه و بازار
 اشتباه یافت که تا در شاه به قتل آمد از شهرت این خبر مردم شهر
 مغلیه تا در شاهی را هر جامی یافتند میکشند از معائنات این مجال
 تا در شاه در قهر و غضب آمده حکم قتل عام نمود قتل باش و اوز بک
 و قلماق از حضورش برآمده مستعد قتل عام شدند خلق کثیر را کشند
 در امان حالت قہاری و جباری کسی را قدرت و مجال عرض بخشایش
 نه بود آخر الامر نا علاج رکن السلطنت بقدم جرات پیش رفته از عجز و
 انکسار طلب امان نمود عرض و التماس او قبول فرمود به تسبیحان
 امر کرد که از قتل عام امان دادیم ہمیں کہ تسبیحی الا مان فریاد کرد بمجرو

شنیدن دست هر کس بهر جائیکه رسیده بود هما نجامانده سبحان الله
 ز بهر حکمرانی والاد در تواریخ مذکور است که در زمانیکه صاحب
 قران تیمور شاه به شاهجهال آباد دہلی آمده بود در عهد او نیز
 قتل عام شده وقتیکه حکم منع کرد تا هفت روز دیگر سپاه او دست
 از قتل برنداشت بهر حال نادر شاه چند ماه اقامت در
 شاهجهال آباد کرده جواهر بسیار و خزانه بے شمار با تخت طاوسی
 که قریب یک کرور و پنجاه لک روپیہ قیمت داشت گرفته مراجعت
 ایران نمود هنگام مراجعت بایں امیر کبیر در قتلوت فرمود که من
 مثل تو کسی را ندیده ام قابل پادشاهی هستی محمد شاه لیاقت
 سلطنت ندارد ترا پادشاه می کنم و ده هزار سوار و خوار با تو نگا
 میدارم که اگر اعدای سر از اطاعت تو بردارند دوست از بد نش
 جدا سازند در جواب بعرض رسانید که قوت و عظمت شاهنشاه
 به ہمیں در یہ است لیکن این کار در باب شهنشاه خوب نیست
 نادر شاه حیران و متعجب گشته پرسید که برائے من از چه راه خوب
 نیست عرض کرد که در جمیع ممالک بعالمیان خبر رسیده که شاهنشاه
 از پادشاه ہندوستان عہد و پیمان کرده سلطنت را با دہجہال
 داشت اکنون کہ او را از سلطنت خواہند برداشت شاهنشاه
 یہ بد عہدی و بد قولی مشہور و معروف می شوند و پادشاهان
 صاحب عزم را بد عہدی و بد قولی بسیار بد است نادر شاه

لاجواب گشت و بر عقل این امیر صافی ضمیر تحسین کرد و چنان
 راضی و شاکر رفت که از ولایت ایران چندین بار رقم مصوب
 ایلیان یعنی فرمان فرستاد و همیشه می نوشت که اگر فوجی مطلوب
 باشد بطلبید اما نادار شاه یا د شاه ظالم و سفاک بود آخر بسبب
 ظلم رفیقانش عاجز آمده او را گشتند سلطنت هند و شان رفته
 بود به همین سعی و تند پیرامیر دشمن ضمیر بحال ماند بعد که نادار شاه
 روانه وطن مالوف خود گردید اندکن متواتر اخبار رسید که نواب
 نظام الدوله بهادر ناصر جنگ پر گنات جاگیر خاص به امرایان
 تمخواه نمود و مبلغ ده لک روپیه نقد به سید جمال خاں پسر عبداله
 مرحوم از خزانه بخشیده بخدمت صوبه داری برادر سرافراز ساخت
 و بابا جی را و مرهطه نیز فساد عظیم برخواست به استماع این اخبار
 رکن السلطنت بجناب پادشاه عرض نمود که در دکن خانه زاد
 آنحضرت بسبب عدم تجارت پست و بلند روزگار به تقسیم ملک و
 مال پرداخته یا مرهطه فساد برداشته است رفتن ندوی پسر و
 از فضل و کرم رخصت یا بدستایند و پست دکن که از دست رفته
 و میرود پرداخته بجناب والای رسید پادشاه رخصت فرمود
 و از شاه بجناب آباد بر آمده متوجه دکن گردید در اینجا صاحبزاده
 عالم باغواهی عبدالعزیز خاں عرف مقبول عالم فکر یعنی وطنیان
 بخاطر آورد و درین ضمن رکن السلطنت طی مراصل کرده دخیل

بلکه برهان پورگشت تاریخ آمدن این سال عارف الدین خان عاجز گفته

سر داد و سر و سرور در دایره و آمد والا هم و عادل در کل امور آمد
 در اسعد سال آمد الهام مراد دل گو سرور ملک آمد سالار و مراد
 و از خبر بلخی فرزند به نگاه داشت سپاه و به تیاری ساند و سامان
 جنگ مشغول گردید و از راه ساپو آمد و اعانت نمود و راجه
 مسطور یا جی را و را با چهل هزار سوار یکو ملک آنحضرت فرستاد خود
 بدولت از برهان پور کوچ فرمود و اب نظام الدوله بهادر که اراده
 یعنی از دل نداشت تمام خزانه و فوج با توپ خانه همراه بخشی الملک
 و کن محترم خاں بهادر بحضور پدر بزرگوار فرستاد و برونده منوره
 حضرت شاه برهان الدین غریب رفته از و اقتیاد ساخت
 سید جمال خاں بهادر و سید عبدالرزاق خاں که الحال خطاب
 شاهنواز خانی دارد و دهمت یار خاں که صاحبزاده عالمیان یا خاں
 که نسبت همیشه زادگی دارد و رفیق صاحبزاده شدند و عبدالعزیز خاں
 مخوی در قلعه جنیر که قلعه آبخا بود رفت آنحضرت بدولت و
 اقبال یا جاه و جلال داخل بلده او رنگ آباد شد عرضی عبدالعزیز خاں
 متضمن عفو گناه رسیده بمقتضای کرم ذاتی جرم او بخشیده عنایت نامه
 طلب حضور مرحمت فرمود از قلعه جنیر آمده شرف از ملازمت
 یا سعادت یافت بعد انقضای چند ماه عبدالعزیز خاں رخصت
 گرفته برونده منوره بخند محنت صاحبزاده رسیده بفعل شیطانی باز

لاجواب گشت و بر عقل این امیر صافی ضمیر تحسین کرد و چنان
 راضی و شاکر رفت که از ولایت ایران چندین بار رقم مصوب
 ایلیان یعنی فرمان فرستاد و همیشه می نوشت که اگر فوجی مطلوب
 باشد بطلبید اما نادار شاه باد شاه ظالم و سفاک بود آخر بسبب
 ظلم رفیقانش عاجز آمده او را گشتند سلطنت هند و ستان رفته
 بود به بین سعی و تدبیر امیر روشن ضمیر بحال ماند بعد که نادار شاه
 روانه وطن مالوف خود گردید اندکن متواتر اخبار رسید که نواب
 نظام الدوله بهادر تناصر جنگ پرگنات جاگیر خاص به امرایان
 تنخواه نمود و مبلغ ده لک روپیه نقد به سید جمال خاں پسر عبداللّه
 مرحوم از خزانه بخشیده بخدمت صوبه داری برادر سرافراز ساخت
 و بابا جی را و مرهطه نیز فساد عظیم برخواست به استماع این اخبار
 رکن السلطنت بجناب بادشاه عرض نمود که در دکن خانه زاد
 آنحضرت به سبب عدم تجارت پست و بلند روزگار به تقسیم ملک و
 مال پرداخته یا مرهطه فساد برداشته است رفتن فدوی بر ضرر
 از فضل و کرم رخصت یا بدستابند و پست دکن که از دست رفته
 و میرود پرداخته بجناب والای رسید بادشاه رخصت فرمود
 از شاه بجناب آباد برآمده متوجه دکن گردید در اینجا صاحبزاده
 عالم باغواهی عبدالعزیز خاں عرف مقبول عالم فکر یعنی وطنیان
 بخاطر آورد و درین ضمن رکن السلطنت طی مراصل کرده دخیل

بلکه بر بان پور گشت تاریخ آمدن این سال عارف الدین خان عاجز گفته

سر دار و سر و سر و در دالیر و آمد والا بهم و عادل در کل امور آمد
در اسعد سال آمد الهام مراد دل گو سر و ملک آمد سالار و مراد
و از خبر بغی فرزندیه نگاه داشت سپاه و به تیاری سازد و سامان
جنگ مشغول گردید و از راجه ساپو آمد و اعانت نمود راجه
مسطور یا جی را و را با چهل هزار سوار یکو ملک آنحضرت فرستاد خود
به دولت از بر بان پور کوچ فرمود و اب نظام الدوله بیاد و کار داده
بغی از دل نداشت تمام خزانه و فوج با توپ خانه همراه بخشی الملک
و کن محشم خاں بیاد و محصور پدید ریزر گوار فرستاد و برو صند منوره
حضرت شاه بر بان الدین غریب رفته انزو و اختیار ساخت
سید جمال خاں بیاد و سید عبد الرزاق خاں که الحال خطاب
شاهینواز خانی دارد و دهمت یار خاں که صاحبزاده عالمیان یا خاں
نذکر نسبت همیشه زادگی دارد و رفیق صاحبزاده شدند و عبد العزیز خاں
منغوی در قلعه جنیر که قلعه ار آنجا بود رفت آنحضرت به دولت و
اقبال یا پاه و جلال داخل بلده او رنگ آباد شد و رضی عبد العزیز خاں
متضمن عفو گناه رسید بمقتضای کرم ذاتی جرم او بخشید و عیال و مال
طلب حضور مرحمت فرمود از قلعه جنیر آمده شرف از ملازمت
یا سعادت یافت بعد انقضای چند ماه عبد العزیز خاں رخصت
گرفته برو صند منوره بختی رفت صاحبزاده رسیده بفعل شیطانی باز

اندراده پرده یار داده جنگ پر خاش صاحبزاده را به قلعه ملیر برد و در آن
 وقت همت یار خان قبول رفاقت نموده برخاسته به اورنگ آباد
 آمده نشست و به ملازمت بنده گان حضرت نیز رفت همت یار خان
 مرحوم علامه روزگار و ذوق و فنون بود و رنگینی طبیعت با صحبت مردم
 نجیب شوق مفرط داشت بر خانه اش عجب عجب صحبت با می شد
 فقیر محروم اکثر بنده متش می رسید خبر بانی و عنایت می فرمود اندر و منه
 متوره که برخاسته آمد احقر به بدلتش رفت اتفاقاً در آن وقت
 در خلوت نشسته سر و دمطریان می شنید خبر یافته طلبیده بقیه بسبب
 آمدن پرسید گفت که سبب چه پرسید نیست پدر صاحب و پسر صاحبزاده
 و من از تمک آنها پرورش یافته ام بر کدام آنها شمشیر بکشم چنانچه
 بهمین سبب بخاطر اقدس بنده گان حضرت نیز گرانی نیاید بعد از
 فتح از اصل و اصنافه به منصب پنج هزاره و دو هزاره سوار و بعضی
 طیل و علم همراه فرموده به صوبه داری بیجا پور و فوج داری
 ادوئی در انچور و اانتیاز بخشید از بسکه همت بلند داشت درین
 صوبه داری یار فقاء سپاه رعایت بائی مبلغ کلی نمود با وصف
 این همه مراعات سپاه قصیبات روز جنگ که با همت خان ملو
 فوجدار کرنول رودادتن نداده یک بار فرار اختیار کرد
 همت یار خان که به صفت شجاعت موصوف بود تنها بذات خود
 خوب جنگ کرده و کار آمد خدایش بیامرز و چون صاحبزاده

بگفته عبید العزیز خان در قلعه طبرستان رفت در آنجا هفت هزار سوار
 نگاه داشت نمود و بندگان حضرت به سبب موسم بهسات در بلده
 نجسته بنیاد چھاؤنی مقرر فرمود تمام سپاه و کاروان جنسی دیگر کارخانجات
 بحرانی فرستاد صاحبزاده بمشورت عبید العزیز خان این وقت را
 قابو دانسته از قلعه طبرستان گشته قریب بلده اورنگ آباد رسیده
 بندگان حضرت باینه کواوال حکم فرمود که گاوان عصار و بهلیانان شهر
 جمع آورده توپ و راکت را بیرون آرند و خود بدولت نیز در میدان
 عبید گاه داخل خیمه شد در آن وقت زیاده از سه چهار هزار سوار
 در رکاب عالی حاضر نبود فردا که جنگ رو خواهد داد وقت نصف شب
 خبر رسیده که صاحبزاده می خواهد بسر کردگی فتح یاب خان فوجی طرف
 برای هر سوار که کارخانه جنسی بر کار دارد آنجا است تعیین سازد تا
 سامان سرب و باروت و بان و غیره بدست آورد اگر چه این خبر
 اصلی نداشت اما بنا بر مزید احتیاط به فتح الدین علی خان عرض
 بیگی فرمود که رساله دار که جمعیت خوب داشته باشد تجویز نماید تا در آن
 برای رفته با خبر باشد عرض بیگی تمام احقر محرر بعرض رسانید فرمود
 بسیار خوب است بطلبند حسب الطلب بار یاب گشتن اباب سید
 لشکر خان بهادر و شیخ ابوالخیر خان و دیگر از امرای عظام بودند،
 بایشان می فرمود که بعالم علی خان و مبارز خان چه نصائح و مواظط
 نوشته نشینند و یا اینها هم آنچه شرط نصیحت بود کردیم احتیاطی نمایند

و این بیت نیز بر زبان مبارک رانده

لطف حق با تو مواساها کند چونکه از حد بگذرد و رسوا کند
 بعد جانب این کترین توجیه فرموده بر زبان گوهر نشان گذرانید که مسرع
 شد فردا فوجی بجانب برای هر سول می آمد شما پار سال رفتن احتیاط
 نمایند پانصد سواد و پانصد جراح و دیگر تعینات می فرمایم در آن وقت
 خواب سید لشکر خان بهادر سلمه الله تعالی در باب فقر کلمات خیر و بر من
 اقدس رسانید فرمود بی آدم یکار است از نصف شب گذشته باشد
 که فقیر یا رساله و جمعیت متعین بسیاری هر سول رسیده مورد حال بندی
 کرده مستعد و آماده ماند فردای آن وقت سه پیر روز شروع جنگ شد
 سید جمال خان و سید عبدالعزیز خان و فتح یاب خان که دم سپاه گری
 می زدند با کمال نامردی از اخیال سواری خود فرود آمده روئے
 بوادى گریز نهادند - ع

که غنچه قریب از دوا به مثل هرگز نذر

گر صاحبزاده عارف را قبول نکرده در میان فوج منصور در آمد از هر طرف
 تیر و تفنگ میرسید درین اشتنا سید لشکر خان بهادر سرعت تمام فیل خود
 را نزد یک رسانید و صاحبزاده را بر فیل خود آورد بفضل الهی آسیب
 نرسید ازین سبب سید لشکر خان را در غنا بیت تمامه جات برادر
 جان بخش القاب می نوشت - ع

بادی نعمت از برون آئی که سپهری که رنگ آئی

بندهگان حضرت طبل فتح و فیروزی نواخته داخل بلده شده صاحبزاده
 را حواله بید لشکرخان بهادر فرمود تا نظر بند نگاه دارد پیش ازین
 جنگ خان بهادر مسطور به سبب درخواست جاگیر از جناب عالی
 از روه خاطر گشته باستغای منصب در اورنگ آباد نشسته بود
 از روی نمک ملالی و محبتی که با حضرت داشت بنا بر روداد جنگ
 بر فاقه پرداخت بعد از فراغ محاربه بدستور خانه نشین گشت
 بنا بر آن صاحبزاده سپرد و اجد علی خان شد در همین سال خبر رسید
 که علی دوست خان فوجدار آرکاٹ از دست دگموجی مرهٹہ درجہ
 شہادت یافت با ستماع این خبر نصیرالدوله بهادر عموی را باوزنگ آباد
 گذاشته متوہ آرکاٹ گردید و آنجا رسید به بند و بست آن ضلع
 پر داخه فوجداری که بنام خواجہ عبداللہ خان کہ از عمدہ مقربان بود
 مقرر ساخت در آن هنگام خبر فوت نصیرالدوله بهادر رسید
 لشکرخان بهادر را کہ بجای فرزند اں میدانست پاس خاطرش
 نگاه داشته از راه عنایت سند صوبہ داری اورنگ آباد بمعه جاگیر
 کہ درخواست می نمود مرحمت فرمود بعد از فراغ نظم و نسق آرکاٹ
 عنان عزیمت بصوبہ دارالملک معطوف داشت خواجہ عبداللہ خان
 بنا بر حصول بعضی مطالب تا قلعہ کنجی کوٹہ در رکاب ظفر انتساب
 ہمراہ آمد درین منزل بطلای نقارہ و علم مرا فرازی یافت صبح
 آن یکا یک ملک الموت نقارہ موت او بتواخت سده باری لال

نشتی تاریخ عطاے نقارہ و رطبتش خوب یافته ه

قضا بردوش عید الله ذو نقارہ آخر
بر آنگ سفر زد کوس حلت میوم خوا
طیب خانی از حال خواجه گفت بامروم
به پر سیدم ز هاتف سال این نقارہ و رطبت

بعد از ارتحال خواجه عید الله خان مرحوم بندگان حضرت بنده بنده خان
دیوان و انوار الدین خان بهادر و دیگر مقربان امر تجویز فوجداری
ارکات فرمود حسب الامر این امر با همه دیگر به فکر تجویز فوجدار شدند
انوار الدین خان بهادر از مطایبه و شوقی گفت که من شخص خوب
را تجویز کرده ام که برائے این کار بهتر از و کسی دیگر نیست خدا بنده خان
دیوان و دیگر امرایان پرسیدند که او کیست گفت انوار الدین خان است
آنها میسمی کرده گفتند بسیار خوب چنانچه تجویز نام انوار الدین خان
بهادر بعضی عالی رتبه ند در حقیقت که باین کار به از و دیگر
نیود منظور فرمود انوار الدین خان بهادر بعطای خدمت فوجداری
ارکات سرفرازی یافته شرف دستوری حاصل ساخته بندگان
عالی متعالی علم معاودت به جانب اورنگ آباد و فروخت
بعد از انقضای چهار سال به مقضای این بیت ه

سروارت ملک تا بر تن است تن ملک را فتنه پیرامن است
فتنه و فساد احمد ابدالی افغان بر فاست که او از طرف کابل با فوج

کثیر بر اعیه سلطنت هندوستان تا اواخر سرهند رسید جهت دفع و
 رفع آن محمد شاه بادشاه خلایق پناه مرزا احمد پسر خود را مع
 وزیر المملک قمرالدین خان بهادر نامزد فرمود و این امیر نامدار
 نیز طلب حضور نمود و درین ایام عارضه بیماری بر ذات اقدس
 روی داده بود با وصف کسل طبیعت از روی ارادت بعزم آستان
 بوس نعل ای از بلده او رنگ آباد روانه شده بر بان پور را
 بفرقه دوم خویش ردلق بخشید در اینجا خبر رسید که میاں بادشاهزاده
 و احمد ایدالی جنگ عظیم واقع شد درین جنگ از متعلیه برادری
 محمد امین خاں مرحوم که همراه ذریعه با چهار هزار سوار بودند
 تردد در آنکی خوب بظهور آمد و وزیر المملک جان تثار گردید آخر کار
 احمد ایدالی به شکست فاحش بجانب کابل آواره گشت و محمد شاه
 بادشاه نیز از اصل طبعی ازین برائی فانی بعالم جاودانی رفت و
 احمد شاه بجای پدر بر تخت سلطنت نشست در سنه موزون تاریخ
 جلوس گفت

چو شاه شاهان شه بهادر گزین تیغ جهان شانی
 به ضرب شمشیر شد مظفر بعرضه رزم خسروانی
 بریده از تیغ فرق اعدا ز بهر سالش به نحوشی گفت
 سر و شش تاریخ سلطنت جلوس صاحبقران شانی

از اجتماع خبر رحلت بادشاه وزیر متالم و متاسف گردید چوں

درین وقت از شدت امراض بر مزاج شریف ضعیف گلی مستولی گشته
 آثار ناتوانی روز بروز بیشتر از پیشتر ظاهر می شد و در آن حال بی حال
 از برلمان پور روی توجه بجانب اورنگ آباد نهاد و دو کروزه منزل
 فرمود بر بستر ضعیف و بی هوشتی افتاد هر چند اطباء و دعا لجه کوشیدند
 چون قضا کار خود ساخته بود اثری بر آن مترتب نشد تا ازیں دار
 بی اعتبار جدائی اختیار نمود و چهارم ربیع الآخر روز یکشنبه سنه
 یک هزار یکصد و شصت و یک هجری بعد از نماز عصر به آرامگاه عالم
 بقا آرام ساخت صاحبزاده نظام الدوله بهادر ناصر جنگ یا برادران
 از غم و الم بامه پا چاک کردند فغان و شیون از جهات بیان برخاست
 صاحبزاده عالمیاں با ولریاں و دیده گریاں از اکابر و اعیان
 بتفصیل و تدفین جسد مبارکش پرداخته جنازه مطهر را بروقه منوره
 حضرت برهان الدین اولیا فرستاد بجوار مرقد آن اولیاء فون گشت به
 جانش مقیم روضه دار السرور باد گلشن برای مرقد او پر ز نور باد
 و آن امیر حنیت پذیر را حق سبحانه و تعالی شش پسر و پنج دختر کریمت
 فرموده بود اول عماد الملک غازی الدین خان بهادر فیروز جنگ که
 از شاهجهان آباد بدکن تیا مدوم نظام الدوله میر احمد خان بهادر
 ناصر جنگ که بحسب عقل و تمیز و اوصاف حمیده در میان اخوان
 ممتاز بود بعد از پسر سه سال صوبه داری نمود چنانچه شرح احوال
 پیرا خلدالی آن نیز تحریر خواهد نمود و سیوم سید محمد خان بهادر

صلابت جنگ چہارم نظام علی بہادر اسد جنگ پنجم میر سید
 شریف خاں بہادر رسالت جنگ ششم میر غل خاں بصر سن است
 چوں بہ حسب تقدیر رتہ تقدیر محمد شاہ بادشاہ اعتماد الدولہ
 قمر الدین خاں بہادر وزیر این امیر کبیر در یک سال بدعت حیات
 سپردند میر غلام علی آزاد بخرامی تاریخ رحلت ہر سہ رکن اعظم
 در یک مصرع یافتہ

سہ رکن مملکت مند از جہاں رفتند
 فتاد حیف سہ دریگانہ از کف دہر
 برائے رحلت این ہر سہ یافتہ تاریخ
 نماند شاہ زمان یا وزیر و آصف دہر

دریں بیت از تمیہ نیز تاریخ از فکر میر صاحب مرقوم است
 گشت تاریخ چوں کشیدم آہ موت شاہ دوزیر آصف جاہ
 دعارف الدین خاں عاجز نیز تاریخ یافتہ

وا در یغا سرور دوراں نماند افسر فرق خرد مندان نماند
 رفت و او یلا کریم گنج بخش منظر جمعیت انسان نماند
 یافت شمشیر شجاعت بی روی آبروی جو ہر مرداں نماند
 عاجز از تاریخ سال رحلتش خواستم گویم بقالب جاں نماند
 ناگہاں ہاتھ فروشی کرد و گفت آہ آصف جاہ ذی احسان نماند
 بدن سنگہ موزوں این تاریخ مہمہ گفتہ

رفت چون آصف خورشید علم در گلتان بهشت اعظم
 در وفاتش همه بیدل گشتند زیب و فیض و هنر وجود و کرم
 و تاریخ تولد نیک بخت است بموجب همین تاریخ ایام عمر از نیک بختی
 صرف نمود هفتاد و نه سال عمر یافت و از آن بچهل و یک سال
 در خدمت والد بزرگوار خود گذراند و بست و نه سال از عهد
 سلطنت عالمگیر پادشاه تازمان محمد فرخ سیردیکار پادشاهی
 صرف نمود و سی سال در مملکت دکن دای حکومت برافراخت
 و صفات حمیده آن خدا رسیده آن که درین مدت حکومت هرگز
 به قتل احدی نفرمود و حیوانات اگر از کسی خون واقعی می شد امر صادر
 می کردند که به شرع شریف رجوع نمایند بموجب حکم شریعت
 غرانیچه بر و لازم آید به عمل آرند و هر سال مبلغ بسیار به من
 الشرفین نیاز می فرستاد و مبلغ لک لک بعنوان خیرات و تصدقات
 بفقرا و مساکین و میوه ضعیف میرسد سواش آن بر خزانه هر بلده
 یومیه به محتاجان مقرر بود که ماه بماه می یافتند و هر ماه جمندی
 که از مسافت بعید به امید مرگمت آن جنت مکان حاضر می گشت
 بوسیله صدر الصدور و امرا و مقریان منظور و نهایت شده مقفی المراء
 به مقام خود مراجعت می نمود و در فضایل حمیده و خصایل پسندیده
 آن متعترف نشان اگر دفترها نوشته شود از هزار کی و از سیار اندک
 خواند بود یا تمام چند اشعار که از زاد بای ضیع گهر سنج دوست

این مجموع را از یب و زینت می دهد

تا شهید خنجر تر گال یارم کرده اند
 افسوس که با طبع بیان نیست گوارا
 در خیال باغ نظاره
 از خضایم نبود مطلب دیگر خیال
 جوهر ذاتی نه در احتیاج تربیت
 نه بسته است چست کمر از چندها
 آصف نهال خیر نشان درین چین
 از سوز فراق تو بود تشنه لب ما
 پے دل بردن مردم تملق را کسب کردم
 آصف ز حدیث نبوی میچشد این جام
 دل صد پاره ما زلف تو در بردارد
 از تصور کردن روی چمن پیرا او
 در تعریف طیرکا که عورات میاں
 ز مرد رنگ گلبرگی میاں ابرویش دیدم
 دعا گفتیم از شور جنون امروز قتل را
 بنجواب بود چشم در ایام فراق
 خفته شدش چو آتش افتاد است
 تا گزیر است صید گشتن ما
 سر در چشم قیامت از غبارم کرده اند
 ای باغ و فنا آب هوای که توداری
 آصف خسته را نهال کیند
 آنقدر هست که آنو نگذاریم نه گفتند
 منت از صیقل می جویدم سمشیر نه
 ساد در راه و فانه کنند تاله کوتهی
 یار آورد ز باغ مراد و جهاں بھی
 گر کانه آب طلبید چشم بر آب است
 بدشمن نیز جویشم باں گرمی که تب کردم
 بی مهر علی آب ز کوثر نتوان یافت
 این چه تارا است که یکسر همه گوهر دارد
 در نظر آصف چه باغ دلکش داریم ما
 هر دو ابروی گذارند فرمود
 بود یک قبضه مینا و شمشیر فرنگی را
 که ما دیدیم در جولا آن قیامت قیامت
 مصروف بیاد تو بود روز و شب ما
 طبع آن شوخ سرکش افتاد است
 دام زلف تو دلکش افتاد است

سخن راست ز آصف به نشنو
 تا لبش ناخته ده او یار شد
 دل را بدل در پی است در آئین اتحاد
 و تماشای کوشش آصف که غرق آتش است
 به دوق یاد حق صیقل بزن آینه دل را
 شهیدان را از یکرنگی تو الی دوید آوردن
 چو هستی مانع میل است بکنه راز خودی
 فی مایل چو ابر عاشق جانبا زای ظالم
 نه اندر دلم از رفتن تو صبر و قرار
 امید بردن غفلت ز صبح پیری شد
 اگر پیش نظر باشد نگاری صندلی اتکی
 سبز فامان دل ما را ز کف مایه زدند
 نه معنای دم قدم پیش نه تومی آئی
 به خود صفت یار بود لا ینک یک ز آصف
 نظاره این باغ چو زر گس کنداید
 از غنی فیض اگر نیست بود مجموعی
 آصف نبود مستی ما از سوسه دیگر
 حاجت شمع ندارد شبیل گلشن بهج
 چشم او طره بلا نیست که صد نگار دست

سرور را خوبی رفتار تو نیست
 بامه تا با بال قران مشتری است
 گفت هر آنچه بادل خود داشته ایم
 در ره او کایا با ز آبر و خوارم شدن
 برای میسمان در خانه فکر و شانی کن
 اگر ای بسوی کشتگان یا راحانی کن
 وصال یا مقصود است تدبیر هدانی کن
 که زو جنگ خوانان است اسطفا جمعدا
 بهر که رود باد شش سپاه رود
 ز چشم خلق بر دل خواب صبحگاه رود
 ز تشویش دو عالم هیچ درد سر نمی ماند
 بست انگور در آنجا که بود تاک آنجا
 مرا ادب شده مانع ترا حیا نگذاشت
 خواست در همه جا بهر غیر مانگذاشت
 در خانه چشم انگه زری داشته باشد
 جیب زر گس چه شد امر و زک باشد بر زر
 مستیم درین میکه از جام محمد
 به نور نیست به طراز چو یارای علی
 حکم از گل این فتنه چه دیده است هنوز

ای موی میساں من کجائی
 داغ است ز رنگ یار گلشن
 لفظ است میانش کہ تو معینش نیابی
 از آہ بلند ای دل تو سید مشو ہرگز
 ای ناشک چوں بخانہ چشم نشسته
 نہایت شوخ بن کرد نگاہے عجی
 مردمان چشم ترا شاہ جہاں میں گویند
 پر تو حسن ترا وصف نمودن نتوان
 بزخداں ویزلفت چون گام افتاد
 میکتے کہ قدم از جلوہ شوخی و ناز
 نہ انداز لیم جلوہ محبوب طنازی
 اگر ناخن بدل از حسن زیبایش کہ جائد
 نمایاں میکتہ خود را ولیکن دور ترا زما
 ز شوخی نیست ہر گشت او بے جنبشی یکدم
 محبت نیست محتاج محرک و طلب آصف

محسوس نہ مکر صدائی
 آید گل لالہ زان نشانی
 ہر چند تو بندی مکر خویش تیابی
 این نخل کہی بالدر بار شود روزی
 در یاد او چرا پے طو خان نیرودی
 اضطراب عجی دارم و آہ عجی
 صف شرکان کجاست پست پیابے
 گفتن دروئے تو خورشید گناہ عجی
 ریسماں عجی دیدم و پیاہے عجی
 میکشد آصف بیتاب تو آہے عجی
 بگو شمع میرسد و ایم ز ہر رنگ گل آواری
 بدست ناز نیش پیچہ گیر اتویازی
 رنگ ماہ باشد وحشی ماہم فلک تازی
 نمی بندد خباہت از ان رویا گلتاری
 بغیر بال و پر ہم میکند سوی تو پروانے

۱۲۔ نظام الدولہ بہادر میر احمد خاں ناصر جنگ ناصر شخص
 خلف الصدق آصف جاہ نظام الملک بہادر فتح جنگ سپہ سالار
 است شرح تراثت حسب و نسب فائداں عالی شان او

در ضمن احوال پدر بزرگوارش سمت گزارش یافت اکنون عنوان قلم
عبرت رقم بصوب حالات و واقعات عجیب و غریب این مجبور قضا و قدر
معلوف می نماید که چون کوب حیات جناب والد ماجد او غروب نمود
بعد از تقدیم شرائط ماتم و عزرا بر مسند حکومت مالک محروسه دکن متمکن
گردیده به ترتیب و استقامت امر او خوانین و سائر ملازمین مستحقین توجه
فرمود مجموع را بنوازش و عواطف مسرور و مطمئن گردانید و از عدل و
انصاف بنای ظلم و ستم مستند ساخت

نکردی هیچ کس از ظلم او فریاد قبائے گل نگشته پاره از باد

و جهت تمشیت مهات ملی قامت قابلیت میر عبد الرزاق خاں خوانی
که به وفور کار دانی و اصابت رائے از همگنان ممتاز بود و بخلعت دیوانی
مدار الهامی آرایش بخشیده بخطاب شاه نواز خاں و بعطای طبل و
علم بر خرازند و چون انتظام مهام جمهور انام به کف کفایت و نهایت
آل و زیر بے نظیر تعلق یافت من کل الوجوه مطس خاں شاه باشتنا
عیش و عشرت می پرداخت درین ضمن منشور لامع النور احمد شاه
یاوشاه فلاحت پناه مزین بخط قدسی نمط مشعر بر طلب حضور
بالقاب فرزند ارجمند و رود مسعود فرمود درین آوان بیت می انخا
پسر متوسل خاں بن حفظ الله خاں بن سعد الله خاں نبی رکن السلطنة
اصف چاه که نو جد ارادونی در ایچور بود علم یغی و طغیان برافراشته
هوای سروری و سرداری در دماغ بے مغز خود جای داده جمعیت

فرایم آورده یعنی پرگنات جاگیرات خاص آل حدود و تیغلب و تسلط متصرف
 شده سر به فتنه و قسا در داشته بود و رسید لشکر خاں بهادر نصیر جنگ و
 مدار المہام شاہ نواز خاں بہادر را بجہت بند و بست ممالک محروسہ دکن
 و اطفاۃ نائرہ فتنہ آل اعدای دولت رخصت از ذاتی فرمود و خود
 از صفائی عقیدت و خلوص عبودیت بموجب امر الوالا امر روانہ مستقر
 خلافت گردید آل ہر دو سردار نامدار با اتفاق و اخلاص بارادہ ہدایت
 محی الدین خاں روانہ شدند چون بنواح قلعہ کوہل کنتہ رسیدند موسم
 یرسات ہم رسیدہ بود لاجرم در انجا چہار ماہ اقامت نمودہ رسل و
 رسائل مواظظ و نصایح بہ ہدایت محی الدین خاں نوشتند از یکہ
 دود غرور چشم او را از راہ صواب پوشیدہ بود نصیحت و پند سودمند
 نیفتاد و ابواب مخالفت زیادہ بر سابق یکشاید باخواہے حسین دوست خاں
 عرف چند اکہ ریاست فوجداری ارکاٹ از آبا و اجداد داشت و
 از قبہ مرہٹ خلاصی یافتہ از ویوستہ بود بہ قصد تسخیر ملک ارکاٹ قدم
 بیشتر گذاشت از استماع این خبر انور الدین خاں بہادر فوجدار ارکاٹ
 کہ از قدیم الخدمتان این دودمان بود با کمال شجاعت از بیاری
 جمعیت دشمن و کمی سپاہ خود ملاحظہ نہ کردہ از ارکاٹ برآمدہ در اثنائی
 راہ با مخالفت مقابل شدہ بمجنگ و پرمیوست بعد از کشتش و کوشش
 بسیار داندہ را راہ دار القرا گرفت ہدایت محی الدین خاں غیبت
 بندگان حضرت را غیبت دانستہ بغراغ خاطر داخل بلدہ ارکاٹ شد

به موسی تبلیس فرامیست که با سردار فرنگیان پهلوی بتدریست رابطه
 اتحاد و یک دلی با استحکام تمام بهم رسانیده به فیض و وسیع ملک و رکات
 پرداخت درین ایام اعلام ظفر انجام تادریای تریدا که سرحد و کنت و
 مند و شان است نزول اجلال داشت که فرمان شاهی حضرت ظل سبحانی
 مشتمل بر معاودت پیرایه اصداریا بتبرطیق فرمان قضا جریان مراجعت
 کرده بدارالامارت بلده خجسته یتیا و نهضت فرمود چون از منبیهان خبر
 قتل انورالدین خاں بعرض عالی رسید آتش غضب بر چهره انورش هودا
 گردید و همال وقت بلا توقف و اهمال رایات فتح آیات بصویا استیصال
 آن بے اقبال برافراشته منزل به منزل طعم حاصل نمود چون لشکر ظفر اثر
 بحوالی قزو کو بیل کنده مغرب خیام ساخت سید لشکر خاں بهادر نصیر جنگ
 و مدارالمهام شاه نواز خاں بهادر با استقبال موکب یاه و جلال شتافته
 بعزم دامت قاهر شد تا ازاں مکان در چند منزل دیگر که عبور دریا کشتا
 واقع شد اقامت ملاعنه عبدالبقی خاں فوجدار کرطیه و همت خاں بے همت
 بعین فوجدار کر نول به لشکر نصرت اثر ملحق گشته شرف از ملازمت سعادت
 عالی دریا قنند در آن وقت موازی پنجه هزاره سوار خونخوار و صده هزار
 پیاده جرار با توپ و توپ غانه آتش بار و رسایه حاکمیتش مجتمع آمده بودند
 برای دیدن تماشا شاهی افواج دریا امواج بر کوچه مرتفع که محاذی آن
 زمین مسطح و هموار بود با امرایان عظام و مقربان خاص نشسته تماشا دیده
 به لشکرگاه تشنه نیت آورده صبح آن از آنجا کوچ شد بعد از قطع مسافت

در چند روز که مضرب خیام ظفر اعتصام مقارن گھاٹ ارکاٹ گردید
 بهایت محی الدین خاں به قلعه تنجا ورک از قلاع معتبر آن ولایت است
 و قریب بود که مفتوح سازد از آمدن لشکر قیامت اثر دست از محاصره
 برداشته خود را به میو لچری بند رسانیده متعلقان را در آنجا گذاشته
 جمعیت توپ خانه فرنگ همراه گرفته با اتفاق حسین دوست خاں عرف
 چند با هنگ بنگ از بند رند کور برآمد بندگان عالی متعالی سید محمد ایم بخشی
 توپ خانه درجه رام چند را و و را به منونت را و پسر سلطان جی بنا کرد
 را و ب توپ بنا کرد تمک حرام و دیگر برادران را با سواران قزاق چند
 برگزیده بر سه منقلا پیشتر تعیین فرمود تا لشکر ضلالت اثر مخالفت اعطای کرده
 نوخی تعقیب یکنار برند که از تنگی غلغله و آذوقه علف تمام لشکرش بموضع تلف
 در آید مر واران اند کور به سائر سپاه منصور از حضور شرف دستوری یافته
 باطراف لشکر آل برکش رسیدند و درین ضمن به منونت را و بنا کرد خبر رسید که
 سینارام و بان حسین دوست خاں از جمعیت سه هزار سوار با خزانه
 قبیلی از طرف سرداپلی و نیلور باراده ملحق شدن فوج مخالفت می رود
 منونت را و با جمعیت همراهی خود بر آن مقهور ساخته جنگ انداخته
 او را به جتیم رسانیده غنایم اموال و اشیاء و سائر اسباب بدست آورد
 شامل فوج منقلا گشت و خیر فتح بهرگاه والا معروض داشت خداوند بها
 این فتح را مقدم فتوحات تصور فرموده و منونت را و را تحسین و آفرین
 نمود و چو آن روزی چند بگذشت و آل باغی از فوج منقلا مغلوب گشت

خود نفس نفیس متوجه دفع او شده متفاوت دو گروهی از لشکر مخالف
فرود آمد روز دیگر به ترتیب صفوف پرداخته پیشتر را ہی گردید معاند
نیز به تعبیب حیو و خویش صف آرا گشت به صف شکن خاں میر آتش حکم
صادر شد که توپ و توپ خانه جنس پیش برده شروع محاربه و مجادله شد
و حسب احکم محکم میر آتش مسطور مستعد مردان توپ ها گشت و از جانب
مخالف نیز گول های توپ رسیدن گرفت همچنان تا شام از طرفین گول اندازی
در میان ماند چون شب بر سر است آمد سپاه عسکرین جا بجا کر به مستعد
و سرگرم جانفشانی بودند درین اشتنا وقت اخیر شب حسین دوست خاں
معونانیداران فرنگ از حشمت و شوکت سپاه متصور که زهره در بدن او
آب گریز بود بدون جنگ قرار نمود و خواست که هدایت محی الدین خاں
را نیز بگیرد بر آورد چون خاں مذکور با جناب عالی نسبت همیشه زادگی
داشت به صفت شجاعت موصوف بود به حسین دوست خاں جواب داد که
بیرون شدن از معرکه رزم عار است آن بے عار با جمیعت فرنگ بغیر
سینه رو بگیرد نهسا دور آن و رقت فتور و تفرقه تمام با حوالا لشکرش
راه یافت به هدایت محی الدین باد و هزاره سوار بر بجائے خویش یا میه
عفو گناه اساده ماند قریب به صبح صادق خبر فرار حسین دوست خاں
و فرنگیان بغرض اقدس رسید بنوا حقن طبل فتح و فیروزی امر صادر
گردید به بندای جان نشا رهنیت و مبارک باد و صاحب سخنان از
تاریخ و رسلاک نظم در نظر انداز گذرانیدند گویا پال مستوفی این

نقطه تاریخ گفته

بیا ساقی که عشرت شد و بالا
 شد عادل نظام اند و لغازی
 مزاج او ز بس مسرور و خیر است
 خرد تاریخ این می جست در دل
 تاریخ مشکوک را

شکر این که فوج اهل بغی
 شد ز فتح فضل حق تاریخ
 خورد زخمی شکست چند بیادنگ
 فتح یاب نبرد ناصر جنگ

نقشه تاریخ گریز حسین دوست فال چند فقره چند ابله غبه و غداد
 عارف الدین همان عرف مرزای عابری تخلص تاریخی که از ابیات ادعیه
 بر مصرعش تاریخ بر می آید گفته مصرع تاریخ فتح مبارک باد

نظام الملک تاد جنگ غازی
 چو دهم ظفر به پناه و بر سر
 به کرنا ملک پی تنبیه اعدا
 چو دیدم در صفت تو لا و پوشا
 دعائے خطبه عین ظفر را
 الهام که آن ممتاز کونین
 چو گل بر فرق سیفش دایم از چاه
 بروی ناوکش پیوسته از جنگ
 که مشکوک است از نامش ز فتح
 به تسخیرش در آید کثرت فسخ
 رسید و کرد عریان و نوحه فتح
 نمایان شد ز تیغش جوهر فتح
 چنین خواندم بروی منیر فتح
 بود شاهنشاه بحر و بر فسخ
 همایون طره یاد افسر فتح
 به چشم صید و یاد او ر فتح

رهین اوج اقبالش بهرزم بود روئے قفای عسکر فتح
 بدرس جنگ جنگ اسم نصیرش ز روز جمع باد امصدر فتح
 دام از بام شرق اوج عزمش نمایاں باد تور نیز فتح
 کلاه فتح بدایع لیسر مبارکباد عروس ملک مبارک لیسر مبارکباد

بعد از فراغ ادای مبارک بدی بدارالمهام و سید محمد و ایم پسر حبیب امر
 بنام القدر با استقبال هدایت محی الدین خان رفته با خود آورنده بنابر
 مصدق ملکی بدارالمهام حکم شده که در قید نگاه دارد است

ز انقلاب زمانه عجب داد که چرخ ازین قصاد هزاران هزار داد
 چون آن حادثه رسیده که قتلار شده بسپرد بدارالمهام در آمدان روز از
 نبروگاه بعزم تسخیر قلعه پهلوی بندر دو کرده پیشتر حکم کوچ فرمود و بقایه
 شش کردی آن قلعه چند مقام نمود بر لشکر منصور از غله آذوقه و گاه تنگی
 پذیرفتند پس سبب توقف در اینجا متعذر گردید لا علاج تسخیر آن را
 بتوقف گذاشته مراجعت نموده بده ارکات را از فرقه دوم خویش منور
 گردانیده جمیع امرایان عظام و مقریان را طلب داشته در بند دایست
 فوجداری ارکات صلح و جنگ با کفار فرنگ مشورت فرمود و سید لشکر
 بهادر نصیر جنگ تربیت یافته جناب رکن السلطنت آصف جاه و
 سید شریف خان بهادر شجاعت جنگ سردار کهن سال عالم گیر می و
 وزیر صاحب تمدن پیر بدارالمهام شاه نواز خان بهادر با اتفاق ابرص
 رسانیده که لغوات عنایت ایزدی چنین فتح عظیم نصیب ادلیائی دولت

قاهره گردید و مخالفت ذلیل و اسیر گشت و موسی تبلیس مردار فرنگیان
 وکیل معتبر خود را با تحائف و هدایای بسیار بحضور فرستاده عجز و زاری
 وازد و عهد و شرط در میان می آرد که من بعد قدم مخالفت وادی عصبان
 نه پیماید از روی و عری ترجم گناه آن مجرم عفو گردد و از نوازشات عالی
 به فوج اردی ارکاٹ سر بلند شود ز رے که مقرر است سال به سال
 خواه فرست و چون کاپر و از آن عالم تقدیر بند و لیست دیگر داشتند
 مصلحت و مشورت معقول خیر خواهان به سمع رضا مقبول نگشت و
 بعد از چند روز سید لشکرخان بهادر نصیر جنگ صوبه دار اورنگ آباد
 و سید شریف خان بهادر شجاعت جنگ صوبه دار برار رخصت یافتند
 که به تعلقه خود بازگشته ب حفظ و حراست آن نسلع پردازند خود به دولت خان
 داخل حویلی ارکاٹ شده و کارخانه حیات بموجب حکم به چراگاه رفته
 محمد علی خان پسر انوار الدین خان مقتول باضافه منصب و خطاب پدر
 سرافراز شده بنحمت فوج داری ارکاٹ ممتاز گردیده رخصت یافت
 که به تحصیل محالات پرداخته به آبادی سعی فراوان بکار برده بعضی تنهاییات
 که بمقتضای گماشتگان کفار نصاری است خلاص نماید و ترک طاعت
 قبیحی رساله دار سواران که در شجاعت تاسخ داستان رستم و اسفندیار
 بود برائے استخلاص قلعه حیکل پط که به قبضه مشرکان درآمده بود
 تعیین گشت موسی تبلیس با سردار فرنگیان چون از عفو تقصیرات خویش
 مایوس شد جمعیته از توپ خانه فرنگی راهی کرد که با سردار این فوج

منصور بقایوی خود بچنگ پیش آیند انور الدین قان فوجدار ارکاٹ
وصف شکن قان میر آتش با پا نزودہ ہزار سوار و بست ہزار پیادہ
برقند از یکجا گشتہ مستعد قتال و جدال بودند ناگاہ فرنگیان کفار بر لشکر
ایں دو سردار رسیدند چون سرداران از عدم تجارت بپست و بلند روزگار
نوازہ پاس احتیاط نہ داشتند براہ گریز از چان خود بسلامت برآمدند
تمامی اسباب لشکر بتاراج رفت و در پیمان نزدیکی ترک طہاسپ قان
بقی ق بہزار مردانگی در قلعہ چکل پٹ شہید شد و قتل نہرت کردہ عزت
چینچی بدست آں سرکش آں از استماع خبر دیہی آں بے جراتان
خود بدولت و اقبال ہفتہ ہم شوال ستہ یکہار و یکصد و شصت و سہ
بحری از بلدہ ارکاٹ بعزم استیصال آں فرقہ قتال متوجہ قلعہ چینچی
گشتہ شش کرہے مضرب خیام ساختہ میر ظفر بدختی را حکم فرمود کہ با سواران
قزاق ترددے در قتل انصاری نماید آں شیر بیشہ شجاعت از لشکر
ظفر اثر برآمدہ بقدم دلاوری و جرات بر فرنگیاں تاخت و بسیاری
را ازاں بے دیناں بر خاک ہلاک انداخت و مرہائے آں پارا
بر نوک نیزہ ہا بستہ روانہ حضور ساخت ہمیں قسم روز دیگر کہ براں
فریق زندیق حملہ آور گشتہ بود کہ از قضا تیر بندہ و تے بر سینہ اش رسید
بسہ خروئی جاں نشا رگزدید ہمیں منوال تاملت سہ ماہ متوالی
الایام میان کفار لیام و غازیان اسلام تایرہ محاربہ و مجاہدہ منتہی
ماند فوج فیروزی بہر جا بنے کہ رومی آورد و صورت فتح و ظفر در آئینہ

هیچ یک جلوه گزینیکشت با وجود این حالت چشم آں گرده که از شکوه
 لشکر قیامت اثر تر سال و لرزان بود در میدان مصاف روی آورد
 و موسی تبلیس سر گروه آنها از بند و پیموچری بجز و زاری پیغام مصالحه
 بوسیله مادر المهایم شاه نواز خاں بهادر می نمود ستار و زنی خان بهادر
 مسطور بعضی رسانید که مدت یک سال درین مهم منقضی گشت بندگان دست
 مملکت دیگر از دست رفت موسی تبلیس قدم الطاعت از چاده فرمانبرداری
 بیرون نمی گذارد به عقل فدوی خیر خواه آنچه در صلاح ملکی بصواب اقرار
 است آنست که عفو تعقیبات فرنگیان کرده انور الدین را بعد و پیمان
 آینه یار و ساخته عزم اجبت به ارملاک خود بایده برافراشت از
 خندان مصلحت آمیز و زیر نیک اندیش را از خاطر گشته بر آشفست بر
 زبان مبارک آورد که این همه ضرر و تکرار برائے صلح از خوف و هراس
 فرنگیان خواهد بود و مادر المهایم نیز آزرده خاطر گشته سب بنواب کشاد که از
 راه دولت خواهی آنچه بدریافت ناقص آمده بود عرض نمود الحال که بخاطر
 اتمس چنان راه یافته آیتده اگر حرفی در مقدمه صلح و جنگ فرنگ بر زبان
 آورد سوگند است چنانچه همین قسم به عمل آورد تا درین اثناء از قضاء
 آمدنی پهل روز متواتر باران بیوفی شد که چنانچه پرا از آب گشته نشان
 طوفان بر زمین آشکارا گشت که طاقت حرکت از مکان نماند و رسد
 آذوقه و غله و گاه تیر سید از نایافت دانه و غله هر روز هزار
 جانور به تلف می آمد از در و دایر آفت سعادتی در لشکر تفرقه روی داد

اکت از سپاه مضطرب و سرانیدگشته به طرف رفت سرب و باروت و
 بان و دیگر ساز و سامان تمامی ضایع گشت از رو داد این حادثه افتاد
 ملا خسته بجهت البقی خاں فوجدار کراچی و بخت خاں بی همت قلعہ دار و فوجدار
 کراچی و راوچان و جی بن لکرم و دو قدم در بادیه حرام خوری نهاده با فرنیاس
 مخفی متفق گشت و عهد و پیمان بستند که کیفیت احوال پراختلال معسکر جاه
 و بزدل آگهی داد فرنگیای را به جهت شیخون طلب داشتند آن فرقی نزدیک
 از قلعه پنجی شب شانزدهم محرم الحرام که آغاز سال یک هزار و یک صد
 و شصت و چهار هجری به دفعه شیخون نمودند

جہاں خور نیز بنیاد است باشد سر سال از محرم آفریدند

خبر از او آن فرقه فعال با سیو سال قریب به شام رسانیدند بجهت آن وقت
 رضوی خاں بموجب امر بلیل القدر به طلب مدارالمهام آمد و شامی رقیه
 دستخط خاص نیز رسید فی الفور مدارالمهام روانه شده یاریاب صوت گشت
 راقم الحروف نیز کمر بسته و بهمراهش رفته بگوشه نشست راه را چندی پس
 راه چند رسیدن متواتر خبر آمدن نصاری کفار می فرستاد مدارالمهام و
 بعضی دیگر از مقریان بعضی میرسانیدند که تقارن و اخته بترتیب صفوف
 پرداخت توپ و توپ خانه را پیش فرستاده مستعد و آماده باید استاد با وجود
 نقل رساد فیم ذکا بحکم قضا قبول نفرموده به جمیع مداران حکم فرستاد که
 جایجای خود یا خبر باشند قبول نصف کنند شت مدارالمهام از صوت خاص
 بیرون نشدند و آورده به احقر محرم نمود که فرنگیای آن آینه اسرار سمیت

هراولی که مثل ما ست نمی آید میخواستند از عقب شکر میایند شما در فوج
 همزی ما رفته با اتفاق بخشیاں با سایر سپاه بجزم و هوشیاری باشند نفی
 در برابر جرأت نمود که با وصف آمدن فرنگیان از زندگان عالی این همه
 خلعت و بی پروائی اند چه راه و جدا بودن آن قداوت درین وقت از
 فوج چرافه و کلبه مذکور در حضور شد آن فرنگیان را متعجبیدانند
 و در خند نمی فرمایند لهذا از دست آن شما متعجب و بیم از خدمت شریفش
 مخصوص است در فوج هراولی سپاه جمع بخشیاں را تا کینه نمود که بی خود
 با خبر باشند چهار کهری از شب باقی بود که صدای توپ و گفتگ بلند گشت
 در آنوقت زندگان عالی زانه رون محل با خطر اتمام برآمده بادائی و فوج
 برداشت و یا خوا گفت که ای پیراح الحی ل خدا یا تست بر فیل سوار شده
 بنفس نفیس بر روی دشمنان را پی گشت آن وقت همراه جناب عالی زیاده
 از دود سوار شدند و در المهای شاه نواز قاتل بهادر را احکام شد که
 در هراولی پیش فیل ما بروید با ایشان بمکلی ایست سوار بوده اند عقب
 فیل ایشان هجوم گویا لیاں بود و این سخنان است زبانه قدرت نمای حشر
 بهای بر فوج را این همه عظمت و توپ و توپ خانه با این قدر کثرت که
 به هیچ سوار هیچ روزگار نه شده بود چگونه این امیر تا مدار را غافل ساخت
 که به خطر و تدبیر نه پرداخته اند و این شیهه شجاعت بمقابل توپخانه
 از شبانه کفارت بهار ساعت بخومی کوه آسا بوقار خود بمقرحی دله
 از غایت پردلی پائی ثبات قایم داشت امرار آن حال که طلوع

صبح صادق پدید گشت، فوج عبدالنبی خاں و همت خاں ملائین که
 پرفریب بود بنظر انور در آمد بخاطر مبارک گذرانید که الحال جہاں
 ظمائی از اشعه خورشید نورانی میگرد و فوجی که متفرق است جمع می آید
 با فعل افغانه پانچ هزار سوار دریں نزدیکی اند آنها را با خود باید گرفت
 بعد از آنکه تمامی فوج جمع گشت به ہیئت اجتماع یک یار حمله آورده
 خرم حیات آن بیدرینان را بداند الیوار باید فرستاد ازیں تدبیر بجانب
 افغانه ملائمت متوجه شد چوں قریب فیل همت خاں بے همت رسید آن
 ملعون آداب سلام بجا نیاورد و بندگان عالی دانست که هنوز روشنی
 روز خوب ظاهر نیست ظاهراً آن لعین نشاخته جهت شناسائی خود را
 از عماری فیل خاص بلند ساخت آن گمراه از حق ناشناسی به سرعت
 سریعہ بدوق سر داد چند تیر بند و قہای از فیل نشان دیگر که اطراف
 و جوانب آن تا پاک بودند نیز بر بدن ہمایوں رسید ہماں ساعت از
 غربت و بیکسی شربت شہادت چشید یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید
 ہمہ ران حسین افغانی از اولاد شمر بر فیل رفته مر مبارک از تن جدا خست
 بر سر نیزہ نمودار کرد چوں ایں حادثہ جہاں سوز روی نمود فغان و شیون
 از جہا نیال بر فاست در ماتم آن مظلوم عالمی خونایہ غم اندوہ از دیدہ نشاندہ
 در ماتم او دہر لیسے ششیون کرد لاله ہمہ خوں دیدہ در دامن کرد
 گل جیب قبا می از غوانی بدید قمری نمہ سیاہ در گردن کرد
 میر غلام علی آزاد بلگرامی تاریخ شہادت یافته

نواب عدل گستر عالمی جناب رفت فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت
در شاتزده ز ماه محرم شهید شد تاریخ گفت نوحه گری آفتاب رفت
و این تاریخ نیز از فکر میر صاحب است

نواب آفتاب جهان تاب معدلت محشور با جناب حسین ابن قاطر
تاریخ خواستم ز برائے شهادت ارشاد کرد پیر خرد حسن قائم
و در نسخ و آزادی نویسد که حسن قائم بر خاطر فقیر افتاد شد و الحق را بچپین
تاریخ از الهامات است و عارف الدین خاں عرف میرزای عاجز درین
مرثیه تاریخ گفته

| | |
|-----------------------------|----------------------------|
| والی ملک و چاه تا صر جنگ | بود در عزم و خط سکندر و جم |
| در محرم شهید اکبر شد | از قضای معلق و میرم |
| شد سرش چون مر امام حسین | به سر نیزه یزید علم |
| هر که دید آه کرد و بیدم گشت | هر که به شنید گفت از ماتم |
| و چه شد آن نشان آصفیاه | و چه شد آن فلاطه عالم |
| و چه شد آن فدیو ملک دکن | و چه شد آن دیار حشم |
| و چه شد آن امیر یوسف شکر | و چه شد آن عزیز مصر هم |
| و چه شد آن بهار باغ کرم | و چه شد آن هزار بیشه رزم |
| و چه شد آن مراد بخش جهان | و چه شد آن دلیر شیر شیم |
| و چه شد آن زمانه را ماتم | و چه شد آن ذبیح خنجر ظلم |
| کز غمش دل طپید چون بسمل | و چه شد آن شهید تیغ ستم |

کز غمش شد بند شعله آه شد کباب شرار آتش غم

.....

کز غمش ارفیقش بے نم گشت

آه عاجز زمرگ آن مظلوم

نظر سال شهادتش کردم

در تاریخ گشت و باقی گفت

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

نظم الدوله آخر است، یتا بر محبت دینی این معنی را کثرت کرده ام الحال
باید که از جمیع معاصی توبه نمایند، مدارا بمقام جواب زد که با ظهار حقیقت
درستی قبر و مندرجات نخواهد شد، ارشاد یکدیگر برآی توبه شده البتہ بعض
میرسانم، بعد که از خدمت آن درویش صفا کیش رخصت یافتہ بار بار با
حضور گشت آنچہ درویش تاکید توبہ نموده بود عرض نمود، فرمود کہ حسب اللہ شأ
کرامت بنیا، آن مقبول الہی از ہمہ منای توبہ از جان و دل کریم اشتیاق
لما فات آن دوست آخرت گشتیم، کسے اشتیاق ما را برساند و این کہ توبہ
نمودہ ایم نیز ظاہر سازد و مدارا بمقام راقم الحروف را بحضور طلبہ داشت
حسب الامر علی جذب اشتیافت و بگذارش امری کہ شدہ بود بتقریب مناسب
پرداخت، بعد از استماع راسخی بدقت گشتہ در تاکید درویشی کہ قریب
به شکر لفظ اثر بود و تشہیت آورد، ذاب عالی جناب بخدمت فیض مہبت
اور سیدہ فیض صحبت شریفتش دریافت کیفیت مرقوم الصدہ کہ محرر تحریر
نمودہ بود بد شائبہ تفاوت و خارج از اغراض نفسانی است ۵
ہزار لہن براں نامقلے کہ از رہ کذب دروغ را ز پنے نفس شوم خود گوید
بعہ ازاں کہ از دست یزید ثانی بعز شہادت قاتر گردید جفا کاران دقن نکردند
فما عتبوا یا اولی الالبصار روز دوم قاضی لشکر یہ یوازہ لغیب و تکلیف
پرداختہ می خواست جائے دفن نماید، دریں ضمن ولی بیگ نام کہ از کمینہ
چاکرانش بود و بہ سبب صحبت یسا ولی درویشناسی داشت رسید و
از روی نمک مالای بدول گفتہ آن نمک در امان با کمال دلیری جنازہ پاک

اور ایرداشته روانه اورنگ آباد گردید در یک دو منزل دیگر محمد نور
 پسر عبدالقادر قوال که بتقریب خدمت خوشیونی خانه شب و روز حاضر
 یاش جناب عالی او بود نیز رفیق ولی بیگ گشته نعلش مهر را در روضه
 منوره حضرت شیخ برهان الدین غریب قدس سره آورده اند سید شکر خان
 بهادر نصیر جنگ و ظالین بسیار حاضر گشته بیرون گنبد مبارک حضرت
 متفصل قبر آصف چاه علیه الرحمه مدفون ساخته اند ولی بیگ یک سوار بیچاره
 چه طاقت و قدرت داشت که از جماعت آن مخالفان ناپاک جنازه شریف
 او را می برداشت این همه امداد و اعانت روح پر فتوح آن شهید
 مظلوم بود که بعمل آورد بعد وقوع این واقعه بالنسبه نواب شاه نواز خان
 از درد و غم دست از منصب و نوکری برداشته به اراده انزوا از رکات
 به بلده ادرنگ آباد خجسته بنیاد تشریف می آورد، این جامع اوراق نیز
 بر قافش بود از رکات تا روضه منوره دیده آمد که در هر موشی که جنازه
 را گذاشته بودند در آنجا تربته درست شده است غلاف پوشانیده
 میاوران نشسته اند، سکنا ی موافق اطراف و جوانب هر روز باند و دنیا
 می آیند، هر شام رو شنائی مدام مینمایند، چنان قبولیتی که این شهید مظلوم
 یافته چشمه ندید و گوشه نشین دیگر آن که دشمنانش که به هوا ریاست
 و امارت پیروی یزید لعین کرده بودند در عرصه دو ماه از رسوائی و
 روسیاهی در خاک مذلت افتادند، تبیین این مقال آنکه وزیر
 نواب مغفرت آب به شهادت رسید، همت خان شیطان بهت می آید!

مردار لشکر ساخت، چون نوا ساء آصف جاہ بود تمامی امیران دکن یا طاعت
 و فرمان برداری او در آمدند، ہمت خاں و عبدالغنی خاں ملا عین و
 ہدایت محی الدین خاں و موسیٰ تلبیس ابلیس یا سردار فرنگیان از خزانہ
 و جواہر آنچه بدست آورده بودند بایک دیگر قسمت کرده گرفتند و
 ہدایت محی الدین خاں در بندر پھولپوری رفته با اہل و عیال خویش
 ملاقات کرده چنے و شادی نمود، باتفاق آقا غنہ ملا عند تما شائے
 رقص و سرود دیدہ اندیند کہ بارادہ گرفتن خزانہ قلعہ محمد نگر عرف
 گلکنڈہ کہ سہ کروڑ روپیہ در آنجا بود را ہی گتند تا قلعہ را بجوئی متفصل
 کرا یہ تعلقہ عبدالبنی خاں رسیدند و ریں میاں میان ہدایت محی الدین
 و بے ہمت خاں و عبدالبنی خاں از وجوہات چند در چنے جنگ واقع
 شد، چنانچہ شانزدہم ربیع الاول ہدایت محی الدین خاں در ہمت خاں
 کشتہ گردیدند و دیگرید خواہان بے رتبہ نیز در ہماں روز و اسل جہنم شدند،
 عبدالبنی خاں عار فرار اختیار کردہ پشت بہر بیت نہاد و در آن وقت
 کہ بہ سبب کشتہ شدن ہدایت محی الدین خاں فوج دشمن بے سردار بودہ
 نواب سید محمد خاں بہادر صلابت بنگ برادر شہید مقتول فیل سواری
 خود را پیش کرد و استاد و تمامی فوج را با لعش ہدایت محی الدین خاں
 تا لشکر رسانید، بعد وہ نیم روز بر منہ صوبہ دہلی دکن جانوس نمود، چوں
 ریاست دکن در قماندان عالی شان آصف جاہ و در ہماں قلاباتی
 خورمی و خورسندی تمام رسید، مردم لشکر کہ از ظلم و جفای بے ہمت خاں

سوخته بودند سر آن تپاک را آورده در نجاست خاکروبان انداختند و
کسی از غصه در مقعد میخ چوبی انداخت منزای افعال خود باین زودی
به قضیعت و رسوائی یافت جعفر محمد خاں تاریخ قتل بے همت مرد و گفت سه

به بے همتی کشت نواب را بعد از آنکه مرد و دشت در عباد

خدا منتقم شد بفرش دو ماهه سر او به بول نجاست نهاد

خرد گفت تاریخ قتل شقی به ملعون اماں خون ناحق نداد

و عارف الدین عاجز نیز این تاریخ یافته سه

چو تامل جناب قاضی راشکاد رسید از خنجر فجار مکار

صد بیت جنگ غازی به جنگ گرفتند نغمه از تیغ خونخوار

مهر سنگ زاده بر سر زخم جدا کردند از تائبیه قهار

چو سال مرگ آن غریب زاد دل تهنس کردم و گشتم طلبکار

شنیدم از غلبه ازی که می گفت فریق بے حیا مردند مردار

بعد شهادتش شخصی دیوان شهبیه ظلم را کشود سر میفرایں بیت برآمده

گرتا خواہش قتل است بیا بسم الله دم شمشیر تو رو کردن ما بسم الله

میر غلام علی آزاد بلکرامی میفرمود که شے غزله فکر کردیوں این بیت گفت

ذوق نمود و یہ تکرار می خواند سه

از پنج اہل زہر اسیم پیچ گاہ ماناف خود یہ تیغ شہادت بریدہ ام

نواب شهبیه مقبول چهل سال عمر یافت جامعیت داشت استاد علم سنی

بود به عقل رسا از جمیع فنون آشنائی داشت یہ قوت طبیعت فکر اشعار

نارسی دگیت و دوبره می نمود و در قناری دیوان دار و این چند اشعار

آباد بر صفحہ روزگار است

که ام کل بحس کوشه نقاب شکست
دلی که آه تدار و گران بخاطر داشت
ستاره ریز شود حسن دیگران پیشکش
جانی تو بهمن زب خود نمایا است
توب داد و نی بر بر زم من آن شوخ
بهر که دیده بینا است محو او باشد
بهره یاب شود مخترب ز کرده خویش

رسیده پیری و ناصر هنوز بے خرم

خوش باشد بیای کل نشاند نقد جان
مراد آن سمرن و دست نگارین یادی آید
عرق از جبهه خورشید تابان می چکد ناصر
ز گاه گرم که یارب یا گلستان افتاد
در دوده و لال حشره شود روز قیامت
خاموشی گنج مراد است درین سینه جمین
ناصر آن غزل حضرت مرزای من است
چو تری ز فلک دارد بگرون طوق و زلفش
چو ز گس یک قلم شد بندم چشم از شدت

که شبنم آئینه بر روی آفتاب شکست
بدوش بر بود چون رگ ربای شکست
چو آفتاب در مد قدر بافتاب شکست
یکه به بحر شود چون سحر حباب شکست
چو میش ز بدل من ازین جواب شکست
چشم آئینه حیرت ز رنگ خواب شکست
و شکست چو کس شیشه شراب شکست
خمار خواب جوانی بر این کلاب شکست

مباد آن روز به یار یک گل بار سفر بندد
چو شبنم شاخ گل زادر چین عقد گیر بندد
اگر زریں قیامیم بر سر خود تاج زر بندد
که آتش گل سیراب را بجا افتاد
طبعی که باز با طرب ساز ندارد
کیسه غنچه لب لیله پر از زربا شد
که چو دل آب شود چشمه کوثر با شد
روان فکانش به بالا سر و بالا اینچنین باید
نظر باز ترا چشم تماشا اینچنین باید

پنداری

می فشانده شک بر داغ دل سودا آید
 این چنین آنگ شوقی در عراق بشام نیست
 زلف معشوق است یزداری شب تابها
 تنار پستان او نمایان شد
 میزند ناخن بدھا راگ لھا را بهار
 آتش رنگ س کل رخسار
 و نهال طرب ثمر کرده است
 لاله را داغ بر سبزه کرده است
 لعلش دل مرا خبر کرده است
 لعلش دل مرا خبر کرده است
 هر برگ بسز طوطی شیرین تکلم است
 بحسب کیفیت آئینه ناصردریں نمین
 حضرت یعقوب را از پیر من بوی بس است
 عاشق صدق باند کلفای خوشدل است
 سر و گلشن گرد باد دامن صحرا شود
 و نهال قامت او گرچین پیرا شود
 شمع در خاک شهبه ال که می برد
 از داغ خویش از دل سوزد اگر چراغ
 از من خبر باں گل رخسار که می برد
 در گلشن که باد صبا را کذا نیست
 در چین دیده قربان شده رامی ماند
 زکس از حیرت نظاره رخسار کسی
 دیده شبنم تیراں شده رامی ماند
 دل ناصربه تماشاے رخس از گلشن
 کوه چوں کبک دری مست خرام آید است
 ناصرازه دل مایه بیابان جنون
 در تعریف بلده خجسته بنیاد او رنگ آباد فرماید

دل تشنه خجسته بنیاد است
 میقرار خجسته بنیاد است
 انتفاائی که سرزمین بخشد
 در غبار خجسته بنیاد است
 دلز با تر ز کاکل خوابان
 شب تا خجسته بنیاد است
 روز و شب بلوه گاه سر و قدال
 ره گذار خجسته بنیاد است
 تازان بر ماں غریب طلب زما
 شهسوار خجسته بنیاد است

و دامت آباد را قلعہ بی مثل

در جوار خجسته بنیاد است

شکر الله که حضرت آصف

شهر یار خجسته بنیاد است

تمیز و هر کوهت از دل و جان

دوستدار خجسته بنیاد است

از غم دنیا چه پروا عاشقی دل خسته را

نیست یاک از جو ظالم دست از چاشنی مرته را

حسن از عشق محال است که غفل گردد

گاه هر جا است کشد جانب خود گاه ربا

بر کر اچاشنی ذوق شهوات دادند

آب تیغ تو گوارا بود از آب پنا

ازین غول به خاستن بلخ را وزنگ آباد ارسال یافته بود

از رخت آئینه دارد در نظیر سالان عید

هست هر روز ترا صبح بهار افشان عید

تا بخرم میر بیرون آمدی ای همسوار

بر گل خورشید شد از پر توت دامان عید

جدول بشیر گلستان طرب پای شد خطت

لعل میگو تو باشد غنچه خندان عید

بیش ازین دیگر چه میباشد ملاوت در جماعت

موج عشته تیز میزند شیر و شکر در خوان عید

صرف بزمی غره شوال در افکنده است

عالم وجد است بر خیز پدای مستان عید

حشرت امروز بفرمانی باید ننگند

نیست تا سال روز و گزتاوان عید

بعد سالی جلوه پیرامی شود مانند گل

می توان دانست نامه فتنم بهمان عید

هر کیم که لب خشک و چشم تر بخشند

هزار بار از آن به که بحر و بر بخشند

این کیت که در نعت حضرت سید المرسلین است حاجی سلیمانی کلا نونت

که از ملازمان سرکار بود بجنورا حق محرم روز را گنی و منامری و رباری

خوانده گفت که این زاده طبع نواب صاحب است روزی که درست

کردند روی بسوی مدینه منوره کرده یا ادب نشسته خود بدولت بوج

خوب خواندند

حضرت رسول الله کی رحمت للعالمین شاهنشاه تاج الانبیاء مرشد الکامین

بلک فستادن کام توارن ناصر المؤمنین احمد تم بن شفاعت جہمت شفیع المذنبین

۱۳۱ متوسل خاں بہادر قابل تخلص از نبایر سعد الله خاں وزیر

شاه بچھاں بادشاہ است در کنار عاطفت غازی الدین خاں بہادر

فیروز جنگ والد آصف چاہ میرزور پرورش یافتہ خیر النساء بکرم صبیحہ آصفیہ

در سلک از دو واج او بود شجاعت خوب داشت در جنگ دلاور علی خاں

کار مردانہ بہ ظہر رسانید بسبب در شستی مزاج و عالی دماغی پند میں بار

بارکن السلطنت آصف چاہ ناخوشی در میان آمد اما بنا بر محبت مفرط

و حقوق خدمت حضرت آصف چاہ از خود جہ انساخت بخدمت صبیحہ ای

نیجا پور و فوجدار می اودنی و را پچور سرانہ ازی داشت در آل جاہلرض

استقامت بلند گردیدہ اندیز برائے فانی بعد از جاودانی شانت در صحن

روضہ مقدسہ حضرت شیخ برہان الدین غریب مدفون گشت بعد فو قش

ہدایت محی الدین خاں پسہ او بخدمات پدر امتیاز یافت چنانچہ کیفیت

بغی او در شرح احوال توابع نظام الدولہ بہادر سابقا بہ تحریر آورده

متوسل خاں قابل تمایلیت داشت شعر خوب می گفت ابن ابیات

زادہ طبع اوست

ایچ کس یارب اسیر خدیہ الفت مباد مرغ دست آموز و پرواز ہم آزاد نیست

خان

درستی

از خدا چشم ترے منجواہم صدت پر گہرے می خواہم

چوں نگین بندہ ہر کس نشوم صاحب نامورے می خواہم

روزے بسیر باغ محمد غیاث نماں مرحوم در عالم مستی شراب پایش لغزش
یافت بوقت افتادن لفظ یا شراب یا شراب از روی شوخی طبیعت بر زبان
راند و این بیت بدیہ گفتہ خواند ۵

بسکہ عمری کر باہم بستگیری با شراب گر بلغزد پائے من از جا بگویم یا شراب

۴۱۱ خواجہ بابا خاں بخاری خواجگی تخلص از اول خواجہ احمد مشہور

بہ مخدوم اعظم و احفاد حضرت خواجہ احرار است اجدادش ہمہ اکابر

ولایت اورا و النہر بودہ اند بہ سبب بزرگی نماندان عالیت نش کرین السلطنت

آصف جاہ بادشاہ بیکم سببہ خود را کہ ہمیشہ حقیقی تواب شہید مقبول بود

در عقد زکاح او در آورد و یہ منصب عمدہ و عطاے جاگیر سرفرازی یافت

چوں از بزرگی بکار ہائے دنیا آشنائی نہ داشت قدمتی نیافت عالم

بعلوم عربی است فکر شعر ہم می نماید صاحب دیوان است از دست ۵

برق آہم گر چنین انجم نشانی می کند گردش موج ہوارا چرخ تانی میکند

نسبتے با آن خم ابرو با سانی نیافت ماہ ذہنیت مشق نا توانی میکند

ہر سحر کہ از گل خورشید خامش برکت است پیر صبح از فیض بیداری جوانی میکند

در ہم از قریب بعش خوش خراشی بشتم مرگ را نزدیک با ما ز بندگانی میکند

اشک غمرا نمی سازد در بادل از کنار ورنہ صد جوش بہار از لطفش فی میکند

چرخ تانی

خواجگی کج طینت را نیست انصاف سخن
خامش اینجا چاره تا شربانی میکند
شور عشق و شکر حسن بهم بخت اند
قرص خورشید رخت را نمکین ریخته اند
نازم آن گوهر و دمه ال لب شیرین را
شکر و شیر طافت بهم آمیخته اند
خواجگی گشتم عباد از نا توانم به عیش عشق
می کند خالی بیسمه گرد و رواج جام را

رباعیات

ای از گل رخسار تو آئینه در چمن
گل برده طراوت از رخت در گلشن
خورشید ز مهر عارضت تاب گرفت
چند آنکه ز پر تو ش جهان شد روشن

بر صغیر رویش که خطریان است
از مشک نوسته آیت قرآن است
از نقطه چو قال غایب داد نشان
زیر و ز برش از دو صف ترکان است

دل را ز بجز عشق سر و کاری نیست
پیش است که در غم رخ یاری نیست
چون دیده اعلمی است تهی از بینش
آن دیده که در حسرت دیداری نیست

ای هرزه تالاش عافیت داده زوت
ای بیهوده آفت گوی ابرام پرست
از خوان فک غمت چه روزی طلبی
کز غیب رسانند ترا دست بدست
۵۱- خواجیم قلینجاں بهادر قایم جنگ تو زدن تخلص پسند برین ترکمان
دیوان بیگی سبحان قلی خاں باد شاه بخارا است پادشاه در عهد عالمگیر باد شاه

تقریباً پلجی گری سبحان قلی خان به هندوستان آمده بنواز شات پادشاهی
 خوش دل شده یوسف بیگ پسر خود را که بخطاب مبارز خان سرافراز
 گردید در حضور گذارشته به ولایت توران مراجعت کرد و از پیشته بیشتر ذیل
 کارهای سلطنت گشت امرایان از راه حسد و عداوت متفق شده او را
 به قتل آوردند و او را در هنگام یک ساله عمر داشت والدش در هندوستان
 آورد و چون به سن تمیز رسید در زمان پادشاهی محمد فرخ میر به منصب سر بلندی
 یافته با برادر (بیگی رخاں) خود که قلعہ دار قلعہ دھار و در شده بود آمد بعد از
 چند سال که برادرش از قلعہ داری تغیر شد به رفاقت رکن السلطنت اصغیا
 بدکن رسید و درین جا بعارضه جنونی در گذشت بعد فویش رکن السلطنت اصغیا
 از روی قدر دانی به منصب بلند و خدمات عمده سرافراز فرمود به سمت
 شجاعت موصوف و ماغ عالی دارد از طبع رسا فکر شعری نمایه دیوانے
 ترتیب داده این غزلیات از دست مطلع دیوان است

| | |
|---------------------------------------|---------------------------------------|
| الهی بر فروزا از برق وحدت شمع جانم را | برنگ شعله گرم سیر شوق کن روانم را |
| بسا لاله کن داغ دلم را در دلق گلشن | تا آب رحمت خود سبز گردان بوستانم را |
| تنم چون موز نازک شد ز صفت خود پریها | تو اناگون بعشق خویش جسم تا تو انم را |
| بمن از شوق خود چون شمع هر گرم تجلی کن | ز سوز سینه روشن ساز منم را |
| ز بس خورده است از جوی و مد گلشن طبعم | نسا از فرق کس از برگ گل برگ غم را |
| دلم همچون صندل دارم امید قطره از جودت | اگر افشان ز جود خویش کن یارب با تم را |
| ز پندار خودی یارب تویی کن خاطر موزون | چون دمساز کن یا نغمه پردازی دلم را |

نهال چون غنچه توان کرد در صد پرده راز اینجا
جنونم همچو گل خندان و من چون غنچه دل تنگ
به پیش چشم مست تبیت کارم جز بهیچ شب
بیاد و قامت مشوخی که از خود رفته ام یارب
ز دود شمع آید نکت مشک نعن بر دم
ز یک رنگان عشقش زاهد از مشرب چه می پری
براه عشق منشی یزبان بی چشم تر موزون

ز بس دارد وصف از جوش حسنش بیکرم مشب
بیاد چشم نموش ز بس از خویشتن رستم
خیال شمع خسار که دارد و گرم پروازم
بسان شمع بر گرم است بهر سو ختن آهم
نمی دانم سپند آتش روی که شد داغم
ز بس یاد بناگوشش هم آغوش خیالم شد
بسان ذره دارد حبله هر موج نگاه من
ز بس ل شده خموش از ناله کردن پیش لعل و
ندادم بر رخ آرائی نگه موزون

۱۲ شد قلی خال بهادرستم جنگ خمر تخلص با نواب شجاع اله و له دوم که

نامم بنگار بود نسبت دامادی داشت ساله که اله و ردیخاں ملازم شجاع اله و له

چو شمع از آتش دل گل کند سوز و گداز اینجا
که جز چاک گریه نام شد کس چاره ساز اینجا
چو مینامی کنم در عین سستی با نماز این جا
به چشم هر گیاهی می نماید سرد نماز این جا
اگر گویم سخن امشب زان زلف دراز اینجا
میان مسجد و مینخانه بود امتیاز این جا
چو شمع از کف ده سر رشته سوز و گداز اینجا

بجای اشک ریزد گوهر از چشم ترم امشب
چو ز گس مست حیرت گشت رکف س غم امشب
که چون پروانه ریزد آتش از بال و پر امشب
نمیدانم هوای کیست یارب در سرم امشب
که موج ناله دارد دامن خاکستر امشب
توان چیدل گل لیس سحر از بستر امشب
ز بس تا بید از خورشید رویش از امشب
برنگ غنچه می ماند قبایع انحرام امشب
طییدن می برد دل را بر رنگ بگرم امشب

۱۳ شد قلی خال بهادرستم جنگ خمر تخلص با نواب شجاع اله و له دوم که

نامم بنگار بود نسبت دامادی داشت ساله که اله و ردیخاں ملازم شجاع اله و له

باغی شده سر قرا از خال صابزه زاده خود را به قتل آوردارستم جنگ صوبه داری
 کنگ داشت آن نمکرام بر سر این رسید جنگی به میان آمد از غلبه الوردی خال
 شکست یافته مو متعلقاں به جیدر آباد رسید و ترف اندوز ملازمت آصفیاه
 گردید بعد از چند حال و دلیعت حیات نمود سلیم النفس و پسندیده الطوار بود
 فکر شعری نمود این چند اشعار آبدار از زاده طبع ادست سه .

| | |
|---|--|
| چو مجنون که تو انم کرد جلاں در بیا بانی | مرا همچون نگین باید به قدر نام میدانی |
| ند از موج اشکم دل را نگر دار و | که دار و در نظر چشم من امشب طره طوفانی |
| بیمه را از نه بیفان که رنگین برنگی به | که کو به می شود صورت پذیر از قمار مولی |
| ز پاک سینه می آید جو شمع ناله زاری | دلست این یا جرس یا در نفس مرغ گرفتاری |
| بیک صورت بود یا نیک بد طور سلوک من | برنگ معفو آئینه دارم وضع همواری |
| چه از ستال علاج درد خود مخموری جوی | برون دست سبو که آرد از پای کسی خاری |
| بسان شیشه است رفیق کو پید اکین | بیک ساعت زمین و آسمان را زیر و بالا کن |
| نمی آرد وین سنگ که نه همواری باشد | به همواری تلاش برتری در کار دنیا کن |
| هر نازک در کار دلم کرد رنگا بش | بر دیده چو آئینه پذیر فتم و رستم |
| ز تبار میچید بحرف من مخمور | در عالم مستی سخن گفتم و رستم |
| زار بید و دل زینت پذیر در هم دیداری | از ازاں در ذکر حق تبسج افشاں طلا گشتم |
| دریں دریا پیاس آرد چنداں لبر بر دم | که مانند گهر یک قطره آب بلبه بها گشتم |
| بهم چوں دیده تصویر مژگانم می آید | از ازاں روزیکه محوری آں حیرت فزا گشتم |
| نخل فیضی که برومند هزاراں ثمر است | میشود سینه ز سر چشمه بیداری دل |

بدقتل خدا بر زیر دستان بیشتر شامل
 ہر آنچہ بود بہ تحصیل آبر و دادم
 ہوا رسیدہ عشقم ز بند بند چو نے
 مکن ز ہمارہ خورسندی کہ آتش دہیں دارد
 ز دونوں کے بخود در ماندگان را کاہ بکشاید
 در نہ ہب ما طول امل لفر غلیم است
 از کوہ گراں سنگ کافات بر بید
 دل آزاری ندارد و ما مصلی غیر از پیشانی
 نگاہ دیدہ آئینہ سازد پر طوطی
 متاثر گریہ کرد نم از چشم مست کیت
 زان نسبت کہ ہست یہ سنگ آبلینہ را
 ہر لحظہ چوں سپند ز جامی جہم ملت
 ز تیرہ لم از حلقہ جو ہر کشیدہ اند
 مانند رشتہ افتد آخر گرہ بکارش
 چوں ساغر می کہ کرد دلیر ز بادہ مخمور
 دل عینک است روشن در چشم اہل بینش
 از پاس آیزو ہما بہتر عبادتے نیست

زمین پست افروں یا بہ آب ز چشم جوش
 چو حوض کردم ازیں آب پر فزانہ خویش
 بہ شور و نالہ ام از درد استخوانہ خویش
 گل نہ شکفتہ در گلشن ز دست انداز میماند
 گرہ امکان ندارد بازار انگشت پا کرد
 با خویشتن این رشتہ ز تار مہارید
 با شیشہ ناموس کس کار نہ مارید
 زیر انگشت افسوس بلبایم کمان دارد
 بہار سبزہ خطے کہ روی دستان دارد
 این آہ بے قراری جانم ز دست کیت
 ای سنگدل شکست من آخر شکست کیت
 این آتش بجای و دل از حرف پست کیت
 در حیرتم کہ خانہ آئینہ بست کیت
 در دست غیر ہر کس داد اختیار خود را
 آغوش خود کشیدم مستانہ یا خود را
 زیں شیشہ میتوال دید صورت طراز خود را
 با این وضو گذارند مرداں نماز خود را

از گل ساغر از سبزہ مینا مخمور
 ہر طرف جوش بہار است بمینا ما

۱۷ میرزا هدایت الله ارادستخان پسر میرزا مبارک الله ارادستخان
 دایم استبدش اعظم خان مدت دو سال یکبارهای وزارت شاه جهان
 بادشاه پر داخت بعد صوبه دار دکن آخردر فوجدار ی جو پور به سرور
 موفور ازین عالم رخت پسرش میرزا هدایت الله مذکور در عهد سلطنت
 بادشاه عالمگیر به خطاب پدر امتیاز یافت خان دان عالی دار و مشاور الیه
 نیز به خطاب در وقتی ممتاز بود فوجدار ی دکن پراهمه داشت بعد از تغیری
 بر فاخت رکن السلطنت آصف جاه به کن آمده مورود در محنت و عنایت گردید
 ابتدا چند سال بخدمت دیوانی دکن سرافراز شده تغیر گشت بوضع و اطوار
 خویش یگان روزگار بود و فکر اشعار می نمود این چند اشعار از لمع اوست

ز جام لاله تا خوردم شراب لاله داغ دل دارم
 بیای گل قنادم کرده ام تعصیر در گلشن
 طراز خود بدور غار منت چو ابدول مصحف
 خطری جان شده سرایه تحریر در گلشن

۱۸ میرزا محمد نعیم دلاور خان نصرت بیابانکونی از سادات شیخ النسب
 است صبیبه عنایت الله خان کشمیری که بقرب و مصاحبت بادشاه عالمگیر
 در امور سلطنت اختیار کلی داشت در سلسله ازدواج او بود و صبیبه
 دوم عنایت الله خان از عاشقی بزکاح مبارزخان در آمده به سبب
 این قرابت خان بهادر نصرت در حیدر آباد می گذرانید ایا می که

مبارک خاں یوزم رزم آصف جاہ کمر بستہ خاں مشا از ابیہ نیز رفیق او
گشت بعد ازاں کہ سر کرده اش بہ قتل آمد روزے چند بہ عتاب آصفی ہی
ماند چوں بنا بر ہمہ رسی حضرت آصف جاہ را محبت دلی با او بود بہر بہت
سعادت خویش طلبید و بہ عطاءے خدمت فویداری ادوئی و را پکور
بہ صافہ متاع صیب سر بلندی بخشید در آنجا رہ نور و دادی آخرت
گردید با دراک عالی و خوش فہمی جمیع نقلی درست . اشت صاحب
دیوان است این اشعار بہ انداز فکر و سخن اوست بہ

روز بدیاری نمی آید تیاران دیدہ ام
مژگان بہم نیامد دلہ آریے نقاب است
شہرت تمام آوری بہر یہ آواز نیست
چشم نعمت . آشتن از سفرہ گردون غلط
ماہ روئے چو آفتاب این است
طروت صبح از نقاب یرا
سوئے دلہ آریہ دم نہرت
دامن از گل کشیدہ می آید
در تہہ ناک نیز راحت نیست
بسکہ تنگ است دامن صحرا
میرسد بید ماغ نہرت یار
چشم بر آئینہ ام و انگہ
سہیم دور تیرہ پام میشود وقت زوال
کے نقاب بتدال کرد درخشاں نقاب است
بہر فراخ دل نہیں را حاصلی از نام نیست
بان خستہ دارد آن ہم جمیع بہت تمام نیست
سخن صاف تر ز آب این است
مطلع مہر را جواب این است
سفر رویہ آفتاب این است
مگر آئینہ دیدہ ہے است
نیزہ دامن کشیدہ می آید
آہوا از خود رسیدہ می آید
حرف بد گوشتیدہ می آید
ناتر پرور و حیار عشق است

بمحقق که بیک درد صد و پنجاه
 تصور و جور به زاهد بیکشان می تاب
 ز باز پرس قیامت غمی مشو نصرت
 ذره از خورشید روگردان شود
 از سر خاک شدی مستمان و دوش
 مصحف زنی بتان را دیده ام
 سخن از محقق بر دهن نرود
 منت یاده که کشم ساقی
 بزرگی است مشرب هم رنگ آشنایم
 به باغ خانه زنده دینای خوش تمایم

چه می شود دل مارا اگر بیا بخشند
 بمن ز هر دو جهان کاشکی ترا بخشند
 که عاسیاں جهان را به مصطفی بخشند
 گرز روی خویش بر گری می نقاب
 در کفن کردی مرا آخر کباب
 سوره افلاص کردم انتخاب
 گفت که در زبان خاموشی است
 بزرگراه تو جام خاموشی است
 آئینه می شناسند در عالمی که ما میم
 آنجا که فقر جویند چون نقش بودیم

در یاد آن از دوش از بسکه محو گشتیم
 آئینه می فروشیم هر جا بغل کشاییم

۱۴- میر محمد با ششم برأت تخلص اوایل خطاب با ششم علی قان داشت
 احوال بخواب موسوی خاں مامور است از سادات موسوی دگیلانی
 الاصل است در قرب و مصاحبت آصف چاه ثانی نداشت بخدمت
 به منشی گری مامور بود آخر با بسبب تغیر گشته در عتاب آمد عالم به جمیع عموم
 است در فن شعر و انشا نظیرند از روز یک ملازمت محمد شاه بادشاه نمود
 رکن السلطنت آصف چاه بعرض رسانید که این ابوالفضل عصر است

در فکر نظم و نشر و سائر کمالات انسانی اذ اقران امتیاز دارد این اشعار
آید اراوست هـ

از خاتم دل نقش سلیمان بگفت آید
ساقاب آن پری را از رگ گل یافتند
میشود از اختلاط تا توان سرکش قوی
شبک نقد هستی من میتصرف اشک بود
شب که در بزم چمن ساز ضرب آماده بود
روز وصلت جرات از شرم تبیه ستی گدخت
تک یاد اطمینان حکم آصفیاء دیں پرورد
بود قایم مقام وحی منزل حکم ولایت
یو دلبر نیز نور از ترید استاسمت را میسر
ز حال خسته آئینه ام این نکته روشن شد
پاس دل اگر میتوانی داشت سلطان میشوی
بے غبار کینه توان لیکن ای ساد لوح
صاف دل مستکف زاویه جیرانی است
نه بهر آنکه منزل دور و پالنگ است مینالم
نکست تن به طلب میرانه اس معنی را
قلم را در بیان رود دوری تار و دیم
باشد می بران لب مشک تر میسم

نقش است برو نام خدا تمام محمده
اطلس پیراهنم از چشم بلبل یافتند
شاهباز شعله را خاشاک ل و پر شود
در شبستان شمع سرگرم که از رشک بود
دانه انگور نقشه دل چراغ باوه بود
مایه اش دل بود دل را روز اول داده بود
که نامش دهر را روشن باین قمر دارد
که چون نطق ملک ف آورد لها اثر دارد
به عهد دولتت شام دکن فین سحر دارد
که کروی درین اوقات جیرانی ثمر دارد
این نگین را چون است آی سیمن میشوی
از صدقائی صینه چون آئینه جیران میشوی
این سخن را سند از آئینه سازان کردیم
دل را چون جرس حاجی طیش تنک استینام
بود چون آفتاب این نکته از برگ خاروشن
چو تکه گاه یک قلعه ان فامه در بحر تریشم
خطش بود بهارے از منبر تبسم

سحر جیاه نمند انکار معجزه حسن
 لالهون کرد بعد از خاک گشتن از گم
 چشم فیض از قرب ارباب دول پرگزدار
 کاشکش را چو بر رخسار دیدم
 چشمه شوقم نگراند بر ایت دایم
 بسمل کردی و گریه طیم آزرده مشو
 یا بتای زمان جوئیده سامان تعبیرم
 حباب آسائوشی آبروی بستیم باشد
 دوام پیش چندی زانوقت و زین دارد
 درین وادی بر چنان گذارین عمل خود دارد
 به شوق لذت تیغش برای حفظ جان خود
 دادیم دن یک روش چشم پری و شان
 چو لکریه چشم ایجا دیم
 تب و تاب آفتاب رخسار
 ایامی است و گر رنگهای شقایق
 تا شنیده پند تاسع میل زیم از تراب
 آنکه اکثر دیده بر روی دریا بوج نیست
 سبارساند نغمه های ترگوش میکتان
 موی مژگانم بود شمع مهر شکم شعله

شوق القم عیب ن کرد پیغمبر تبسم
 مردم و جوش چراغان میزند داغ و دم
 درکت ربحرم و خشت لب چو ساحل علم
 مستی شیب خمیر نعیمیدم
 بچو نقش قدم از خاک نشین توام
 میکنم رقص که در ذیل شهیدان توام
 ز گرمیهای خود با خلق چو رشید تپا کردم
 گرفته عبرت و ضبط نفس را مهر لب کردم
 بطور شیعه جرات متعده بایست العتب کردم
 که هر سو بجز واکرده است آغوشی بر حلقها
 تلاش طرقت دارند بعد از ذبح بسملها
 کردیم پیله کروش لیل و نهار را
 توام ماست آب و دانه ها
 شاه زلف است شامیانها
 ز عجب چه دادند زرقه زعفران را
 چو لکریه را ساک و یوانه میره آب
 بست و عشق صنم سیاه من ز تار آب
 بست بر طنبور بحر از موج خیزان آب
 گرشیه در کلبه ام ای چراغان کرد نیست

افتاد سایه مژه او مگر بدشت
 جان راتن است باعث یگدشتن از صراط
 بهر صید اهل دنیا بهتر از زردام نیست
 مایه افزونی محمول جز تهدید نیست
 دعوی پیغمبری کم تو بگرداورد بجا است
 که دایجاد ز هر نقش قدم گل واهی
 سلک مروارید در بر صیغه آتش لیسر
 اتفاق نماند آن مایه دولت بود
 راز جانان نیز معشوق است باید پاس داشت
 دل فون گشته به چشم به بتا غیر چکیده
 حرف جان نازی فرهاد و زبس شیرین بود
 دمی که دیده بیاورد دهاں او تر شد
 نرمی بال و پراز فنا باشد صغیفان را
 مگر به باغ سر میکشی است جانان را
 سخن طرازی جرات به بزم آصفیاء
 خند ز مردم ویرینه کن که همچو کسان
 بیان آتش پنهان شوق بسیار است
 دود تنباکو بیام آتش دوزخ بود
 نور چشم اهل بتیش میشود دل چون شکست
 کار جفائے خار ز نشر گدشته است
 معنی بیای لفظ ز مسطر گدشته است
 شعله هم بارشته تار و عن نباشد درام نیست
 هر کجا در لفظ تصنیف است بی تشدید نیست
 بی زبان مطلب یاد کردن کم از اعجاز نیست
 طرح صد دام ز یک جلوه طاد سی ریخت
 شمع ما جرات شب و صبحش با من سامان گدخت
 اوج و موج جویدار از اجتماع قطره است
 بهر این لیلی نباشد بهتر از دل محلی
 و انمی شد گره الفت او در چکیده
 خواستم سر کنم از جوی قلم شیر چکیده
 برنگ غنچه گره بست اشک و گوهر شد
 که مور به سر و پا چوں برآرد پرنمی ماند
 بدوش شاخ گل از غنچه صد سبودارد
 چو طوطی است که آئینه پیش رو دارد
 بغیر فتنه ز قد بای خشم نمی آید
 که سوز دل بر زبان قلم نمی آید
 حقه کش از نه دمام انگشت حیرت میزد
 مهر هم پیش از شکستن در بیابان شک بود

جس ہر دم بہ از بلند این حرف میگوید کہ صاحب ل بلند آوازہ از بتابی دل شد
 کلام دلکش ملاغنی دل می برد جرات طبعید در میان جملہ اعضا قسمت دل شد
 دل را آیر و سر مایہ دوراں سرگرد کہ می پیچد بخود چون رشته تابیدہ تر گرد
 بلند است این نوا از بر جہای قلہ گردون یہ سماں کار و بار عالم از آتشا عشر گرد
 چشم گل ہر صبح از یاد تو پر نم می شود در گستاں زیر سبب طوفان شبنم میشود
 بیا دروے تو غاکترے برو مایہ یہ شوق جلوہ آت آئینہ ہم قلندہ رشہ
 ز خود گذشتہ و گشتہ باد دو چار امروز ز رفیق عشق و جنوں کردہ ام دو کار امروز
 کہ جلوہ کرد یہ صحن چین کہ نگہت گل زین خود لیست بدوش صبا سوار امروز
 گرفتہ جا بہ دلم مصرع علی جرات گذشتہ ایم ازیں کوچہ از عیار پیرس
 کہ ام عشوہ کہ از روی خود نقاب کشید کہ چاک کردہ یہ بزم چین گریباں گل

رباعیات

تما دیدن روی او اشعار است مرا در باغ جہاں چو گل دو کار است مرا
 مینخندم و میدرم گریبان از شوق این شیوہ یہ بزم و محل یار است مرا

انسان معنوم و مایہ ہستی او ہوشیاری او ست عین ہستی او
 اقوی باشد جبابہ و بود زما عین نفس است باعث ہستی او

ہر کس ز حیا کم سخن و الکن شد بے نور دریں زمانہ پرفتن شد
 در انجمن جہاں تار یکا چو شمع بے چربند باقی توان روشن شد

بے متغرب صاف صاحب دل نشوی بے سیر خرابات تو کامل نشوی
اے تراہد خشک زرم شو یا دہ بنوش اے مشقت غبار تباہی کے گل نشوی

افلاس خیمہ مایہ شد باشد مفلس بچیاں ہر کہ بود و خرابا شد
جمیعت دل چوں ردگشن و ہر وابستہ بگرد آوری نذر باشد

از غم و ارم دو دیدہ گرمانے وز آتش عقد سینہ بریانی
حالم ایں است یا مجیب الدعوت و مجھے کرے عنایت احسانے

۲۰۔ محرم رضا قرلیباش خاں امیہ تخلص از قوم ہمدانی قراہ تلوست
یہ سبب شناسائی کہ باذوالفقار خاں بہادر و لغرت جنگ داشت از ولایت
ایران در ملک دکن رسید نا لغرت جنگ محم نقی خاں کہ قاسمان و مقرب
و معاصی ہم بود با استقبال او فرستادہ بلاقات خود مسرور سخت بنصیب
بادشاہی مرا فرزند گردید مگر تے قلعہ داری قلعہ منی مرگ تالبع صوبہ حیدرآباد
داشت از انجا بمناب نواب خلد منزلت آمد فاپا رسید سارے پنہ کسب
سعادت خدمت نمودہ از جملہ قد و متربیان گشت و بہرہ رکاب فیض
انساب او بہ شاہجہاں آباد رفت در آنجا بنابر و بہ بات بے عنایتی
آمد فاپا بہ حالش راہ یافت باز بہ دکن نیامد ہما نجا و دیعت جیات
بموکلان قضا و قدر سپرد یا آنکہ ولایت را بود اما از عقل رسامضامین

گفت و دو بهره می فهمید و بقانونی سرودی خواند که مطربان کسی با سماع
نوا می آن در مقام حیرت می آمدند و در کلبه اش مجمع خوابان می شد بیدین
تماشا می رقص شوق مفرط داشت برسانی طبع بلند شعر میگفت اشعارش
همه پرازدستانه اتفاقاً و معانی است صاحب دیوان است این اشعار
از طبع و قافیه است

درین گنج ز بس آوارها آشوب ایام
ز بس چرخ منکر تیر و پتیم چون گیسو رود
مگر در چادر سوی آفرینش پی خربازم
به جیست سر و برکم سپان باشد که در گلشن
کمال هر که افروں شد نمیدارد خریداری
سر آمد محو مهر و ماه که ویم دنیا را
انتخاب کتاب ایجا ویم
من نمی گویم گل و باغ و بهار از دست رفت
گرنه شمع من زبان را ز بی تقریر نیست
رفت یا ما ز دیده و ترکان نشد سده مش
حرفی بنا مرثیه چو کرم ز فرقت
و لیسیم نامه او از بسد خون میگریه از محبت
چو من دیوانه از کوشش یوم از ضعف تن
بیایه بین که بدریوزه عیار رهت

و می چوں بوی گل در خانه خو نیست آوا
ز من بر صافی ماند نشانه گبری نام
که همچون شمع گرم از سوختن پاکست با زام
پیرش نی کند چوں غنچه گل از طرفه ستام
چو گوهر از گران قدری شکست افتد در کارم
ندارد منزل آب یشی دیدیم دنیا را
از وطن دور کرده اند مرا
یک بیشتر از زو یعنی که یار از دست رفت
شاهدی دیگر درین دعوی باز تصویر نیست
خارا این گلشن به ارا فموس دامنگیر نیست
از مد و صد داشت چو نه شد صد بلند
تو گوئی کاغذ مکتوب من رنگ خدا دارد
سایه چو از بحیر می بیاید بدست و پام
کدام دیده که چوں که سه گدائی نیست

نہ جرح سنگدل کا دش رتن تا چند بردام کسے تا کہ یہ بند و تمام خالی چون نگین باشد
 بسا کشاد کہ در بستگی شود وظا ہر کلید روزی استاد قفل گر قفل است
 روشن بود کہ شمع یہ شب دارد اعتبار بیجا نمی خرنند یہ ہند و ستار مرا
 راست میگوشند صحبت را اثر بودہ است ایں قدر بیگانہ فکر و آشنائی ہمارا
 مجبور ہاں درد سے از مر یہ قحبہ دنیا چہ می آید ازاں مرد کہ باشد کمر از زن ہما

من آنچه زیدہ ام از چشم یاری ترسم

خدا نہ کردہ مباد کسے دگر بیند

۲۱۔ میر فقیر اللہ خاں نشا تخلص پسراہ ادت مند خاں است کہ
 در عہد بادشاہ عالم گیر در اورنگ آباد خدمت دیوانی بیوتات بادشاہی داشت
 ہمیشہ نہادہ حقیقی دیانت خاں است کہ دیوان مالک و کن بود قلعہ منزلت
 اصفت جاہ مراعات خاندان عالی او ہمیشہ یخداست سرا فرامی فرمودار و ر
 بحضور خدمت ایں بیت در شاہنامہ تاد در شاہ کہ از خنکار روم شکست
 یافتہ نوبت روم بالشکر انبوه باز بر روم آمدہ بود خواند خدمت منزلت
 مخطوط شدہ فرمود کہ کیفیت فرار بخوبی گفتہ است بیت ایں ست
 ازین رفیق و آمدن مار نیست کہ بے جز و مدد ج ابی رہیست
 دریں ایام بخطاب پدرا تیا زیدہ بہ قلعداری قلعہ پانگل نواح صوبہ
 حیدر آباد مورا است بوسعت اخلاق زندگانی وارد با علم موسیقی آتش
 است فکر شعری ہم می نماید دیوانے ترتیب دادہ از دست

بیدہ یاز نیامد مر شک افتاده
 بسکه بیدار بود دیدہ پر آب سرا
 ایں آسمان کیودرتاثر آہ کیت
 ایں فتح و رگریز نصیب سپاہ کیت
 بر قد ہر کہ راست نیامد قبای فیض
 نیست بے فانوس و ریزم ہوا ایمن چراغ
 گمان دارم بخاطر دار و استقبال بچونے
 شب یہ بزم خندہ مایل تالیاں حور بود
 تا یہ بندہ تہمت بے در دیم دور فلک
 ای آرزو اگر ہوس روشنی تراست
 بعرض دعا جو شید نہ صورت نمی بندد
 نظارہ داغ جگر از بسکہ خوش افتاد
 بجز گردش ندیدم از تلاش تارسانی خود

خدا کند کہ نیفتد کے ز چشم کے
 جو ہر آئینہ گردید رگ خواب مرا
 برگشتہ میں زندہ ترہ استیر از لگا
 عریان تن است اگرچہ لباسش بود حیر
 از دم سر و لیثمان شمع دل و پردہ دار

کمر از دامن کہسار و دیم بستہ صحرارا
 از تبسم چوں سحر کاشا نام پر نور بود
 از جہاں چوں نبض بسمل یکا پیش منظور بود
 از بہر چشم خاک رہ بو تر آب گیر
 زبان چوں شمع گیر شعایہ در ہنگام تقریر
 بر و دئے گل امساک نکر دیم نظار
 برائے دعا ہر چند ہمچوں آشنا گشتیم

ز بس مالیدہ ام از لطف صیاد

نگینہ در نفس یال و پر من

۲۲۔ میر تقاسم خاں عاشق تخلص پسرخواجه عبداللہ خاں است
 کہ دیوان بادشاہی صوبہ ماوہ بود بعد غزل خدمت در دکن بخدمت اصفیہ
 آمدہ مورد عنایات گردید بہ منصب عمدہ و عطا ئے جائیر و ٹیل و علم

هر افزای داشت نواب آصف چاه بکرات پیغام خدمات فرمود قبول
 نه نمود و هرگاه در حضورند کورائی به میان می آمد جواب دهی دوست و
 درشت بنوعی می گفت که از عهد دیگرسه را مجال دیدار نبود با آنکه
 فوجی و خدمتی نداشت هر روز نوبت پنج دفتی می نداشت و نیز از قدر
 یو ذرا سفر آخرت پیمود بعد نوبت پدر و زنده ار جندش نیز کشت مت
 سعادت آصف چاه میگردید خدمت ناسامانی استیاز داشت پذیر جوهر
 قابلیت و اندک فرصت صاحب اختیار جمیع کارهای مکرر عالم بدار
 شده مرجع و نایب خلائق گشت و در میان امتیاز کی از زمان خود را
 بجان کشت ازین سبب در قهر و غضب آصف چاهی در آمد مصرع
 اعتبارات آنچه دیدم گفته او هام است و لیس

بشرافت حسب و نسب گوهر یکتا ست از اور و حضرت مخدوم اعظم است
 درین ایام فانه نشینی اختیار کرده از کمال فهم و فراست طبع ظریفی درست
 دارد و اشعار همه دیرینه از او است

رسال در بهار یکسب شرف جنون آیه بر بهار با بطواف دماغ ما
 این غزل در بهار کیا و توصیف شای سالگرد سال شصتم نواب آصف چاه
 طرح کرده

| | |
|------------------------------------|-----------------------------------|
| مراحمی و لعل دارد قدح دوستی آیه | ز بهار حسن آصف چاه ساقی مستی آیه |
| ز فیض نوبهار سال شصتمی پنداخته | تو ذوق نشینی در بهار و مستی آیه |
| بهار کیا و سال نوتر ای شاه چه شوکت | ز بهار بی نهایت با نزار و شرب آیه |

گردن گریزی سید مرخو و بچو جیشیدی . بچتمه نثر نثر کلف بندت پشت می آید

بدان نش زدم دست امید خوشی تن عاشق

کز دیشیدان بر و جهان یک دست می آید

۲۳ - خواجہ ایوب مخاطب جمیل بیگ خان نیرہ جمیل بیگ خان

مرحوم است کہ در ایام سلطنت بادشہ زادہ عالمگیر در دکن بغایت خاندان
بہادر کوکشاں بود و در اورنگ آباد جمیل پورہ بنام او آباد است مسجد علی

ساختہ است پدر جمیل بیگ خان خواجہ محمد ذاکر از مشائخ بدہ کابل بود

قوم مغل کتہ پای از مرہان دست خان مذکور بہ تہ سبب بے کاری

از پریشانی می گذریند نواب عصفہ اللہ در عوض خان بہادر مرحوم در ریاست

صوبہ داری دکن یہ عطاء شصیب و جاگیر و قلعہ داری بیضا پورہ مورخہ و

آخر با بغایت و قدر دانی آصف جاہ علیہ الرحمہ بہ صوبہ داری صوبہ برار

امتیاز یافت بہ صفت شجاعت موصوف است کہ بہیدن تماشا می ترس

و استماع مرود شوق مفرط دارد بوقت شنیدن مرود و دیدن رقص از

درد من می گریہ و زاری می نماید در مجلس و سکوت است دریں ایام

بنابر وجہ ترک روزگار کرده اند خدیون روزگار و سلف است کاہے

فکر شعر می نماید از دست بہ

دل می لبید از ذوق نہ از خبرے کیست زخم برد از چہ دریں رختارے کیست

بدنظام سہ کنای قیلہ تما کیست پرو زیکہ از اثر پال و پیرے کیست

بسوخت ز آتش شوق تو جان تن قیست
 ہما گشتن مجنوں ہزار سال گذشت
 بسان شمع بسوزند و پیر ہن با قیست
 ہنوز در کفشت بوی سوختن با قیست
 دامن پر تو حسنت در انجمن با قیست
 ہزار بخیہ بگردید و دوختن با قیست
 یہ بین کہ یک نفس از ذلیلتن با قیست
 بہار گشتم و در برگ گل چو برفستم
 پیای بوس تو ہر دم بہ آب و برفستم
 رائے آں لب لعل تو در سہور فستم
 کسے چکوہ چشہ قطرہ ایاغ ترا
 صدای قلقلے تا شنیدہ مست شدم

ذمروی زمانہ مراد دوسر شدہ

صندل موافقت بہ سرم نمی کند

۲۴۔ درگاہ قلی خاں پسر فاندان قلی خاں است والد ماجدش عمر خود را

در خدمت ذاب آصف جاہ با خررسانینہ سرای نظام آباد عرف اجنہ سبب
 اعتمادے کہ داشت باہتمام او با تمام رسید ہذا ایلدا امتا تاریخ آں
 بر دروازہ سرای کتبہ کردہ اندروزے حضرت آصف جاہ رسید کہ لفظ
 فاندان کہ بر اسم شما است کہ ام فاندان است عرض نمود فاندان
 اہلبیت حضرت سید المرسلین صلعم فرمود پس شما شیعہ خواہند بود چوں
 بہرہ از عقل داشت جواب داد کہ بندہ ہر اتی الاصل است سکناے انجا

لہ تذکرہ فی نظیر صفت سفینہ ہندی صفت معیہ اشارہ دوسرے نسخے میں درگاہ قلی خاں کے تذکرے میں بھی یہ لکھا ہے۔

اکثر اہل سنت جماعت اندھجیت دوست است از مجمع یاران رنگین
 بخوشدلی می گذارند خورسند و شگفتہ دوست با بیاری عقل و دانش
 در جمیع کار با سلیقہ درست دارد از تیز فہمی و بلند فطرتی گاہے فکر اشعار
 فارسی و تاریخ گوی می نماید از دوست شمع

| | |
|------------------------------------|------------------------------------|
| دل میطپد از فوق ندانم خبری کیست | زنگم برو از چہرہ در بر رہگذری کیست |
| بد نظرم سبب کتاں قبلہ نما کیست | پروازیکہ از اثر بال و پری کیست |
| بیشوق ز آتش شوق تو جان و تن باقیست | بسان شمع بسوزند و پیر من باقیست |
| ہلاک شتن مجنوں ہزار سال گذشت | ہنوز در کفش بوے سوفتن باقیست |
| چراغ راہ ہمارم یہ بزم سوختگان | ہام پر تو حسنت در انجمن باقیست |
| رسید تیر نگاہت بدل مشک شد | ہزار بخیر بگردند و حقن باقیست |

بناز بر سر مقتول خود بیا طالم

بہیں کہ یک نفس از زیستن باقیست

۲۵۔ امیر عبدالحی خاں وقار تخلص خلف الصدق نواب شاہ نواز خاں بہادر

سلمہ اللہ تعالیٰ بخدمت دیوانی جاگیر ات و دیوانی بادشاہی سرکار و دولت دار
 میلات صوبہ برادر مرافرازا است از وفور کادانی و معاملہ فہمی مجسراتی
 نیکو خدمتی بہ ظہور آوردہ بہ منصب دو ہزاری و ہزار سوار بوطائے طوغ
 سر بلند ی یافت با آنکہ سن عمرش الحال از پایہ عشرین گذشتہ اما بتائید
 افضال حضرت پروردگار بحسب عقل و تیز در تمکین و قار پسندیدہ اطوار

لے تذکرہ فی نظیر ص ۱۳۲ یہ اشعار ہیں نسخہ میں خواجہ ابوبکر کے تذکرہ میں دیے گئے ہیں۔

مانند پدر بزرگوار خود است بحدت فهم وجودت طبع اشعار فارسی و
 هندی طبع درست دارد و از دوست ه

بدایع عشق سرشت دل چو ماه مرا
 زخون خویش لبالب بود پیا له مرا
 بهر گنج که رسم گریه سر کتم ز غمت
 چو نه ز روز ازل لازم است نه مرا
 هزاره شر که محسوس و اغیارم
 قضا بدست غمت کرد تا حواله مرا
 نماند تاب مرا مشب و دل خراب مرا
 به ما قیاب بر آرد آفتاب مرا
 سر مرگین چشم بر تو دیده جان مرا
 یمنست ممکن مدافعتان مرا
 شکون کل به درگیر من بر تن درید نه
 به بلبل هم مبارک باد همت آه از دل کشید نه
 هنر ور که تواند دید زیر چرخ آرای
 در غنطس ندارد و یا دشکل آرمیده نه
 به پری حالت من اضطرابی دارم از هجرت
 که گدازد گداز من از هم بر دوی طبع نه
 بخند حاصل ندارد گردن افزاری
 به پری حالت من اضطرابی دارم از هجرت
 کتبه هر دم دست بر زور در بر مینا
 بود که در تنه های من نمی توانست عقل
 چو سال سال درم با نواز دست زک ساقی
 دلها میدشتی از شیدان بیلی بوس دارد
 دلم دارم بکف بهر تنه را آن کف ساقی
 را بوسه شمع رخت و بیل از دوست
 ای شمع من بیا که در بر انصاف نه
 زخون چشم و زکین مگر بسنن میراند
 یا تو می نشستن و خند بدن از دوست
 بیاد و نقش شمشاد بنشین نمیداند

ای که همواره لب لعل تو میگویند باشد
 گه تغافل و گه تاز و گه جفا دارد
 چگونگی جان بر آسان ز ظلم خود ظالم
 داشت شوق گل روی تو نهانی ز کس
 ز روی کانه چشمش نبود بے وجهی
 از تاب حسن روی تو نازد بخوش گل
 اے تو بهار عزم گلستان نموده
 ز شوق چشم خوست رفتی رفته مست
 نمیدانم چه شایسته کرده ظلم گناه من
 باند که بدلتش جان میدهد مهربان
 نگه در دیده سولیش کردم و از شرم این جرات

شیشه می ز لبت آبله خوں باشد
 بر آئے کشتن عشاق شیوه با دارد
 که تیر آه غریبانه بر قفس دارد
 که ز عدم چهره بر آورد خزانے ز کس
 شد ز سودای نگاربت برقانی ز کس
 از خون خویش شب بچمن با ده نوش گل
 که نشادای وصال تو شد سرخ پوش گل
 بیاد روی تو آخر صدم پرست شدم
 بگرد و آید هر لحظه از جور تو آه من
 تغافل میکند بسیار شوخ کم ز گاه من
 نویسد سطر با از اشک چشم غمده خواه من

رباعیات

هر کس که ترا دید به کس رو نلند
 عشاق تو تا بغ امد از هر دو جهان

و آنکس که ترا شنید گل بونکند
 مست می عشق تو بے خوتکند

یار ب همه جرم کشته در پیش مرا
 هر چند که از دوزخ عصیانم

در فکر شده است جان و دلش مرا
 محروم کن ز رحمت خویش مرا

وہراست کہ اتمام پرویدانیت سما صبح شود شام درویدانیت
چندیں شاہان دران حکومت کردند امروز ز کس تام درویدانیت

ای مینواران کہ صیدے رام شہاست شخص مینایہ خلق جام شہاست
لازم گیرید یاد ما شیفتگان صبیائے طرب کنوں کہ در کام شہاست

ای بادہ کشاں دمی کہ می نوش کنید حرفی بہ شما گویم اگر کوشش کنید
دارید بدل از خود فراموشان را اے کاش فراموشی فراموشش کنید

ظالم نگہاں بدل چو منزل کردند صد جور و جفا بر من بے دل کردند
چشمک زدہ ساختند چوں وحشی رام تیغ ابرو نموده بسمل کردند

از دیدہ من کہ بر توجیراں شدہ است در عرض رہ تو فرش سامان شدہ است
اے دوست بیا کہ بہر پاندازت در کوئے تو فرش زرگستان شدہ است

در ہجر تو دل چو ابرنیاں شدہ است وز دیدہ نم از افکنہایاں شدہ است
چوں برق جہد یاد رویت رگ شوق ای دوست بیا کہ دقت یاد شدہ است

اشعار ہندی

نہیں رکھتا ہوں دست آویزاپی خون ناحق کے مگر قطعہ لہو کا دامن جند و کون پہونچے

اسیروں کے نفس کے کس کے تیں پر چڑھنے کی ہماری کس طرح فریاد اہں صیاد کوں پہنچے
 چمن کے صحن میں ہم بھی نہال ہو جاتے جو تیرے پاؤں تلے پاؤں نہال ہو جاتے
 مجھے گرجا نکتی کا حکم وہ شیریں دہاں کرتا کہا اُس کا خدا کی سوا ایسے یار و بچاں کرتا
 فلک گرتا زمین پھٹتی تھیں بنگ رو جاتا اگر میں اپنے دل کا حال اے ظالم بیان کرتا
 بچانے میں جنے دیکے شر جو سخت دہمیا کالی میں جس شکر کو دیکھو لالہ نیما ہے
 بتو خوان بخت پر ہماری بھر نظر دیکھو دل صد پارہ آخر کیا مزہ کا گوشت قیمہ
 گلستان محبت کا مجھے لالہ بنا یا ہے سراپا غرق خوں ہو داغ دل تس پرھمیا
 دیکھنے کوں غنچہ دغل کے جب آتی ہے بہا تم بنا گلشن میں اپنا خون کھاتی ہے بہار
 سجن تجہ زلف میں ہل مل رہا ہے ہمارے باتیں کب دل رہا ہے
 نہیں کہتا بہار و باغ سوں دل یہی عقدہ مجھے مشکل رہا ہے
 اس شوخ سے میں کہا کہ مجھ سین بولو اس عاشق گریاں طرف آنکھیں کھولو
 کیا بیش بہا ہیں آنسوؤں کے موتی کہتا ہے وہ ہنس کے رو رو رو رو
 میں مدت کے بعد جو ایک دم سویا دیکھوں تو مجھ کئے ہے ظالم گویا
 ایک آن میں جیت کھل گئی یہ آنکھیں پھر روند پلک میں وہ نہ دیکھا رو یا
 اذ بسکہ تم اب عشق کے سیکے گھاتیں سب بھول گئے وہ سادگی کے باتیں
 نکلا جو خط سیاہ گورے منہ پر اس دہر میں شاید کہ پھر میں دن راتیں
 کیوں کر گل باج دن بھرے گی بلبل آخر اس غم سستی مرے گی بلبل
 آئی بہار اب تو بیٹھے ہے پھول
 ہوے گی خستہاں تو کیا کریگی بلبل

۲۶. عارف الدین عرف میرزای عاقل تخلص اورنگ آبادی بنی

الاصل است پیدایش در زمان سلطنت عالمگیر بادشاه از بلخ به هندوستان
آمد عارف الدین خان بهادر و زنگ به منصب سرافراز گنایده با خود
داشت بعد از آنکه به رشت و فاس و خاں شازایه معبر بود از آنجا که حضرت
سید کریم و رحیم بند باقی خود را تصدیق نمی نداشتند به فضل عظیم از خیم و دانش
نصیب و افرینشید چون بسین تیره رسید به دستگیری و نهایت نواب سید شکر خان
بهادر نصرت جنگ صوبه دار اورنگ آباد به عطاء منصب و خطاب نمائی
سرافراز گردید به جایکه قلیله اوقات بسری رود درین روزها بخت بخشی گیر
رسا سواران که نواب نامدار اند کور سر بلند نموده بر گرم خفت و مستعد
جانتانی ستانده شجاعت هم دارد و باقیه محرر از طفولیت همدم
یکه ل است از روی اشتقاق بدین احقر تشریف از زانی می فرماید
در کوئال پوره بلده اورنگ آباد احقر العباد مکانی ساخته روزی
قدم رنج و اشتباه فقیر از راه شوقی جرأت نمود که دعوی تاریخ گئی دارم
تاریخ این کالنامین زمان مدینه و زمانا آریه بیکر و دولت پهل
دایمید داد افتم هر چه بخوانید کور و آریه ایان خود به خود بداند

و این قطعه تاریخ بدیه فرموده

منزل عیش به از چار محل کرد بنیاد چو مرزا افضل
گفت تاریخ بنایش با تلف منزل جاه و مکان افضل

لحه تذکره به نظیر است

فهم عالمی دارد ذیہ طبع رسا در اشعار فارسی در ریختہ ہندی از نازک خیالان
است و در تاریخ گوئی بے بدل دیوان فارسی و ریختہ ترتیب داده این

چند اشعار آید از زادہ طبع اوست

| | |
|--|---------------------------------------|
| نسیم صیدم تا واکند بند قنابلش را | شود رنگ گلستان موج شبنم آفتابش را |
| بصحرای کہ آں کلکوں قبا گردنکار افکن | ز خون سبید بجز لاله خون سازد سرابش را |
| شود چون شمع یزمد نہ زبں قدر لجویش | کنند از خون دل پرداہنہ زین کابلش را |
| غبار سرمہ میزد و از زگاہ و حشت آہو | چو بیند سایہ ترکان چشم نیم خوابش را |
| بہ تعریف سبہ چشماں رقم کرد آنچماں عایز | کہ مثل سرمہ چند آمد بہ سطر کابلش را |
| تا حریر خندہ اش از تہمت گل بافتہ | طبلسان گریہ ام از آہ بلبل بافتہ |
| می پرستان تا مرا در تعلقہ یزم آورند | وامہا از رشتہ آواز قلقل بافتہ |
| جز صد بیت کا کلتش حرفے ندارم بر زبان | پردہ تغیریم از رنگ بائے نسل بافتہ |
| از برای بیان اشار ز گس مستش کفن | عاجز از تبار خیالی نشہ مل بافتہ |
| اے وائے بر غریبی گر غم فتادہ باشد | جان را پودشت خاکے بر باد دادہ باشد |
| خوشی شقی کہ یکدم بر روی اجاں ستانی | در وقت جان سپردن چشمے نشادہ باشد |
| بہیات آل زمانے ز چشم خون فشانی | دلدار رفتہ باشد عجز ستادہ باشد |

این دو بیت از قدیم است و ابیات مسطور در متبع ہمیں گفتہ

| | |
|-------------------------------------|----------------------------------|
| اے وائے بر امیری و در دام رفتہ باشد | در دام ماندہ باشد صیاد رفتہ باشد |
| نشام کہ از قیباں دامن فشان گذشتی | گوشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد |
| دام آدازہ کو کوست در کاشان ام عاجز | ز خاک قمری نالال گر کردند تعمیرش |

بتسمت بدلم آن قدر جنون انداخت
 چنان بسیر عدم بال میزنم عساجز
 فلک در دل غبار کینه از من آید چنان رود
 که این خوش تو امطرب به بزم زاهد است
 بے قدش گلشن بود و دیده ام با تم مرا
 مدتی بودم به بزم بے زبانی بسته لب
 خیال موکری یسکه تا تو انم کرد
 مانی نهیم عاجز و مر معنی های پست
 گزریاں بعد و قاتم چه شود یاد کنند
 فصل کحل آمد خوں گشت دل ای صیاد
 چو خیال باده شوق او گزری کند باغ با
 به بهار گلشن این جهان از جفای باد خزان
 نه نشان سر و نه تری نه گلی نه غنچه نه بلبل
 ز خزان گلشن این جهل دل با سرده و خونه
 ز سیده عاجز از این چمن بسیر نصیبه کالی
 قائم عاجز ز بار زندگی گردید جسم
 دل و دوا سینه از یاقوت و لبش بی قوت
 تنگ بود و خود ای مریمین نقاب آب
 نگاه ز سر مست تو تا فتاده به بحر

کنند
 کنند

که غنچه کرد زمین پیر من دریدن رقص
 که کرد شهمیر عنقا زمین پریدن رقص
 که سوی ابر اگر بنم به چشم خاک می آید
 که آواز جگر موزان نه سواک می آید
 می نماید سر و دوده آه درستان مرا
 در سخن آورد لطف سید شکر خاں مرا
 ندید چشم اجل هر قدر که جست مرا
 از کس حوت بلند آید پسند گوش ما
 خنده بر لحدم کرده مرا شاد کنیست
 روح بیتاب مرا از قفس آزاد کنیست
 ز نسیم نشسته بخودی غلغل رسیده دماغ ما
 اندمید سینه و یکشت ناشگفته غنچه باغ ما
 پیچود ویمه خرازی چمن که رسیده بوی ران ما
 بدرون سینه مانگر که چه گل نموده بهار ما
 مگر آنکه آده تخت دل بکنار دیده زار ما
 کیست گیر دجز لحد باد سرود و شش مرا
 گشت آخر آتش یا قوت این سیاه را
 که تا کنیم تا شام ما هتتاب در آب
 شده است دیده ما ہی نم شراب در آب

سخن پیر من ز عاجز بوقت جوش سرتشک
 که هیچکس ندیده افت را جواب در آب
 دلبران سبز رنگ ز لب بنجاک آسوده اند
 سوده رنگ ز مرد کرد هندوستان است
 خط پیشانی من نقش کف یا گردید
 بهر تو قلم اجل کس نه حمیه است چون
 میزد چشم من جوش ز خاک محرم
 ای شهیدان قسم گل که شهید است چه من
 از چا چوں رخ گلگون تو سازد عری
 تا جگر خاک نه گردد سخن روتد به
 کرد بادی نبود بر سر صحرای عاجز
 کفن از چادر مهتاب عاجز را توان کرد
 چنان منفرم از گرد کلفت با مژمر شد
 شهید انتظار تیغ نازش گشته ام عاجز
 چو صیادم قدم را بر دم نجیری سازد
 من آن دیر اندک از حسن نازک اندام
 از بهر شستن قدم نازکت به باغ
 سپه سالار عشقم صوبه دار و حشمت آبادم
 چو وصف نشسته ترکان خوریش بیان نام
 برای باده نوشیه های شبنم نازک اندامی
 ز وصف شمع ز ساروش چراغان می کنم گل
 ز وصف چشم مست میبه هم تریش یوان
 رسد شاید بدستم لاکل مشکین بر تالش
 که هیچکس ندیده افت را جواب در آب
 سوده رنگ ز مرد کرد هندوستان است
 بهر تو قلم اجل کس نه حمیه است چون
 ای شهیدان قسم گل که شهید است چه من
 شود آینه بدست تو گلابی در سفی
 خامر بے حرف بود تابش نیست شعله
 مانده در خاک ز بیتیابی مجنون نطق
 که جان را داد بر طرز نراکت با مرد
 که خاک آلود بر نیزه عرق از چین پیشانی
 نگاه حقه مور خون می کنم چوں چشم قربانی
 نگاهش در دل بر صید کار تیر سازد
 که بوی گل رگ جان مرا زنجیری سازد
 بر نیزه گشته است ز شبنم بر بوی گل
 خطاب من خراب الدوله و صحرای جاگیرم
 ز ند فواره فون از رگ اعصای تقریرم
 خیمه نگهت محل می کنم پیمان می سازم
 گلستان را مرصع از پر پروانه می سازم
 زمیوشی خویش می سازم
 بایں امیا عاجز گیری پیش می سازم

وہاں گورچوں سگ بودا از بہر تا بولتم
 خیال منوہ روی عرق کش بدل آمد
 سناہناں از نظرم کاکل جان شدہ است
 دادہ ام جال بیریاں ز غم خوش چشتے
 نگہ گرم زد و در داں گلشن آتش
 وصف یا قوت لبش ہما کہ نمودم تحریر
 عاجز از جہہ نم ریخت بد و زخ آبی
 ہمیشہ استخوان خویش بواختم رفتم
 ز گوہر ہائی اشک بدہ تر گناہ چراغ کون
 تہ از خون جگر نشانہ مر جان شدہ است
 خشت زیر سرم از چشم غزالاں شدہ است
 کہ ز زکس ہمہ سو خوش چراغان شدہ است
 نقش مسطر جو رگ لعل بدشاں شدہ است
 عرق فحلت اذ کوثر عصیاں شدہ است

ایہات منقوطہ کہ حرفی بے نقطہ است

ذی شفقت بہ تخب بخت نشیں
 بخشش زمین بخش بخشش غیب
 نئی جنب تن شقی فبیت
 محبت نشیں بہ بخش یہ بخش
 زمینت جشن فیض بخشی بین
 غنی بے فنی ز فیض پسین
 یہ غضب بین ز تیغ تیز بہ بین
 نور یہ علیہ جنت بے زین
 اشعار ریختہ کہ سابق دریں بحر کسے نگفتہ و در دیوان از ریختہ در ریختہ
 تقاضیہ مشکل و زمین سنگ لہخ دارد

دل کا چمن میرا جب سین جد دیا تیری تزار جھانے اے سرکش
 دم بدم آہوں کے شمعوں نمودیں بین جھرتے میں گل جیسے شعلہ آتش
 برد کہ تو نے سے کون میرے بناؤ نگاہوں کی پیراں کا تڑپا
 دل میرا قربان آرائیوں پر اپنی ہیں پتلیوں کے پیروں کا ترکش

خاصہ سچن میرا گلبدن میں لباس کوں جب سے کیا ہیکاتن مکہ دل

دل میرا پہ کای ہوتا ہے سینے میں مہ کوں پٹکتا ہوں ہاتھوں کے مل مل

خمار زگا ہوں کے مننی کے وصفوں جب میں کہا ہوں چمن میں

ترکس شہسار کے بینا ی نے سین سنا ہوں گاجو شوق سین نغمہ نقل

تخت جنوں میرا وحشی دیوانوں میں ملے اٹھائے ہیں شور و شین عاجز

اب میاں مجنوں بولوں کے مہر چہلوں کوں خرابے سین آپے جھلنگے

اگر کیف سخن میرا نہاں تاک کون پہنچے

ترے رنگ تسم سین بتوں کو دانستگی ہے

میسے زکین ادا ہیں باغبان گلوں ہے نسبت

بہا مانے سین شبنم نے کیا ہے گل کا بہار پر

دو چھل کھول زلفیں تازہ میٹا نے کون پوچھے

دل کوں میرا ہی تم کا کھل کے تم میں کھنڈ لے

رات اس مرد کی جب تکھی فیضان باغ میں

زال دنیا سین محبت سے کر دای مرد حق

ہمارا خوش تسم باغ میں زیب بسکرا ہے

ترے آنکھوں کے گردش میں فلک پھر بکھڑا

گھر اٹھ کا ہوا ہمارا دل

دل عیا جز ہو ہوا گل کر

ہاں اس کا کل مشکیں کے پیٹ ڈالے ہیں

درکس دلدادہ کون ہوا

گوہر روح آہ لال ہوا

ناگ کے بین سے شاید کہ اسے پائے ہیں

ترے غم سین میرے آنکھوں میں جھڑی لاگی ہے

کیا کہوں پیکوں کے احوال کی پر تلے ہیں

۲۷۔ جان میرزا محیاطی بہ میرزا خاں رستا تخلص از سادات حسینی
و ہمدانی الاصل است والدش سید میرزا خاں در عہد قند مکان بخدمات عمدہ
مقتار بود مولد میرزا خاں حیدر آباد بہرست ابتدا ہمراہ شجاعت خاں بہادر
مرحوم صوبہ واد صوبہ برار بود بہ سبب عی ہمتی و در آنجا نیز گزران با پرو
داشت بعد در سلک ملازمان حضرت آصف جاہ علیہ الرحمہ و درآمد از تغیر
موسوی خان جرات بخدمت میرفتی گری شرف اختصاص یافت احوال
بہ تعلقہ کروڑ گری سائر بلدہ حیدر آباد سرافرازہ عزیز و لہا و منظر جلیل
اخلاق است در سخن سرای از بلند فہمی طراز یکتائی دارد این چند اشعار
آبداد از فکر روشن دوست ہے

| | |
|------------------------------------|-----------------------------------|
| تا جلوہ تو مد نظری شود مرا | تا رنگاہ سلک کہی شود مرا |
| یا راز نظر بر قفہ زمین گیری شوم | روز و داغ درد کمری شود مرا |
| ممنون نالہ ام کہ دریں بزم ہے کسی | گاہے رنیت دبدہ تری شود مرا |
| ما را است ز خاک محبت سر شہ است | ہر جدلی شکست اثری شود مرا |
| خون چکاند از دیدہ ام نف رہ دست فنا | آن کف پا میرود شاید بہ گلگشت فنا |
| حسرت یا لاسم آخر اتم قدم خود کشید | رنگ ما گرفت پایش را بہ شب گشت فنا |
| خون ما ہم عرض رنگینی بیایش می دہد | می فتنہ از بام رسوای دیگر طشت فنا |

از غم هر کس به دل فریاد می آید مرا شیشه هر جا به شکند دل یادی آید مرا
 رحم کن ای باغبان گلستانه پیش من میار مجمع یاران رنگین یاد می آید مرا
 چه واقع شد ز مای باغبان تقصیر گلشن که مادر از رگ گل کرده زنجیر گلشن
 ز بیم نازک مالیش قلم چو پیه می آید معصوم ز کشت بزرگ گل تصویر گلشن
 چه لازم عند لیباں شکوه سنج باغبان بود بسر برد این بهار آخر بهر تقدیر گلشن
 در رقص چو آمد آس قیامت ایجاد چون شعله بلند شد ز دلهای فریاد
 می آید می رود و خدای خیر کند این برق به خرمن که خواهد افتاد
 در گلشن و هر لب که تاب داغم بول لاله اسیر تیغ و تاب داغم
 چشمت سیاه مستی مار اندیده است زلفت دراز دستی مار اندیده است
 کیفیت حال من تماشا دارد چون مصرع شمع انتخاب داغم

بسیار بے ملاحظه میماند می دهد

ساقی هنوز مستی مار اندیده است

۲- آقا امین ایلیچپوری تخلص و قاپدرش حکیم محمد نقی خان در عمل
 صوبه داری امیرالامرا سید حسین علی خاں به مرتبه امارت رسیده بعالم بقارفت
 بعد فوت پدرش تلاش منصب و جاگیر نکرده در بلده ایلیچپور برادر منزوی
 گردید از یافت وجه یومیه حکام آنجا قانع و خورسند است بعلم عربی و حدیث
 و فقه آشناست طبع نظم و نثر دارد از دوست ه
 شیشه بخاطر گلشن گذشته مرگانت زنده ز خون رگ گل بهار جوش هنوز

تپسے مگر از غنچه بخت داشتد
 صدای خنده گل میرسد گوش هنوز
 بیا که بے می و پل تو چوں بسوی تپی
 نگه بدیده من بست یار او شش هنوز
 بوی سلق خوش مدج در دنیا کی میکند
 کار آب زندگی این عطر خاکی می کند
 چو شد از شوقی چشم سپاه پیرایه غ من
 دل پر خون بونگ لای می یچد بدایه غ من
 نسیم نفیس می آورد از دل گنجهت زلف
 مگر گلهای داغ سینہ شد شب بوی باغ من
 سفر چو شمع زری می کند گرم زبان
 پیا چو اشک بیابی مراغ ابله ام
 ز جام خون جگر مرخ رو پگونه شود
 چو لاله هر که درین باغ داند تو نیست
 دارد و عدم هستی از میان تنگ
 نبرد چشمه خاکی سدره سیر روحانی
 میجست و چشمه خاکی سدره سیر روحانی
 شبی روشن دل با گرم کردن از صحبت
 سحر از سر مهری با چو شمع از چمن رفتند
 در دو عالم نعمت دیدار محو عشق راست
 بر سر خوان کرم پیوسته دل بهر کیست
 قرب هر جانست با جان چو ربط تن و روح
 خاموشی بگرند از مستمع فهم درست
 زین میشت یک آگهی نیست جان کیست
 در کلم غیر تحسین بروقا اسنان بست
 در بلده ایچمپور روضه منوره که حضرت شاه عبید الرحمن با علوشان است
 بر سال در عرس ایشان بسیار جمع می آیند ره شنائی چراغان به تعارف
 تمام می نمایند در تعریف چراغان فقرات نشو و بیات فهم خوب گفته
 فقرات نشو و صفت چراغان در صفت این چراغان اگر زبان برنگ
 شعله لعل تن آتش شود فقیه بیان روشن نمی تواند نمود و اگر تکریر برآید
 عرق لچ چرب و نرمی گردد جزیر برسان خشک مغزی تواند افزود از عکس

چراغها میان دریا دیده تماشا می شعله تر میسوزد از فیض بی پروا خدای
 بر سطح این زلال چتر دار نیست از موج لباس زرتار دوریر از حباب سنج
 یا قوت بر سر از هجوم بنفله های چراغان کار و کشتی چندان از آفتاب
 پذیرفته که آسمان با همه ستاره و ماه غیر از دستگاه زردی نموده و شسته
 تعالی الله که از جوشش چراغان زمین تا آسمان باشد گل افشان
 چه شده که خورشید در تنه است گل خورشید هر جانب شکفته است
 شعاعی به چراغی هست چندان که چون پردانه گردد دل پراشتان
 ز سیر این چراغانان پراشتان شود پیرایه نظاره گنگو
 بهین عکس چراغان در نیم آب صفایس گرفته عافاق یک سر
 تماشا محو اندازد و راست که اینجا شش جهت لبریز نور است
 خیز این چراغان باشد از برق شد از جوش منیا نزد یک تا دور
 که در روشن می کند از غرب تا شرق که شد نظاره بار دست دیاکم
 بلند از هر طرفت قواره نور که است از قدرت حق معنی انشا
 گوی خود آمد در تالاطم چراغ دل توان روشن نمودن
 ازین سیر بهار عالم آرا بود گر بهره ات آگاه بودن
 بهین گرد دولت شمع شعور است چراغ دیده را در غن ز نور است
 بهر حال اندک از نظر هر سفر کن ز دل در معنی هر ششمنی نظر کن
 شخصی ز عناد بموجب بعرض باطله فیکر برادر عتاب آصفیاه آذر بود

چنانچه تفصیل آن در ضمن احوال خود که در فاتمه مرقوم ساخته مفصل ظاهر
 خواهد گردید در آن ایام نواب سید شریف خاں بهادر شجاعت جنگ صوبه
 برادر داری قدر دانی یا کمال اشتفاق و مهربانی بخشی مکرار خود مقرر
 کرده به اینچپور به دور آنجا بخدمت آقا صاحب ربطیندگی پیداشت
 روزی تشریف شریف ارزانی داشت و فرمود که امروز مطلع در تبتیع
 استادان قدیم گفته شد واجب الحفظ اند مطلع مرزا صاحب تبریزی به
 شست صا اردل میبرد گرم آنجا میرش که از لوی کباب افتد بفکر زخم نخیرش
 مطلع طالب کیم :-

نه تنها بهر قتل من کمر بسته است شمشیرش
 که در تزلزلش برای کشتنم پر میزند تیرش
 مطلع ناصر علی هندی :-

بر زلفت بسکه میاید گلور تیغ نخیرش
 چو برگ گل رنگ رخسار نگرود پاک شمشیرش
 مطلع آقا صاحب محمد امین :-

لذت بسکه و پسپاست تیغ لطف تاشیرش
 شود مثل رگ گل جرتن در زخم شمشیرش
 افسردگی نمود زمین گیر آن قدر
 که ضعف تنه بر نقش قدم ندیم
 نمیدانم چه افسوس میدهد تجربه در گوشت
 سبک حی مرا نگذاشت تا بار دلی مردم
 که بار خلعت عریاں تنی زخمی کند دوشم
 چه جای یاد کس که خاطر خود هم فراموشم

بود آینه شش یاد تو از هر دیده پنهان

چو یاد اقامد و مغز از دست پر در باطن آغوشم

۲۹- میرزا علی نقی ایجاد تخلص پسر نقد علی خاں مرحوم همدانی
 قاجار است که بانیخ علی خاں وزیر شاه سلیمان صفوی قرابت داشت در عهد
 آصف جاه دست به دیوانی بادشاهی صوبه حیدرآباد داشت و در تاریخ گوئی
 نظیر داشت این فرزند رشیدش جملو کو توالی لشکر ظفر اثر مرزا شده
 از روشناسان آصف جاه گشت بقرب و مصاحبت
 آصف جاه شرف اختصاص یافت
 بعد داروغگی فیلی نه سرکار نواب نامدار سید محمد خاں بهادر صلایت جنگ
 مر بینه گردید بعد فوت پدر بخطاب موردی و دیوانی حیدرآباد مرزا از است
 جامه قابلیت در بر دارد به حسن اخلاق موصوف اند فهم عالی در فکر شعر
 از اقران ممتاز این چند اشعار از فکر رسای اوست ه

| | |
|---------------------------------------|--|
| چون حیات از ته دل جله مواد تواند | تو محیط همه لب تشنه دیدار تواند |
| بمحو آن مردم که می بیند صبح و شام رقص | گردش چشمت تماشای شب روز نیست |
| من از شبهای تاریک دراز تار می نرم | پریشانی میشو و خاطر میاد از لطف بکشی |
| بر سر دعوی خود مصحف گل بردارد | راست میگویی اگر سر و که همه و شش تو ام |
| نمیشد در جهساں هرگز سخن سیر | اگر مطلب از خط او نه بود |
| به محشر می کنم رنگ کفن سیر | شهادت حسن سیری گشتم ایجاد |
| عمر عزیز جیف باین اضطراب رفت | یا رآدم و دمی نه نشست و کتاب رفت |
| نگین دل بکف آورده ام سلیمانم | مرا ینا موراں زمانه کاره میت |

۱- تذکره بے نظیر ص ۳

نیستی در بحر هستی جز حجاب زندگی
 دما غنیمت دامن کن خود را خراب زندگی
 تا چند کس بدل خیر از عکس او دهد
 خواهم شکست آئینه را تا چه رود بد
 پیش رویت کس سفید نه شد
 حرف با ما هتاسب می گذرد
 گرمیاد تو لحظه گرم
 از سرمه مرد آب می گذرد
 ای معشوقه لیا س یار دامنش کش
 بر رقیبم دست اگرایی گریبانش کش
 دل که در گریه گرم بیتابی است
 سرو کادش به مرهم آبی است
 یا و صف نام، همچو نگین در تمام عمر
 یک خانه دست داد برای نشست من
 نه دست هیریاں در شکوه بزم دنی یکدم
 کس به چو نه تصویر نشیند آواز من
 سر زلف که در سلسله جنبان شده است
 که حواس من دیوانه پریشان شده است
 هر طرف می نگرم چشم نوشی می بینم
 ز کس امسال درین شهر فزادان شده است
 جوش موج گل این فصل به پرسند من
 عند ایصال چه بگویم که چه حوقان شده است
 خط رخسار تو زیبایش خاصه دارد
 متن این باغچه گل و شبنم ریحان شده است
 شمع و دیان بسر تر هفت مجنوں جمع اند
 آتشه اردیر آل ساقی کفاحم رسید
 گوشش خود تا سفید آن گلبون از ناز کرد
 ای دل صد فی که من دارم به از نیست است
 روز حشر ایجاد من درست نه مهر علی
 خیمه خود برکت و حوض کوثر میزند
 موسیقی ملک زندگیا بهیران است
 با بتای حرف صبح بهاری دارد
 در هر بمای ابرو دارم چترش بی
 این سبیه بر مرا از دوست بهار است

کدام شمع به قانوس دل بجلی کرد
 بروی شمع پروانه شمع را می دید
 چشم زخم مردم عالم اگر منظور نیست
 در هوای گلستان هر کس که یزدک شد
 ای داغ دلم چشم تماشای قیامت
 از دستم از دامن دوستی امروز
 چشم دل نزدیک دیده جانم کردند
 لاله زار بزم از داغ عطا فرمودند
 هم نهم محو دل و هم دل من محو مست
 اگر با تماشای دعا کند سرو
 کس اول کرد دل گرد و گرد
 سرکشی آن قد رعنا دارد
 گل دیدار شکفت امسال
 بے تامل سفر از خویش کند
 به گزسخنی نکردی از شاد
 از خانه خود نکردیم دور
 ما را چون کمان تیر کشیدی
 زود تر آئی که مجنبد بکار سال
 در چین یا رگلوند از آمد

که بوش از سر پروانه با پرید امشب
 که چادر بگل داغ میکشید امشب
 مهره شبنم چرا ایستد بر بازو گل
 بر مزار او بیفتا تید گل بر روی گل
 تحت جگر لاله صحرای قیامت
 دست من و دامن تو فردای قیامت
 هر چه منظور نظر بود بهمانم کردند
 رونق محشر خون گفت بایم کردند
 جان آشیمنه و آئینه جانم کردند
 الهی حسرت او بالانگردد
 بگرد کعبه گرد و گرد
 تاز بر عالم یا لاله دارد
 باغ نظاره تماشا دارد
 راه اندیشه خطر با دارد
 از دست نمودنی تو فریاد
 عمر تو در از خانه آید
 ای خانه الفت تو آید
 بامید ملک لطف تو بهمانه چند
 رنگ بر چهره بهار آمد

نما زبان شد لب یا قتی
 وحدت منتان محو نظر بازی یاز آمد
 حریف بر فعل آید ار آمد
 خود عکس و خود آئینه دارند
 قید هستی غم شکنی حب نیت دارد
 هر داغ دل مادر همه جا مقبر است
 گزوازی در چمن مستی به سامان می شود
 ایجا و قصد رفتن نموده ایم
 شب که تیغ تا منش سرگرم بزم ناپود
 نشه یاده بود بار مگر
 بابت گل برابری می گرد
 پیرای آئی ایجان تماشا بر در گلشن
 زیر به پالش امشب رنگی رفته سکا
 دارد همیشه در بر پیر این معطر
 می دید سوسه مردم چشمش بر دیم افتاد
 می بیند آن پریر و آئینه را مکرر
 در خدمت بندگال عذر گناه خود را
 ایجاد لب که کردم ذکر حسین و آتش
 سرت کردم بگواز باغ یا میخانه می آئی
 نظر باز چه شد گفتی همین از خانه می آیم
 گلشنی بهر رنگی که هستی جادوان باشی

حرف بر فعل آید ار آمد
 خود عکس و خود آئینه دارند
 دوش آزاد می، یار گرانے دارد
 این عقیقه جگرے تمام و تشالے دارد
 غنچه بین گل قدح ساقی بهاران می شود
 البته ایام رضا میاید به مرا
 بوش با پروانه با تا صبح در پرواز بود
 رفتم ز خویش آمد لیس
 غنچه لشتی تو اخت بر جانش
 بزنگ غنچه ما میکنی دیگر در گلشن
 شاید بدستم آید آن بے خبر مواس
 باز در گل خوش آمد این وضع میرزای
 آخر نصیب من شد این ناوک هوا
 ترسم که پیش گیر د آئین خود نمائی
 وابسته می نویسم بر کاغذ خطائی
 پس هست خاک من شد تبیع کربلانی
 چو گل بند قسا و کرده می آئی
 من از چشم تو فهمیدم که از منی ز می آئی
 که در دوش شب بکار بیل و پروانه می آئی

دگر در خرمن طاقت چه آتش ریزنی ظالم
 ز با سر و الفتی داری نه سوی لاله می بینی
 بقربانت روم امروز قصه کشتنم داری
 تو چه میکنی ای جادو را خوشنودی سازی
 آب میگرد و دلم از چشم نمناک قلم
 مرا بے رویه نای کل هیچ مجلسش نمی آید
 نگاه باده می نوشتم نه باده باو می نوشتم
 استخوان بندی بختون گارش یاد آمد
 صورت آب و تاب آئینه
 خوشتر از دانه گریه
 شاه بیت قصیده نیکه
 از چه رو محو گشته ایجاد
 اسباب که هشتاد و دو انبار سید
 در کوچه یار گریه گلو گیر گشته بود
 ایجاد در لباس سخن بهر خوشه میم
 بیاد قاسم چو شمع در بهار بختن رفتم
 منظر چشم آنچه دیدم قابل بادای اوست
 شور لبلی رفت لبلی رفت و آن صحرانگشت
 کشته ام از کم نگاه می آید و بیمار عشق

خدا حافظ چو برق آمد ز بیتابانه می آئی
 صراحی در بغل ساغر بکف متانه می آئی
 که شمشیر حایل نبرد و جله دانه می آئی
 ز راه هربانی که به نخلص خانه می آئی
 گریه می آید مرا بر سینه چاک قلم
 بغیر چشم خمور تو ز گس خوش نمی آید
 مرا این حرفهای رطوبت یا لبش نمی آید
 سبکبالی چو مراد به بغیر یاد آید
 تو بهر وجه باب آئینه
 صاف تر از جناب آئینه
 مطلع اعتجاب آئینه
 نو که حاضر جواب آئینه
 ز پیر از اساسه بختون بدار سید
 بر ناله آفرین که بغیر یاد آید
 بنا دست من به دامن آل بیدار سید
 نشستم سست در گریه و از خویشتر رفتم
 خانه دل هم اگر خواهر بگیرد جای اوست
 نانه بنویس با گوشش حلقه زنجیر ماند
 مادر گس هر دو هم چشمیم در فلز ادا

چون بخاطر میرسد پامالی خون حنا دست و پا میکنم در فکر مضمون حنا
مانند شمع با همه سرگرم مجسم روشن بغیر مانند و محفل کس
در روشنی دل چه ظهور است به بینید بر چهره آئینه چه نور است به بینید
۳۰- میرزا تقی فیض تخلص مخاطب به علی نقی پسر نقی علی خاں جوان
تو بن و مستعد علمش به مرتبه کمال چنانچه در سن بست سالگی فاتحه فصیلت
خوانده خصوص در فن الهیات بے نظیر وقت خود است مکررا از پدرش شنیده
که این پسر فخر سلسله ما است بدش که در تاریخ گونی کلمات زمانه بود تاریخ
ولادتش یافته است صاحب اقبال مبارک قدم است
این چند اشعار از دست است

اے غمزه تو مگر که آرای قیامت نه گان تو بر همزای صفهای قیامت
بر وسعت ناز توان کرد و گرنه تنگست بحولان تو صحرای قیامت
تین در دست سپاهی بسری می آید جان سپردن بمن امروز سان شده است
نه کرامت جنون بود که در آخر کار قطعه بجهام عیدری فشدن شده است
خوشمنانیت که باطل است جنگ کند نه با دشمنانیت دست گریبان شده است
دشمنان بدتر صیبا با تو محبت دارند مگر تو دیوانه شدی حسن فزایان تنده است
به محبت شوخی و تکیس بر ما می آئی مشت ناز و در آغوش حنای آئی
مگر از خلوت آئینه بردن می آئی که از خود میروی و در بفتان می آئی
پیش ازین رخصت سماراج با دارند رفتم از خویش زبیر پیش برامی آئی

نو نهالان همه از رشک بخودی پیچیده
 غنچه او گشت خندان این گل دیگر شکفت
 لعل او را یک ستم درنگ رخ گل برانند
 تاختن ز در مرده غم خندان دست او
 و انمود از سیل زلفش گره دست سبا
 و با بل و دل کرد از شکر نفس خود است
 دست کوتاه که شد ستاخ و دانش که باز
 دم نیند است بس میغ نکهده می پرستش را
 چه عاشق کشته شمشیر خویشش می دارد
 گرچه غنچه ز صدف دوی تو معنی با نوشت
 نیست تنها ابل قدرت را به نیت در داغ
 در دس محبت نه ری نه طبیعی است

بر شیوه که بگیرند موهده همه حق است

گرایل سنی است و گرتایع طبیعی است

۲۱ - غلام ابراهیم خاں بهادر قدرت شخص پسر دلاور خاں نصرت
 است از بی پروائی بتلاش معاش پذیرد اخت لندایتی دولتی نرسید
 ضایع روزگار ماند لیکن غنایلیست دارد استاد فیض موسیقی است و دشتاوری
 هم خوش فکر و خوش فهم است از دوست ه

تا تو از لطف به همراه میایی آئی
 شد دل ما نیز شادان این گل دیگر شکفت
 از برای غمده لبان این گل دیگر شکفت
 از کف رنگین بوز این گل دیگر شکفت
 از بهارستان ریحال این گل دیگر شکفت
 بر آذ آینه فی رنجه ز خود رنجیده است
 آستین را تا بسایه از غضب لید است
 رگ خون می میگرد و شهید چشم مستش را
 مگر گیر و حنا در پرده شوقی دو دستش را
 نکته با باقیست در تمام تعبیرش هنوز
 عجزاں را هم بعجز خود غرور دیگر است
 این فن معانی زیبا بنای بدیع است

برواق کعبہ شدیم خم زده ایم پای به دیر ہم
 به صفائی آئینه با قسم که نگشت جز تو دو چار ما
 به سیاه بختی عاصیان نمکنی نظر به حقارتی
 که ہفتہ صبح بشارتے تہہ دامن شب تارا

اے خوش آن دل کہ بہ دلدار مری پیدا کرد
 ستا تو زہ کردہ از سار کمان یارو
 جفاے او بدل ما ہمیشہ و ساز است
 کرد عادت بنگاہے دل و دین قدرت
 مفت آئینہ کہ صاحب نظری پیدا کرد
 بسمل تیر ستم یال و پری پیدا کرد
 بغیر سنگ کہ با شیشہ محرم راز است
 آن دو صید آنقدر انداز بیک تیر گرفت

یا این شوقی صبا گر مرثوہ فصل بہار آرد

گرہاں چاک ساز و غنچہ تصویر در گلشن

۳۲۔ قاضی محمد جان آشنا تخلص در خیمہ بنیاد با سقہ ادعلیٰ سخن میں

دارد از ولایت

من این تو را در پردہ طومار می بچم
 اگر شلخ غنہ الااں گل بادام بر آید
 نیستان در دجوم پیشہ شیر خد ا باشد
 جرعه ہر کہ بھیا م تو تمنا دارد
 فلک از اختر خود آبلہ دریا دارد
 سر شوریدہ ما بین کہ چہ سودا دارد
 غبار راہ اورا تو تیا ج چشم خود سازم
 چشمہ کہ نظر کرد و دریں دشت جینوں خیز
 سرم سر گرم سوداے علی مرتضیٰ باشد
 سا قیامت نگاہ تو شود چادارد
 روز و شب چرخ زد و در سر کویت زبید
 من و یاد بر زلف تو و شب بائی دراز

بادام

حاصل سودا پریشانی است کاکل شایست
تیرہ بختاں یا بگل دازہ نسیل شایست

آتش عشق از ہجوم گریہ کئے گرد و خموش

شعلہ را از آب پیرا ہن بود دل شایست

۳۳۔ میر محمد رضی شوشتری آقدس تخلص از بنگالہ بہرہ مرشد علی خان بہادر

رستم جنگ مخور تخلص ملازمت خلد منزلت آصف جاہ حاصل کردہ بتقریر و دخرچ

مورد عواطف گشتہ چوں خاطر خواہ بہ ترقیات نہ رسید با کمال استغنا و ہمت

در حیدر آباد از و ا اختیار نمود بہ علم و فضل موصوف است خوشنویس

طرز شفیعا است و بسیار خوش تقریر در مجمع مستعدان ذکر ہر علیہ کہ یہ میان

می آید از فصاحت و بلاغت بہ قسمی ادا نمودہ می نمایہ کہ دیگران ساکت شوند

بقوت قابلیت طبع نظم درست دارد از فکر و قادادوست ہ

آسمان تا طرح ایجاد دل بے تاب ریخت

از سر کلک تضایک قطرہ خون تاب ریخت

نشہ جز بے قرار نیست اندر بزم عشق

در قدح ساقی بجائے می لک سیماب ریخت

حال کان راہ حیرت را با سایش چہ کار

قامہ کے در دیدہ تصویر نگ خواب ریخت

شوخ چشمی لبکہ دالہ ساقی دوران شعار

شب نمک در جام می از پر تو ہمتاب ریخت

سطرهای صفو مضمون چلیپا شد مگر
 قمار طرح و صف کج رفتاری اجباب بخت
 سیل اند هر جا که خیزد مقصدش دریا بود
 عشق آخر طرح منزل و در دل بیتاب زیت
 پند ناصح سوز دل را چاره توانست کرد
 که توان بر آتش یعقوب اقدس آب بخت

۳۴. میر سید محمد والد تخلص حیدر آبادی منصب دار پادشاهی است
 تعینات انور الدین خاں بهادر مرحوم بود بر عایت خاں بهادر نند کور در
 حیدر آباد آرام می نمود در علم تصوف ممتاز است چند رساله تصنیف کرده
 با استعداد و علمیت و قابلیت فکر شعر هم دارد و دیوانه مرتب ساخته این
 اشعار طبع زاده است

| | |
|---------------------------------------|---------------------------------------|
| که مبتاب از تمنا بهر پا اندازم آید | به بزم امشب گر آن دلبر طنازی آید |
| که در گوش از شکست زنگ گل آوازی آید | به گلگشت چمن نازک نهالم میرسد آید |
| که امر دزدان گل بهیما نه لوی نازی آید | به نام شب که امین شوخ ساقی بود در بزم |
| که بانگ دل طیب نه از سار ساری آید | مگر مطرب شغید از ناله های دل آهنگی |
| دماغ آشفته ام ساغر کش چشم غزالام | ز بس دارد نگاه وحشی مرو بیا بام |
| هوا خواه بهار جلوه نازک خیالانم | نیم صید گراں جانی نسیم گلشن شو قم |
| بهار مشعله سوزم گلستانم چراغانم | خیالش شمع بزم دل تمنایش گل حیرت |

خیال زلف تو امشب که راه خواب گزینت
 به برگ لاله حسدش نه شبنم از شرق است
 هر که همچو لاله در دل سوخت دلغ عشق را
 ساخت کبر ز می سودا ایام عشق را
 روشن ز بنا گوش تو شد چشم تر ما
 آئینه دل مشرق انوار تجلی است
 و آنکه کشد نخل هنر منت خورشید
 صدف طینت را بود در خاکساری آید
 سینه صافان دل از فیض فروشی و شاد است
 و آن شکست تو به بجای شد که چشم عشق
 مرزای ساقی ظلم گل مستی به جیب دل
 قرار از دال تشنه آید بود این مصرع صفا
 ساسیه رخس تو افتد بر آفتاب
 و آنکه زیشت طاقت نظاره جمال
 کشته عشق ترا شمع مزار گل کنید
 سنا کند جولان بگرد چشمه کوثر به شتر
 طبع روشن ز لبان آینه گر خوش من است

چو تار بار یک فتح باب گرفت
 نظاره ام نعل آتشین گلاب گرفت
 لاله های داغ را به پییده ام از تاراه
 دست زنگین بسته ام گلهائی بلخ عشق را
 منت نه کشد از صد آب گهر ما
 تا مهر رخت سایه فلک شد بسز ما
 از شاخ سخن بخت به بر آید عمر ما
 شست خاکستر فرا به اعتبار آئینه را
 جلوه آیه نماید بر عباد آئینه را
 رو به بهار و به در آئینه هوا
 که خواب خوش بیای سر و مینای بر ما
 همان ببطاقتی سحر به سحر ای برد ما را
 هر صبح از کفن بدر آید در آفتاب
 روشن بود حقیقت شبنم در آفتاب
 پرده فانوس شمع از پر بلبل کنید
 جان و اله را انشای را کب لعل کنید
 صورت معنی دلچسپ آغوش من است

کبیت قمری و چه پروانه که تا زدی شمع
 شعله به نظر سوز زدی پوشش من است

۳۵- میر غیاث الدین بابا خاں افتخار تخلص دولت آبادی از سادات

بخارا است چید امجدش در زمان عالم گیر بادشاه از هندوستان به دکن
آمده سکونت اختیار نموده و قرابت از سید مرتضی خاں به عمل آمد میر غیاث الدین
دین در آنجا سکونت داشته از پریشان احوالی اوقات بصری بردنجیب
شریف است در شعر گوئی طبع رسا دارد از دوست

لازم خوش لبی یار بود خوش سخی
نقش هم رنگ بر آید ز عقیق یمنی
گل گواه است که از غنچه مکر برده است
دلبر خوش دهن من گرد خوش دهنی
نقش این چارچین قابل بستن نیست
این باطیبت که باشد همه برهمزدنی
میکنی جلوه به صدر رنگ چو آئی بخرام
گردش قلمه نقاشش بود رقعات
ادب زلفت آنجا که روشد لم اینجام
میتوان دادن سر انجام امور از راه دور
بد روی هم ترا بر من نظر است بیدم
که چشم دور بین نزدیک بیند و درستان را
در سافز مرد و نعل بلور نیست
کیفیت شراب که در کاسه مراست
ابروی دیگران به رسد آبروی ترا
هر راه تو مفتد همیشه عید نیست
شکر ریشد حل و فاشده است
ز ما هی قیمت افزون تر بود دندان های را
بود فیضان دیگر چشمه داد الهی را
زند بر هم نسیمی منصب صاحب کلای را
چو صید غنچه کردم اعتماد این چمن دیدم
خنجر نگهان جسم ندارد و فیم
کردند مرا صید به فتر آنکه زبستند
این نقش که بر آب درست آمده است
در دیده من ماه رخ فانه نشین است

صد بست و کشادی بچین کرد بهار
 یا تاج و لوا مرد خدا بود سلیمان
 بر درجیدر گریز از شیر گرد و افشار
 نغنی رازش غنچه کحل گشت به دم
 بودم سبب باه کار به ادم رسید عجز
 چشمه بنفش بر کشاد گلشن راز بهار
 همچو کحل جمعیت بر یاد میدادیم ما
 ده بدام هست دلها را الهی خیر کن
 حسن خدای بر رخ آئینه می باید دید
 ز تیغ یار چه احسان که نیست بر سر ما
 نمی جوشد اثر از آه بے تاخیر ما هرگز
 می کشد ما را اول بے تاب ما
 نیست بوسه میفرزاک لب کار شده است
 مرا خط لب آل چار ایرو خوش نمی آید
 غنچه یکبار کشاید لب و خوشبوی دهد
 در ره نشن تو آرام دل بیتاب است
 بیا به میسکده گر ساکی و بے تابی
 گزینم گزری عیب چه باشد چه بدست
 بنی ک کوی تو تا کرده ام سرے پیدا

گلدسته چوں دست عنایت نه بسته است
 و تیاره حق بردل وارسته نه بسته است
 زینهارے راهیں امیج یاری می کند
 داد معنی همه بر یاد و بصورت افزود
 کرم به سجده همچو نگین نام خود سفید
 زنگها گل کرد این جاز گل بے رنگ تر
 خوب شد چوں غنچه ساں شد عرصه ماتنگه
 من دے چوں شبیه دارم اوز غار سنگ
 میرهنتاب لب آب تماشا دارو
 بود پیر و جہاں چهره شهیدان مرغ
 نشانی دیدیم نخل یا ثمر گیر نمی گیرد
 کشته گرد دیارب این سیلاب ما
 مویا قوت تو بسیار نمودار شده است
 بے بر روی لعل بے بهامو خوش نمی آید
 خوب آید سخن کز لب کم گو آید
 قایم القاد که دیدم همیں سیلاب است
 ز راه آب نه دانی که کعبه متصل است
 دست مشهور که نیکی کن و افکن دآب
 زمانه سرکش چشم غبار من است

اشعار ہندی

حسین ابن رسول اللہ کے مقصود پہ جاہو جئے جو خاک ہونے کے آخر کیوں خاک کر بد ہو جئے
 کہہ بھی ہنگام بادش میں عروس قبت ہے سر پر اسکے سپرہ مردار یہ کا ہے آبشار
 سر و کون رتجہ نہیں ترے انگلے بستر پوش ایک تیج بازار نو بی کا ہے وہ بسترہ فروش
 آج دل پھر تڑپ میں آیا ہے کس پری کے جھڑپ میں آیا ہے

کوئی اس تجور شیدر کے نہ مقابل ہو سکا

چاند نکلا ہے کرے گا کیا آجا لادیکھے

۳۶۔ میرزا ترک علی بیگ، پہل تخلص اور تنگ آبادی از مریدان

شاہ نظام الدین است نور اللہ مرقدہ گنبد مرقدہ منور او در منددی دال
 اورنگ آباد ساختہ شدہ روز جمعہ مجلس سماع فیض شمع مقرر بود در مجلس
 بر اہل سماع از وجد و حال عجب عجب حالتے رو سیداد اگر گاہے نگاہے
 بر مجلسیاں می فرمود از اثر نگاہش یگانہ و بیگانہ ہمہ بے طاقت میکشند
 از مشائخ متاخرین عصر مثل او شخصے نہ بودہ مریدانش قریب صد ہزار
 کس بودہ باشند علم ظاہری و باطنی داشتند از توابع محمد غیب شاہ خاں مرحوم
 منقول است سالیکہ آصفیہ از عناد سادات پارمہ ارادہ عبور
 دریای نریدان نمود رقدہ شاہ نظام الدین صاحب انقباب وزیر الملک اور
 نمود آصفیہ یاہ آن انقباب را فتوح جمیع کار ہما داشت چنانچہ تمامی
 کیفیت در احوال آصفیہ یاہی بہ ضبط قلم در آورده و زائے مذکور سبب

مریدی حضرت شاه همیشه در ذکر و فکر و درویشی مشغول می ماند نصیلت هم دست
اما به مقتضای این بیت حضرت خواجگان شیراز

فلک به مردم نادان دید عنساں مراد تو اهل فضل و دانش همی کتابت پس
لهذا از دنیا هیچ فایده نیافت به قوت استعداد علمیت تن جوار هر القصریف
و علم صرف و شرح آن به عبارت عربی و شرح دیگر به عبارت فارسی و تصانیف
و زبان ترک که بر قطعه اش مصنوع به اسامی های هر شئی علوه چنانچه قطعه العبر
و ما يتعلق بها و روابط و ما يتعلق بها و دست و هشت تعنیف کرده هر دیوان
بر روی غزلها مرتب ساخته روستای غزلها ردیف الالف قافیه الالف
من الالف

| | |
|-------------------------------------|--------------------------------------|
| اردل روشن چو محبام صفا داریم ما | یکس طریق از ابتدا تا انتها داریم ما |
| کارهای کشاید اندام و پیران بیشتر | قامت خم گشته محراب دعا داریم ما |
| راست بر سر قد ایامه عرفانی است | هستی خود عقده بند تبا داریم ما |
| زود ز ورق از سبک سیری بسا اصل میرسد | ایں صدا در گوشم آمد از کف دریا مرا |
| تازه گردد روح من از اشک و آه عشق او | راحت افزای دل ای بی باق هوا باشد مرا |
| مطرب بنواکسینجی نه گرم عنسان شو | در کوچه دل با به و آن بی سرو پا را |
| خرآش سینۀ عارت خیال غیر بود | ملاش عفو نرو راست حرف بیجا را |

ردیف الباء من الالف

| | |
|-------------------------------------|--|
| رجوش گر به شوق تو رقص من پیوست | بود حیات صفت خانه پر آب مرا |
| از در گفتار تو در دل گره دارد و صدف | معدن از لعل تو دارد و در حکم خون ناب مرا |

زیاس آشنائیهائے مردم لبکمی ترسم . چشم می قلند شرکان برنگ نیش عقریه
تاقیه التاء من الالف

بنازم از فروغ حسن وال داغ محبت را که نور از مهر رخشانش بود صبح قیامت را
ردیف جیم من الالف

گر گنی چوں سکه باز از آفتاب خویش را . میدهی در کوچه دلها و داج خویش را
تاقیه الخاء من الالف

تمامی و زو فیسم غم دوست مانده ایم . باشد هوای یار به دل انقراح ما
تاقیه الخاء من الالف

عفو عتوم از مکند زلف او دارست نیست . هر لب بر سچید ماک عشق او بر شلخ ما
تاقیه الال من الالف

تلخی جان کنده عشاق شیرین یافتم . زین علادت بست لب در میسول نریا
چرخ گرد و پر غبار از آه کرد و الوده ما . بود بے روزن مگر این خانه پر و دود ما
تاقیه الال من الالف

زاهد مکرهای تو و اصل پناه خواست . لاحول جانب تو بود اعتبار ما
ردیف الراء من الالف

آزوده دل چه عیش کند از نشاط دهر . شاخ گل شکسته نه بیند بهار را
تا ابر دست رنگ گلستان زنده گیت . بنده خزاں مکن چمن اعتبار را
ما خرا مان بگذرد سحر و در گلزار ما . چشم حیرت می شود هر رختنه دیوار ما
و آهلا هنگام پیری قفل دل و میشود . این صد در گوش من وقت سحر آید مرا

تقافیه الزاء من الالف

پروانه یافت فلعت ز کین ز سوز عشق زینسان شد امتیاز ز عاشق نوازا

تقافیه السین من الالف

تا چشیدم لذت از شهید و نیا یک نفس دست بر سر از تداخت چون گس باشد مرا

تقافیه الشین من الالف

تبا شد خوف از زین و بلا کامل عیاں را چه پاک از گرمی آتش طلای صا و معیش را

تقافیه الصاد من الالف

سالك از من نفس مقصود حاصل میکند ره بود بر گوهر مطلب دم غواص را

تقافیه الطاء من الالف

بظلم روادار شدن جور نبولیش است از خط زدن قاهر شود نقش مقطار را

تقافیه الظاء من الالف

نکته گوهر صفت را طرف صالح لازم است گوش باید چون صد تا بشود و موعظ را

تقافیه العین من الالف

واصل بیان است سراپا فن بدیع پیدا است از معانی ما اختراع ما

تقافیه الغین من الالف

به فروغ دل ز صبیحان مد و طلب امداد حسن بیان است بر روشن چراغ ما

تقافیه القاء من الالف

در سینه ما وحدت ذاتی چو گره بست جز گوهر یکتا نبود در صدف ما

تقافیه القاف من الالف

تا هست کم بر رخ تو اشتیاق ما افتد بر جان شرار ز تمام فراق ما

قافیه الکاف من الالف

دل چو آزاد از علایق شد به نیرنگی شتافت شیشه کمره به بینی رنگها

قافیه اللام من الالف

از لپیدن رقص بیتابانه دایره در خمیم قاتل از بهر تماشا می کند بسمی مرا

قافیه المیم من الالف

قطع پیوند علایق پنجه مغز را سوزد لبتگی با شاخ باشد میوه های خام را

قافیه النون من الالف

تلخ شه عیشم ز محنت های ناکام رقیب بی حلاوت کرد این سنگ ته دندان مرا

پنجه منغزی بجهاں موجب شیرینی است میوه خام کند تر ششی دندان مرا

در روزی شود مسدود در فکر و بدن با به پستان خشک گردد جوی شیر از ناکیدن با

قافیه الواو من الالف

به سعی هر چه بر آید عزیز تر گردد که اعتبار تپاشت نهال خود و و را

قافیه الحاء من الالف

رازستان را بجز متن که محرم نشد بزم هر گوشه است از بس شیشه و پیاده را

سر بسرا بادی و نیساتهی از فیض بود بر شال خاوه داماست خالی خانها

قافیه الهیزه من الالف

چون نه ز خویش بسکه مرا پا بریده ایم از هر مقام عشق تو خیزد نوا می ما

قافیه الیاء من الالف

بسکه از سیب ز خدانش ندمارم بهره
میرسد از گریه من میوه آب مرا
یعنی از رنج بی مغز از جهاں کے بہر بردار
نباشد جز شکستن حاصلی بآدم خالی را
بد تو شمع ہم از شمع ہویدا گردد
باشد از فیض خدا فیض خدا دانی را
بد که سوزی شمع سان از شمع بادقت سحر
روز روشن گشتود در گوشه نشینی چرا
نباید فاش گفتن عیب هر کس را قلم آسا
از دیوان دوم :- قافیه الباء من الالف هـ

خدا پند دہ بخت کس چو برگردد
بود بدیدہ بیناشی تو تیا آب شوب
تار و پود اہل عشرت را نہ غفلت یافتہ
خواب بالین است بہر صورت زیبا نصیب
مرا یہ تبحر معلوم شد چنان وصل
کہ آرزوی دل خود بجز خدا مطلب
قافیه الباء من الیاء

صبح دم آل ہر تابان تا کہ بردارد نقاب
در نماشا گاہ حسنش سر برآرد آفتاب
۳۷ - شیخ نور محمد تخلص عاصی بر بان پوریت دتے نوکر نواب
نصیر الدولہ بہادر عموی قلم منزلت آصف جاہ صوبہ دار بر بان پور بود
دار و علی قلم دان داشت بعد فوتش در فرقہ سپاہ ملازم آصف جاہ گشت
الحال تعینات میر عبدالحی خاں وقار دیوان صوبہ دار است طبع نظم درست
دارد اس اشعار از فکر ادست هـ

مصرع خود را اگر سوسہی موزون نوشت
غنچہ ہم در فکر بند و بست مضمون نوشت
اعتبار دولت دنیا بہ چشم عشق نیست
داسن پیر گہرا ز چشم پر خون نوشت

صورت خود دید در آئینه و از خویش رفت
 رونمی آورد دل عاصی بسوی پیچ کس
 با قدم خم شده از درد کشیدم آه
 حسن بے ساخته دامن پلایو و بدل
 میروم در سفر عشق بچشم گریاں
 اوراق دلم را چو پریشان کند آن زلف
 گر یکدم از لطف گذاری سوئے عاصی
 زدوده آه ما این گنبدیناست میدانی
 نباشد بر فلک ننگ شفق قایل که می بینی
 بخون عاشقان از بسکه بازی کرده ظالم
 ساقی ما اگر بدست آوردی آئینه را
 می نشیند پیش رویت هر سحر با اعتقاد
 تا قیامت باز خواهد داشت چشم خویش
 از تقاهای او در سینه شد دل تحت تخت
 بسکه داغ سیه بر لوح جبین کردیم طرح
 ستار و پود خرقه را کردیم رنگ از خون دل
 تا کردیم از آن کاکل مشکین سخن طرح
 در گلشن آئینه ز بس عکس تو جا کرد
 تا در صفت لعل تو حرفی بلب دارد

ساقی ما مست جام لعل میگوں خود است
 سما جمال یار در خود دید مفتون خود است
 تیر ناوک ز کمان جیت خدا خیر کند
 شانه باز لعل تو پیوست خدا خیر کند
 راه این یادیه آست خدا خیر کند
 با تار مژه از تکه شیرازه کند چشم
 از دل بکند خانه و دروازه کند چشم
 سحایش از کف دریای اشک تا میدانی
 ز خون کشتگان تنبیس نشان پیله آمیدانی
 بدست نازکت رنگ خنایا است میدانی
 سازد از جام نگاه خویش مست آئینه را
 شعله حسن تو کرد آتش پرست آئینه را
 پیش رخسار تو حیرت نقش بست آئینه را
 کم نگاهی آن ظالم شکست آئینه را
 از برای نام خود نقش نگین کردیم طرح
 مال بس خاکساری را چنین کردیم طرح
 کردید بهر طرف سواد ختنه طرح
 از پر تو رخسار تو شد با سمنه طرح
 کردید ز هر غنچه به گلشن دهنه طرح

آه دل خون شد از جدائیها بسمم کرد آشنائیها
 داغ شد لاله تابه صحر ا دید کل نقش بر مینه پائیها
 فتاد عکس رخس بے حجاب در تپه آب نمود جلوه صد مانتاب در تپه آب
 چنان ز بهر تو عاصی مگر نیست ای ظالم که گشت فانه مردم خراب در تپه آب

رباعیات

از جلوه گرا بس آئینه آفاق است هر کس به جمال خویشتن مشتاق است
 از سوز نوا ی در دکن آگاه نیست این راز به پرده دل عشاق است

در عرصه دهر تا که پیدا است سخن روشن گرا آئینه دلهاست سخن
 از بسکه به دهر کس خریدارش نیست از بے قدری چو ماه نو کا است سخن

ای شکل هلال کرده ابرویت آئینه ماه پر توے از رویت
 آسان توان ز بند عشقت رستن آویخته دل به حلقه گیسویت
 ۳۸ - شیخ محمد انور یکدل تخلص پیر شیخ محمد فال است که قدمت
 دار و غلی کچری دیوانی سرکار نواب آصف جاہ سر قرازی داشت بعد چند روز
 به نیابت دیوانی نیز مامور شده بود در همان ایام از میں عالم فانی رفت
 قابلیت داشت اما میان محمد انور با استعداد قابلیت از مقربان آصف جاہی
 گشت مجموعہ کمال خوبیا و ہر ذل عزیز بود یہ تما شاہے رقص و سرود

لے تذکرہ بے نظیر ص ۱۴۸

شوق مفرط داشت در شا بهماں آبا و دیعت حیات را به موفقان
 قضا و قدر تسلیم ساخت از فکر سااشار خوب می گفت از فکر
 دوست ه

روے تو هر که دید به مصحف شبیه گفت
 عاید ز کعبه گفت سخن از عارفان رخس
 از مسلک تمییزه عشق دور بود
 شب بلوه کردیاده و زاهد نه دید هیچ
 بے شاه می شود نسق ملک خراب
 صحرائش شد از مرز اختلاف ملق
 نه دیدم راستی از بس به طبع مردم دنیا

ازاں رو سلام این کجا را دوست چپ کردم

۳۹- شیخ غلام حسین عرف میاں خوجن آمد او مخلص بریان پوری
 همیشه زاده حافظ گمانسی صاحب است که با انواع فضایل آراسته
 بود مشائریه در سلک ملازمان آداب نظام الدوله بهادر شهبه برافرازی
 داشت بهره از علم عربی دارد به قوت طبیعت فکر هم می نماید از دوست ه
 گریه صحرانگه او چمن آرا کرد
 صندی رنگ بتی گرسه دریاں دارد
 چو نوشد تا آواں دیوانه زلف گره گیرش
 شلخ او قلم ز کس شهلا کرد
 در و هم گم کرد میرا به تمنا دارد
 زبان زبانی عجب کشید یازنجیرش

نیمه آنم چنان از پرده حشیش چهره بکشاید
بیاں چون کلک بانی یک قلم شد حرف تصویرش

موج دای در طیش از آب می خواهم ما
پاره بے تابی از سیماب می خواهم ما

در لباس سلطنت خواهم رنگ فقر هم
راحت بے خوابی از کخواب می خواهم ما

عذر مجنون خواست زنجیر یک در پایم فتاد
آه از دیوانگان آداب می خواهم ما

در تحیر اشک ما خونین دلاں بویه نیست
ز گس تصویر را سیراب می خواهم ما

مدعا و البته چشم غنایات شماست
حیف آن امریکه از اسباب می خواهم ما

دارم عشق نو جوان امداد با پیرانه سر
باده گل رنگ در مہتاب می خواهم ما

از دلش کن محو یا رب یا دنیای مرا
بشکن انقلاطر شکستن های پیمان مرا

بے تو در شهر دل ما عشرت آئینی نه بست
تو را ز مهرت بود شمع شبستان مرا

یا لباس سر و چشم خوابان می روم
تا بود بر من نگه برگشته ترکان مرا

اگر گویم چنین ابروست آن ابرو کمان من
رسد که تیر چشمش میشود خاطر نشان من

آنها که زلف یار مکر زوشته اند
هر سطر این مسوده ابر زوشته اند

امداد مرد می که دانند آشنا
مضمون اشک به اختر زوشته اند

سازی تو حنا نهانه در خون لطیم ؟
ای داغ نگاه بر سوزنی گلی و داغ شویم

خورشید پناه این مسله از کدام بیت یارب

در بر کردی تبسم رقیب و ما را باد تو رویم

هم نصیر الدین خان داتا مخلص برادر جمال الدین خان است که

در عهد سلطنت بهادر شاه یا دشاہ از مصاحبان منعم خان غاثنیان بود

به سبب جاگیر قلعه که در صوبه برار است در بلده ایلچ پور سکونت اختیار
نمود و به حسب و نسب شرافت و نجابت دارد و از طبع قابلیت اشعار مینماید
از دست هـ

صراحی سجد ام ساغر پرستم تا چه پیش آید
قلندر مشربم آزاد و صنم رند بے یاکم
جشن نشاط کرد گل همچو بهار هر طرف
حیرت برق حسن یار بسکه زگر به جوشند
پیر معانی اعتقاد میکرده را چو در کشاد
در تو کس نیست نیست نیست بقاش جاودا
با تو مراست آرزو خواب فراموشی ز خود
آصف مهدی نصیر یافت ز روح خوابه فیض

بهر سو میروم از خدیش مستم تا چه پیش آید
حریفان هر چه میگویند مستم تا چه پیش آید
چون گل و سر و مید همیشه و جام نای و دوش
قطره اشک شد گره بر مژه چون درخفت
ساغری کیف نهاد گفت بنوشم لا تخف
غیر تو که هست هست هست بهر من تلف
سینه به سینه رو برو دست بدست کف کف
طالع اگر مدد کند و امنش آورم بکف

نمی رسد به خدا نشه بجای شراب

چه جای بنگ چه افیون شرابی شراب

۱۴۰۰ نورالدین علی رنگین تخلص پسر ضیاء الدین حسین خان است که
صدر الصدور ملکت دکن بود مدت دو سال ضمیمه ممدارت بخدمت خانسانانی
مکران نواب آصف جاہ امتیاز داشت مشارالیه بعد فوت پدر با عتاز منصب
و خطاب ضیاء الدین حسین خان سرافرازی یافت جوان قابل است
تکر شعور دارد این چند ابیات طبع زاد او است هـ

چو شد دورم خبر بای تو بے قاصد رسید اینجا
 تو با آئینه گشتی گرم محبت دل طیبه اینجا
 از ما پیرس مال گریبان و آستین
 داریم بے تدبیریه گریبان و آستین
 گم کرده ام بیاد خطش دست و پای خویش
 دارم گل نبغش به دامن و آستین
 هم رفته دست و پوس گشت و هم نفس
 میرانم این گس به گس ران و آستین
 افشان بخون دل شده رنگین قباے ما

از ما پیرس مال گریبان و آستین

۴۲- شیخ احمد قدس تخلص اوزنگ آبادی از قوم نوایت است ناظم شهر
 استاد و خوب معنی یاب بود فکرش در داشت از دست ه

دیدن روی ترا هر که تمنا می کرد
 حیرت آئینه را کاش تماشا میکرد
 دلم از داغ جنون سرو چرغان شده است
 کاش می آید و از و در تماشا میکرد
 تراز گلزار عدم خنده فرو شمع کردند
 به جو گل خرقة صد پاره بدوشم کردند
 دامن از قافله اشک به خشان گردید
 از لب لعل کسے نکته بگو شمع کردند

دست در دامن یار نماز من داریم ما

چین پیشانی بروے آستین داریم ما

۴۳- نوازش خاں زار تخلص پسر علی مردان خاں است که در عهد
 سلطنت محمد فرخ سیرالچی شاه ایران شده در شاهجهان آباد آمده بود دولت
 و قابلیت خوب داشت در دکن به عالیجناب نظام الملک آصف جاہ رسید
 مورد عنایات گشت دریں جایا بل طبعی در گذشت این خلف رشیدش

خطاب نوازش خاں یافتہ بخدمت دارد و نعلی سائر بلده اورنگ آباد
 مامور بود صلاح و تقوی دارد و به طبیعت قابلیت فکر شعری نماید این چند
 بیت طبع زاد اوست

در بزم تو تاز پاشتم چوں نقش به ندما نشتم
 چوں کرد به شوق پائے دسی در کوئے تو جا بجا نشتم
 گشتیم چو سرمه خاک و آخر در دبدبه تو نیا نشتم

از بهارش گل نه چید رقیب
 فار شد آنچنانکه می باید

۴۴ میر یوسف خاں لیسلی تخلص همراه مبارز خاں بود یار صحبت
 دلاور خان نصرت است و دیعت حیات نمود از اولاد و اقرباے او در قلع
 فرخ نگر بمقریب خدمت قلعه داری آنجا اقامت دارد فکر شعر میکرد
 از دست به

حیرت زده چوں صورت دیوار نشتم یایار نشستم و چه بیکار نشتم
 ما قیمت اسلام خود از کفر فرو دیم بردانه تسبیح چو زنا نشتم
 رنگین شد چوں لاله ز خوں خایه لیسلی از دولت تیغ تو بگذار نشتم
 از غم جگر فگار بردیم این گل بسرمه زار بردیم
 صحرای عدم ز لاله پر شد تا ماول داغدار بردیم
 از حیرت ما نمود واقف آئینه به پیش یار بردیم

ای وفات داشت قدری این منس بهر یار بردیم

خاک ره او شدیم لبیل

از سر چه اعتبار بردیم

۴۵ - میر کمال کامل تخلص بر بانیوری بسیار خوش روئے و خوش فکر

بود و در عنفوان جوانی ازین سرای فانی به عالم مآودانی رقت از فکر اوست ه
غنچه چوں در یار او عوی آه دایان تنگ کرد گل بختید از تعجب گفت بلبل واه واه

شاید امشب در چراغان روغن گل ریختند

جنگ یا پروانه دار و قوج بلبل واه واه

۴۶ - محمد قلی تسلیم تخلص بر بان پوری زبان تصوف خوب داشت

از پریشان احوالی میگذاشت ایند فواب متو خساں بهادر خوشگی مرحوم خبر او
می گرفت رقت نمود از طبع قابلیت شعری گفت از دوست ه

فکر خود در فکر یالای تو عالی کرده ام زان کمر بار یک تر نازک خیالی کرده ام

در ذراقت نیست غیر از مرگ رانی بالشم داغ پیلوئے تو گلهاے نهالی کرده ام

حرف حرفم خوش نگاهاں را زندناخن بدل بسکه من تعریف ابروئے هلالی کرده ام

این غزل را مصرع ذواب بر کرسی نشاند من بقدر رم درین صحرای غزالی کرده ام

اس دو بیت از مثنوی او که در تعریف هند و پسر گفته ه

که رساند بگوش صاحب رام وحشی تازه او فساد بهرام

دل من مهر نقش روی تو بیت که بگویند آفتاب پرست

شعلہ نمرزودہ تسلیم ز دل حرف کلیم میکشد خار دین بادیه دامان ازمین
ایامی که انور الدین خاں بہادر مرحوم فویدار سیکا کول بود بہ ارادہ ملازمت
نواب نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ بہ حیدر آباد می آمد اذانتناے راہ
در عرضی مرسلہ خود این بیت نوشتہ بود ہ

ہر دم از شوق آساں ہوی میثوم محبوبے قرار یہا
در تمنیج این بیت غزل گفتہ ہ

چہ نگارم ز بے قرار یہا بے قرارم با انتظار یہا
چہ گلہ از تغافل یا راست چوں از خود نیست چشم یار یہا

سوخت گر بہر شمع پروانہ

شمع را بہر کیت زار یہا

۴۴۔ محمد حامد مخاطب بہ حامد علیخان دولت آبادی شاگرد مرید
شیخ ابابکر الہ آبادی چشتی است حنفی المذہب صوفی مشرب بہ اہل محبت
ورنگین مشربان یار و بسیار دوست دار اذ قابلیت شعر فہمی و در اکثر صحبت
مشاعرہ نواب نظام الدولہ شہید و قتل بجا کردہ مورد تحسین می گشت بموجب
وصیت پیر خود شعر نمی گوید گاہے بعد سال و ماہے بہ شعر فارسی تر زبان
میشود چنانچہ روزے امر وی کہ منظورش بود یا لباس رنگین بنظر در آید
بدیہہ گفت ہ

داد صد رنگ خوشدلے بدم جامہ سبز و چیرہ گلنار

در جشن وزن نظام الملک آصف جاہ گفت ۵

از پیرنشا این خداوند جہاں لعل و گہر آئندہ زکان و عمان

بار وے جہاں فروز در وزن

خورشید در آئندہ یہ برج میزان

۴۸۔ میر یحییٰ محاطب بہ عاشق علیخان ایما تخلص صید زادہ۔

خوش حال فاقا قاتال است کہ در عہد بادشاہ عالمگیر بنگلہ جواہر ساختہ
معاتب شدہ بود یہ سبب شوخ طبعی اکثر اوقات از ناخوشی بادشاہ کم منصب
می گشت بنا بر خانہ زادی بعد چندے باز یہ منصب اصل سر بلندی می یافت
ہر گاہ بہ عتاب پادشاہی می آمد می گفت خوش مالی ما جای نہ رفتہ است
در ابتداء ایام سلطنت فوت شدہ میر یحییٰ از دست گیری وزارت خاں
پسر دیانت خاں مرحوم بہ منصب پانصدی و خطاب خانی سرافراز گشت
از روشناسان نظام الملک آصف جاہ گشت بعد از انکہ پریشانی باحوال
اوراہ یافت ہمراہ دلاور خاں پسر دلاور خاں نصرت مرحوم کہ بہ قلعہ داری
و فوج داری و دیوانی سر امتیاز دار و رفت و گذشت استاد فنون علم ہندی
بود چند کتاب تصنیف کردہ از فکر اوست ۵

چہ ز نخواستن آبروے سایلان بوسہ نختہ یا کہ گویم غور کن این ماجرای آشنا
سالمیکہ مبارز خاں بہ ارادہ جنگ نزدیک لشکر ظفر اثر نظام الملک آصف جاہ
رسید عبور دریای پورتا کر و شہرت یافت کہ از رعیت دہشت از دریا گذشت

۵۔ تذکرہ بے نظیر صفات اردو کلام

سال تاریخ پوچھتے یاراں گفتش ڈیر گیا میار زخاں

ابیات ایہامی

عاشق نہیں ہے تجلوں کچھ خوف مصیبت کا
 کیوں نہ گھسراوے دو کمان ابرو
 موسیٰ علی رضا ہے مینگے امام ماسن
 واسطے جس کے کھینچے ہیں پتلے
 جب تلک تھی جنس گھر میں بیچ کھاتا تھا فقر
 اب تو کچھ باقی رہا نہیں ہے مگر بچوں خدا
 طبیعت عشق سین پوچھا زینچا نے علاء دنیا
 کہا تجھ پر بھلا ہے سورہ یوسف کا دم کرنا
 یار گھس جاتا ہے یارو کیا کروں
 آہ گھس جاتا ہے یارو کیا کروں

۴۹۔ رضا علی گھاں فدا تخلص شاہجہاں آبادی از ہندوستان ہمراہ
 نواب نظام الملک آصف جاہ بدکن آمدہ بخدمت قلعہ داری سرائے نئی بابت
 نجیب و شریف است بہ قوت طبع قابلیت فکر شعر دارد از دست
 گفتہ کہ پود منتخبان مصرع قامت ابروش نشان داد کہ ابی بیت دگر ہم
 جائے کہ یہ مینی نہ تیز است نہ انصاف

دہنار اقامت نہ کنی بلکہ گزرم

۵۰۔ خواجہ کامگار خاں اورنگ آبادی عالی تخلص از اولاد حضرت
 خواجہ نقشبند مرید شاہ نظام الدین است سالیکہ حضرت از شولا پور باورنگ آباد
 تشریف آورہ یہ سبب اخلاص کہ با خواجہ مسطور و خواجہ نور الدین برادر خوراد

داشت در همسایگی آنها خانقاہی ساخت و ہما نجا رخت ہستی انداخت،
 الحال در آن مکان مسجدی عالی و گنبد مرقد منور او ساخته شدہ و نہر آب بہ
 خواجہ کامکارخان ملفوظ حضرت شاہ نظام الدین نور مرقدہ مسمی یا حسن الشاہیل
 تصنیف نمودہ خدمت دار و عنگی عدالت العالیہ بلکہ اورنگ آباد داشت
 مدتی است کہ ودیعت حیات نمودہ اکثر اشعار خود را در ملفوظ پیر خود ساخته
 از دست بہ

| | |
|---|-------------------------------------|
| ایں دل غم خورده را در فکر مایاں ساختند | چشم مارا در پئے نظارہ حیراں ساختند |
| قدسیان عالم بالا بہ تمییز لیش | خون دل خوردند تا فعل بہ خشاں ساختند |
| تا کہ حسن آں پری در دہر عالم گیر شد | حسن یوسف را در وں چاہ زنداں ساختند |
| ہر کہ تیر غمزہ او خورد تا مشہر نہر | آب پیکانش مگر از آب حیواں ساختند |
| تا کہ ان ابروے او حلقہ بہ شد چوں ماہ تو | قامت خم گشتہ را عشاق قرباں ساختند |
| ساکنان عالم قدس از ازل شکر خدا | بہر عالی ستہ نظم الدین برہاں ساختند |
| طفل اشکم خاکبازی میکنہ تار و زحشر | چشم خود تا بر غیب از خطای انداختم |
| پریشان گیسوے او را ازاں زینار خود کردم | کہ اندوز ازل چوں حلقہ زلفش پریشانم |

نکاحیہ ما ادا فی کیت در کار من ای عالی

با نماز تغافل می کند صدر رختہ در جانم

۵۔ میر محمد علی انصہ تخلص شاہجہاں آبادی پدرش شمسارخان بہارونگی
 ہفت چو کی نواب نظام الملک آصف جاہ امیاز داشت بعد فوت پدر بزرگداشت

لہ تذکرہ بے نظیر در سفینہ صفا

ہمت یار خاں بہادر صوبہ دار بیجا پور در جنگ بے ہمت خاں لعین بکار آمد
جوان قابل خوش فکر بود از دست

نہست پیرایہ ہر تیرہ دروں جامہ فقر
رسم آئینہ دلاں است نمیدوشی لم
تبارخت از مے عرق افشان شود
خانہ آئینہ چراغماں شود
نگہ شمشیر قاتل بود شب جائیکہ من بودم
تماشا نیم لبمل بود شب جائے کہ من بودم
گل داغ محبت چوں سویہ اور دل تنگم
بہراغ ہفت مغل بود شب جائے کہ من بودم
نہ تھا لالہ از داغ رخت گل در گرہ دارد
پریشانی ز گیسوے تو سنبل در گرہ دارد

ہنگامے کہ نواب نظام الملک آصف جاہ در شاہجہاں آباد اقامت داشت نواب
نظام الدولہ شہید از اورنگ آباد روانہ حیدر آباد گشت شہے در اثناء راہ
از کثرت بارندگی مردم لشکر تصدیع یافتند در اں وقت بارش در خیمہ
خواجہ نجم الدین خان نشستہ بود از خیمہ قلندر ی آب پاشیدن گرفت خواجہ جبر
گفت کہ اگر زیر این قلندرے خیمہ دوم می بود آب بریزش نمی گیرد انصوح بدیہ
ایں بیت خواند

آزادگان اسیر تعلق نمی شوند از خیمہ ہالیس است مرا یکہ قلندرے
صبح آں کوچ شد نواب نظام الدولہ شہید در خیمہ دیوان قانہ بر آمدہ ساعتی
استاد خواجہ نجم الدین خاں عرض نمود کہ انصوح بیتے بدیہ گفتہ نواب جانب او
متوجہ شد انصوح ہماں بیت مرقومہ خواند نواب شہید تبسم کردہ ارشاد کرد کہ
ما برین بیت حرفے میگوئیم آزادان را قلندر ی ہم در کار نیست انصوح بفرمان رسانید
کہ مدعی من آوردن لفظ آزاد و قلندر راست

۵۲- آقا صایا مستعد تخلص از ایران به هندوستان آمده همراه

غازی الدین خاں بہادر نیز در جنگ بود بعد قوتش بدست در بندگی نواب
نظام الملک آصف جاہ از پریشانی اوقات یسری برد سائے کہ نواب آصف جاہ
روایت شاہجہاں آباد گردید متقریب تعیناتی در فوج دکن بودہ از روشناس
نواب نظام الدولہ شہید گشتہ مورد عنایات شدہ بخطاب مستعد خانی سر فرازی
یافت صایا سخن بود از فکر اوست

اسیر دام مجرم زندگانی را تماشا کن نردم از فراقت سخت جانی را تماشا کن
بہ گلشن بے رخت گرمای گل بر سرم افتد ز پا چوں سایہ افتم ناتوانی را تماشا کن
بیادست عالمی دار و دلم در کج تنہائی ز در غافل در آغوش نہائی را تماشا کن
ز رنگ شک گلگونم رخ زدم ز بھرای گل بہار زندگی بنگر جوانی را تماشا کن
گذرے کن من اے ابر نیسان کرم انک ز بحرین دو چشم در فغانی را تماشا کن
بیایکم بہ یزم مستعدای غنچہ خنداں رخ زرد و سر شک ادغوانی را تماشا کن
باسبید جمال خاں بہادر پسر عضد الدولہ عوض خاں مرحوم ربط خاص داشت
در جنگ یا بجے را و ایں بیت سپر سواری بحضور نواب شہید خواندہ

بہرہ و نمودن تو مرتضیٰ علی شمشیر خویش داوید بید جمال خاں
نواب شہید فرمود از تعریف یک سردار دیگر سردار ان از شما ناخوش خواہند شد
حب الامر قصیدہ بسوطا گفت بعارضہ جنونے ازین عالم رفت۔

۵۳- میر محمد علی شہید تخلص پسر عسکر علی خاں است کہ ہمیشہ زادہ

لے تذکرہ بے نظر ص ۸۵

تربیت خاں عالم گیری بود و خدمت قلعه داری قلعه دهر پ داشت بعد مدت
دیوانی سرکار ذاب آصف جاه سر بلندی یافت و به عالم علوی شتافت از
اولادش مشارالیه با استعداد قابلیت فکر اشعار می نماید از دوست ه

| | |
|---------------------------------------|--|
| ز نامت نامم تا برگ گل گردد در انگشتم | حتائی میشود چون پنجه مر جان هر انگشتم |
| چون گس تا رقم سازد ز چشم دلبر انگشتم | بود آئینه وار یک گلستان ساغر انگشتم |
| به شرح سوز بهیراں نامی ترسم که داسوزد | ز تحریرش حنا شد شعله شمع آسا بر انگشتم |
| بستم جام می سوزد ز لب دور از لب لعلش | بود چون شاخ گل آئینه دار از افکار انگشتم |
| اگر ترخ گداز سوز بهیراں رقم سازد | کند مانند شمع ایجاد چشم تر هر انگشتم |
| ز لب تجانه خرمین کرد برق حسرتم امشب | بود چون رشته تسبیح عقد گوهر انگشتم |
| ز دم دست تفکر بسکه در زلف سخن امشب | برنگ شانه دار و یک زمانی هر مهر انگشتم |
| مرا پایک چمن گلدسته جوش تماشا می | بسان شاخ زر گس چشم با دار و هر انگشتم |
| نویسم یک قلم تا نام حیرانی خود را | چو شاخ زر گس ز چشم حیراں بکسر انگشتم |

ضمیمه همچون سلیمان صد فتن زیر نگین باشد

اگر یک صد گیسو آید در انگشتم

۵۴- میرزا خلیل فیصل تخلص پسر عبدالرزاق خاں لاری حیدر آبادیست

پدرش رکن السلطنت ابوالحسن پادشاه حیدر آباد بود مشارالیه از گردش

سپهر بهر از نهایت پریشانی ایام بصری بر طبع موزون دار و از رطب و

یا لبس فکر اشعار فارسی و هندی و زبان مرهٹی می کند از دوست ه

خوش آمدی و خوش آمد مرا خوش آمد تو
 هزار بار بمنت کنم خوش آمد تو
 بدال خوش آمد دلهای ما همه این است
 خدا نصیب کند آنچه هست خوش آمد تو
 نذل خوشی تو مادل خوشیم و خرم و شاد
 خوش آمد همه دلهاست در خوش آمد تو
 ترا هر آنچه خوش آمد همای خوش آمد است
 خوشیم ما و خوش آمد همای خوش آمد تو
 خلیل لبیکه خوش آمد خوش آمد تو مرا
 خوش آمد بود هر لحظه خوش آمد تو

۵۵. مبارک یار خاں مبارک تخلص پیر مبارک روحاں است
 پدرش در آن سلطنت عالم گیر باو شاه به مصاحبت تربیت خاں بود سبب
 ورشت زبانی در دولت خانه بادشاهی از دست مغل کا شغری زخم شمشیر
 بر روی یاقوت بعد فوت عالم گیر بسیار پریشان شده بود نواب نظام الملک
 آصف قاه از قدر دانی به منصب بلند سر بلند ساخته آبرویش افزود و عمر و راز با
 بعالم بقا فرامید پسرش بر منصب و جا گیر مرفرازا است گاهی غزل یار باغی
 فکرمی نماید این ابیات از دوست

بلبل آسازده ام ناله و فریاد بے
 بچو گل یرقن خود جامه دریدن باقی
 باشد تا رفراقت زده ام پہلوئے
 لبیک آں صبح وصال تو میدن باقی

گرچه کردیم تہی میکده با از سر شوق

می ازاں زرگس چشم تو چشیدن باقی

۵۶. محمد عاقل عاقل تخلص مخاطب به دانشمند خاں در دکن آمده

به قرب نواب نظام الملک آصف جاه شرف اختصاص یافت صاحب معنی بود و دتے
است که به عالم معانی رفت از فهم و ادراک عالی شعرا ستادانه می گفت این شما
آید از فکر رسای دوست ه

شہید لعل شیرینے کے گردیدہ ام عاقل
بمکتوبے کہ شرح دیدہ خوبا بنولیم
نوبہار آمد حریفان ساغر صہبیا زیند
سرمہ بودم تال گشتم نکبت گل ہاشم
چیست مطلب از گزارم کوزہ ساز عشق را
ویدی کرد نقطہ بر سر کاغذ چوشنید
از تمتاجان بلب نزدیک شد
آئینتہ دو چار خویش کردی
نا توانی بسکہ دارد طایر آزاد ما
آب رنگ انتخاب تماشا کردنی است
جہاں ہلہل درداست آسایش کہ دیدنجا
عمری اگر بگوشہ عزلت نشستہ
ای خوشا عشوہای تنباکو
زلف لیلی و طرہ حوراست
جہاں لبریز حسن دست چشم دیدی باید
عشق و رزیدم و دل وقف ندامت کردم

ہماں چوں نیشکر خواند یکیدن استخوانم را
سرشک خامام گلگون کندنگ سیاہی را
خندہ برو منہج جہاں از گریہ مینا زیند
عشق می داند بہ نیرنگی کہ من رسوا شدم
سنگ بودم آب گشتم سوختم مینا شدم
یاد خون گرمی یاراں چہ قدر ہای کرد
گرد سد قاصد ز کولیش دور نیست
از حیرت ما مکن فراموش
دام خالی می برو از صید اصیاد ما
نرگستان است گلزار سخن از صدا ما
بقدر سخت جانی ہر کسہ در خون طہید اینجا
از خود بر آدھے کہ تماشاے دیگر است
عالمی مبتلائے تنباکو
دو دراحت فزای تنباکو
بہر سوماہ کنفاں است کہ چشم تماشا
شیشہ پیشکش سنگ ملامت کردم

عالمی را بر نماز ختم ابرو خواندم من یاس قبله کنج طرہ امامت کردم
 فتہ مست از جلوه می آید بہا نازکیت پنیہ گلشن می نماید شوخی انداز کیت
 نالہ ام سارکش بزم خموشی گشته است یاد چشم او ندانم سر شد آواز کیت
 واضی ام بر سر گشتن ای فلک کر ساعی

ہمچو ترگان کرد چشم یار گردانی مرا

۵۷۔ امین الدین علی مخاطب بہ مہدی علیہ السلام امین تخلص و لت آبادی

از اقربائے سید مبارک قاف قلعدار دولت آباد است با استعداد قابلیت فکر
 شعری نماید از دوست ۵

نہ چمن نہ غنچہ گلزار می خواہد دل چہرہ سبز یلیح یار می خواہد دل
 بادہ ساقی کنار آب ہفتاب خوشی ساقی امشب نشہ شرار می خواہد دل
 بسکہ دلچسپ است شیریں کاری آفتابش بوسہ زان لعل شکر بار می خواہد دل
 دلربای شوخ و شنگ ہر چند دل را می برد دلبر دلدادہ را بسیار می خواہد دل
 اظہار و رد دل بچہ مغمون کند کسے یک مصرعی است آہ کہ موزوں کند کسے

کر بیتو خورم شراب جانان جان موز و دل کباب جانان
 و ریاد تو دم بدم بہر کو چون تشنہ کہ بر مراب جانان
 شاید کہ رسید و نہ وصلت واد و لہ اضطراب جانان
 چہ قدر صید دل تو اں کرد در برش مایاس بادامی است

۵۸۔ حافظ محمد فاضل گجراتی قاری خوش الحان بود در بلد اوزنگ آباد

بغالی خدمت حضرت شیخ صاحب علیه الرحمة مفتوی می خواهم صلاح و

تقوی خوب داشت به وسیله نواب نصیر الدوله بهادر بملازمت نواب

نظام الملک آصف جاه مغفور قاتر گشت فکر شعری نمود از دست هـ

کس کند چو نظر چشم تو بهار ترا کشد به پروه دل خا خا چشم ترا

سیاه مستی عاشق دگر و دبالا شد چو دیده میگرد روزگار چشم ترا

چو عند لب نوازا است نغمه مستی کس که کرد تماشا بهار چشم ترا

چو شاه حسن کند عزم کشور و لیس بدست غمزه و بد اختیار چشم ترا

بدوش خویش شهادت بر دین تعلیمش زمییدگاه محبت شکار چشم ترا

همچو در گوشه عزلت نشستن بسته ام چو غزال از دام و تیا دل بختن بستن

چست و چالاکم رنگ برق در قطع امل تا کمر بر عزم از و تیا گستن بسته ام

خود پرستی را به خاطر من بجا رده می دهم

بسکه احرام جرم از خویش رستن بسته ام

۵۹ شیخ محمد فاضل سرمندی جو یا تخلص در دکن آمده بود جنون شر

داشت و فتنه در حالت افاقت می آمد معلمی اطفال هندو می کرد فکر اشعار

بسیار خوب می نمود از بلند خیالان است هـ

ز فیض عشق سیه آهنگ حسرت ناله دادم که موی صینه افلاک گردیده است افلاک

غم ندارد کشته چشم تو از خورشید حشر برزارش سایه از شلخ غزالان میشود

بسکه نیز است گلشن از بهار جلوه ات یال بلبل آستان گردیده و از پرواز ماند

شب که باد غیرت او شمع این کاشان بود
تا سحر از شمع نه در ناخن پروانه بود
میانم تا چه سازد با انقلاب شوخی شرکان
کردل شد پروه زنبور از بادش چو غزل

چنان از خانماں آوارگی دارم ز بیتیابی
که متواں دید اندر خانه آئینه تماشالم

۴۰- رای بدن سنگه موزون تخلص پدرش راجه جلالت سنگه میرنشی

نواب غازی الدین خاں بهادر فیروز جنگ م محوم بود عمر دراز یافته
تا حال در قید حیات است، رای مشارالیه بخدمت مستوفی گری دیوانی
سرکار دولت دارد آصف جاہ میرور امتیاز داشت دریں ایام نیز ہمیں
خدمت مامور است طبع موزون دارد نسبت از غزلیات در قصیدہ کئی
و ناریخ فکر خوب دارد و این قصیدہ در شان نواب شہید نظام الدولہ
بہادر ناصر جنگ گفتہ از نظر گذرانیدہ بود :-

قلم بہ مدح یگانہ خسرو نمودہ رنگین قصیدہ سر
کہ حسن ہر حرف اوست روشن ز آب ہیمچو شمع کوم
نوبت نصرت ز حرف ہاتف رسیدہ وقت سحر بہ گوشتم
کہ زخم رنگیں چو گل نمایم مشار سلطان فیض گستر
برای تحریر متن و صف جہاں خداوند مہربان
گرفتہ ام از بیاض نسیم ورق چو صبح سعادت آورد
ز زلف سبیل کشیدہ مسطر قلم گرفتہ ز شاخ رنگس
ز مشک آفریدہ اکر دم و لے لے بخیر بہ آب کوثر

دیر گردوں اگر یہ بینہ عروج فکر فلک خرام
 بذوق خواہد قییدہ من گہر فشانہ ز عقد اختر
 زہے جوان بخت پادشاہی کہ ہست دایم بہ نصر زوں
 جہاں تان لطف نصیب و فلک شکوہ و زمانہ داد
 بعد کسریٰ بہ قدر دارا بزور رستم بہ جود ماتم
 بہ بخت سرور بہ عظم بہ تریز بہ قیصر بدل سکندر
 برای نظم امور گیتی بود موافق بہ فکر و رایش
 ہر آنچه آمد قضا یا مضامین ہر آنچه دارد قدر مقدر
 زرش چو قارون سخا چو ماتم چو سد اسکندر است
 لبش چو عیسیٰ پیش چو موسیٰ زرش چو یونس چو حید
 چرا نہ اماند زمان بہ پیش کہ صرف عدل است ہمت او
 چرا نہ نازد جہاں بہ عہدش کہ جرم بخش است و بند پرو
 چرا نہ باشد غنی و مسکین بہ لذت عیش محفل آرا
 کہ دورا و ہست راحت افزا بہ بزم عالم چو دورا غر
 کجا سلیمان کجا سکندر کجا ارسطو کجا فلاطون
 کہ پیر گردوں بہ پیش رایش بود بقی خوان مع لطف غر
 ز ذات و الامتات نامر بود جہاں را بہار خوبی
 بعز و اتہال فتح و دولت چو قصر سازد قد اہمیر

۶۱- قاضی محمد صالح روشن تخلص ساکن بھرونچ چندے بہ قضاے

بندر مبارک سورت نامور بود و در دکن آمدہ باریاب جناب آصف جاہ

گشت و در ہمان ایام بہ عالم بقا رفت شعر خوب میگفت

بادہ چوں جان فو تن شیشہ بر در نیخت محنت را بگذارد کہ خون نیخت

نیار و دید رنج ہمیشہ دل بستہ صحت اگر یوف زنی دستے بہ شود آرد جلال

بہر کہ آب نہ اعتبار روی داد بغیر خویش کسے در میان نمی بیند

راحت بیجا مرا سر و رنج بود

یای چوں خوابید صاحب لیسرا

۶۲- میرزا جلال جاناں مظہر تخلص شاہ جہاں آبادی متصف

بہ فضایل و کمالات در ویشی است از ہندوستان یہ دکن نیامدہ در بلدہ

شاہ جہاں آباد کوس سخموری می نواز دودلوان مختصر اور سیدہ در فکر

اشعار فارسی در نیختہ ہندی و ابیات ایہامی عدیم المثل و کلامش ہمہ

پرازد و در و حال است تمام اشعارش مقبول طبائع و مرغوب و لہا لثت

ایں پند اشعار آید از طبع گہر سنج اوست

بیکسی مشہور کرد آخر بہ بیکتا می مرا داد تشریف خدائی فیض تنہائی مرا

مرف عشق خوش قدال گردید نقد اشک کرا کرد مفلس عاقبت ایں خرج بالای مرا

بنا کردند خوش رسمی بخوں خاک غلطیدن خدا رحمت کند ایں عاشقان کجا طینت را

بجائے سنگ طفلان بارہای شیشہ باید چو منظر میرزا اولوانہ نازک طبیعت را

۱- تذکرہ بے نیر صفت ۲- سفینہ ہندی ص ۱۵۸

کمن شکایت پیدا و دلیران مظهر
 بے حمایت نمودے کشتی ماذا ہد
 چو یو یا ہر گل این باغ پیوستہ جانم را
 مبادا بلبل دیگر پس از من آتیاں بند
 پیوستے نوشتہ ایم بہ لوح مزار خویش
 دیدی آخر حال باغ ای بیمر باغبان
 خداوند پس از من حال این دای چو خورشید
 چند روزے صبر کن صیاد ایام گل ہست
 کفر و دین امروز مظهر ناز ہا دار دین
 بلبلے می گفت از صیاد کز بہر خدا
 دلیران ہم نالہ دارند اما نالہ کاست
 عرس دیوانہ بجز مجمع طفلان کہ کند
 بلبلان را بہ بہائے زر گل می گیرند
 چوں دل مظهر کشید سوی خود و غمش مکن
 جان دادہ اند لیکہ غریبان دریں دیار
 در حیرتم کہ بہر چہ بردی از دست من
 فغانہ کس را نہ سازد سیل اشک با خراب
 این ہستی ما نیستی ہست ترا نیست
 مرد مہینوں مگر اے بید تو ماتم کردی

ریودہ اند دل از ما بیا دگاری ما
 سایہ دست خدا ابر بود بر سر ما
 ز شاخ ای باغبان آہستہ بردار آشیانم را
 تو اں آویختہ بر شاخ بلندی آتخوانم را
 این حرف گفتنی است بنامہربان ما
 رخصت روی چمن دیدن نامیدادی مرا
 نکر و آخر چو مہینوں پیچ کسر باد صحرار را
 میکشتی بسیار بے ہنگام و پر بیجا مرا
 سرور عنا ساخت عشق میرزا را چہ مرا
 جز بدست طفل گل رخسار نفوذ شئی مرا
 با نگ گل این حرف میگوید بسرگوشی مرا
 ترجمانہ شرر سنگ چراغاں شدہ است
 آہ دیوانگی امسال چاندراں شدہ است
 خاطر مجذوب را آزدہ کردن خوب نیست
 یک سنگ راہ نیست کہ لوح مزار نیست
 آندل کہ پیچ پیش تو اشل اعتبار نیست
 چشم ما نام خدا سراب مکر و خود است
 دین دعوی حق است گواہم مکر است
 آہ این موی پریشان تو بے خبری نیست

منہاب و شراب و انمطار
 بر سر خاکم میا و ادم زنی ای روز حشر
 دل کز غرق آتش سودا است گاہے دم نزد
 سوز دل از ہر بن جویم نمایاں کردہ اند
 فدائے ہمت آن قاتلم کہ بعد از قتل
 تا طواف قام کرم رو مایہ کند
 از رخ پر عفت گریہ بشور آمدہ است
 منظر از تیغ زگاہش مدد سے می خواہم
 گذشتن نیست آساں از مرزلف رسا و
 کنوں در جائے سر بیج مرصع سنگ می بند
 نیست خاک میکان منت کش شمع و چراغ
 شوخ من ہر گاہ گل بندی قباد بر کند
 لکنت شیریں زبا نہا از فصاحت خوشتر است
 منظر یہ دلربا است مضامین چیرہ اش
 تلف کے میکند حق ستم ہائے ترا منظر
 نقش منظر چو ز کویت گذر چشم پیش
 مرا گشت است دیار این مرگ با من مرگ
 باس شوخی زن ای نو بہار آتش در گلشن
 ز بعد گشتن منظر فتاد از چشم یاد اشک

این روز قیامت است شب نیست
 در کنار تخت مانند دل خوابیدہ است
 لالہ کم ظرف برداغے دکانے چیدہ است
 این جفا جویاں مرا سر و چراغاں کردہ اند
 بے نقوش من دو سہ زخمی و گر مزید کند
 خانہ در باد یہ ہا بر ہنہ پامی گردد
 آب بر آب چو آفتد بفعال می آید
 کہ ز جان کندن من مرگ بجای می آید
 کہ شب تار است و این در میان کوہ و کردار
 بطفلان منظر بالیکالفت بیشتر دارد
 خار بر گور غریباں گل نشانی میکند
 بر سر پایش ہجوم بلبلان محشر کند
 بیت لبہای ترا این سکتہ چسپا ترکند
 ہر روز بستہ می شود و باز تازہ است
 چو گل کہ جیب را پارہ سازی ز پر و پا
 آخر این مردہ ہاں است کہ بیمار تو بود
 ترا بر نقش من تا دید گفت این مرد چانی
 کہ شد مرغ پر و بالے غریبے آشیان داد
 چو من رفتہ نہال آرزوئے من بیمار آید

دماغش نشکفت تا خون عاشق را نمی ریزد

کسے از پیشہ نظر کے تو اند جیفہ بر سر زد

سینہ وا کرده بگلشن چو خراماں گزرد

حال چشم چو ز کوے تو دروم امیج پر سر

نو بہار آدم را نہ بجز در گلشن کفید

بگنج باغ نہ بیداد ظالمائے چند

دلیل جنبش ریگ رواں چه میر سی

با سینہ صافیم چه کند کیستہ کسے

اینکہ نظر یک نفس بے گویہ با شتم یا دیت

ز داغہائے سر پا مے خود خوشم نظر

جز تو بر دیدہ ما کس نگذازد قد بے

تربت ما یکس حاجت ندارد سوی شمع

دلے دارم کہ باید دید بر صد رجنوں شانش

نہ چوں مجنوں گز شتم نے بزنک کوہ کن دم

رسد چوں والی موتی بہ محشر عاشورا فتنہ

می توان داد بما خدمت خیاطی خویش

رشتہ الفت کل بست پروبال مرا

سحر خید گل و عاشورا بلبل در چمن دیدم

ما از نے قلیباں کسے کام اگر فتم

انار خندہ او از جلال آبادی آید

قیامت میرزا مہاست گزرا دی آید

بلبل از جان گذرد گل ز گریبان گذرد

ابر از قبلہ چو آید ہمہ گریاں گذرد

دوستان سال تدبیرم بطور من کفید

فتادہ است پرے چند و آشیانے چند

سپردہ اند دریں خاک نیم جانے چند

آئینہ از غبار مکر نمی شود

از نم شرگاں چو ابر تر خمیرم کرده اند

کہ جزو جزو مرا غم با انتخاب رساند

شہرہ دارو کہ دریں خانہ پری می باشد

بر نمی ناید دماغ غربت با سوی شمع

بیاض سنگ درو و مصاب سنگ طفلانش

کشیدی تیغ و چیزی زیر لب گفنی کہ من بزم

قیامت رفت بر وادی چو مجنوں مرد و من فتم

کہ بہ بالا مے تو عمر لیست نظر و ختہ ام

ورنہ من خساد صیاد چه می دانستم

بزنک امینز گردوں چوں سحر بیا خندیم

آخوند لبش بوسہ پیغام گرفتیم

گرفتار حیات از بهر زلف آن گره گیرم
 پس از عمری که تنها یافتم امروز قاصدا
 سیر مهتاب به ویرانه سلامت منظر
 چوں به بینم مرغ آزادی به شور آیم که بای
 در جنون هم میرزائی اندراج من ز رفت
 بنده چاک گریبانم که از فیض چو صبح
 از چنین آزادی بی وقت زمان بهتر است
 وادی مجنوں بهمد من پر است از کرد و یاد
 بروان نهاده از عاشقی را چوں جبابک خر
 چو مکتوبی که از شهری لشهری میرود منظر
 بگیر نام جنون پیش من که خواهد رفت
 باین غربت مباد ای صبح کافر بتلایارب
 چو منظر دور از کوی او میخواند این مصرع
 ز خاک بسته چشم مرده آلود و روشن شد
 بعالم نه و بست هر کس بر وضع خود یا شد
 تلاش مرز یاران سبک و خوب می آید
 ضرور افتاد اکثرون ز دست باغبان بستن
 تو ای صیاد ظالم و زخاں باری کجا بودی
 کذا افتاد مارا چوں بنجاک میرزا منظر

بموی بسته است این زندگانی همچو تصویرم
 من دل رفته جیرانم چو پرسم از کجا پرسم
 بر مراد تو شب عرس پر اغان نه کتم
 پیش ازین من هم نصیبی از پریدار شتم
 که برائے خویش حاشی ز گلخن و اشتم
 خنده با دارد بریش آسمان دیوانه ام
 گل چو رفت از دام مشت پر بر باد و ام
 بعد عمری خاک اوراد جنون آورده ام
 هوای دست را با خویش در یک پیر من بروم
 ز عالم آنچه من بروم همین نقد سخن بروم
 ز راه چاک گریبان چو بوی گل جانم
 که در عین بهارم باغبان کرد از چمن بیرون
 چو من یارب غریبه را نیاری از وطن بیرون
 که پر زیبا بود ز کان هندی را سپر بستن
 ز من دل بستن از یارب خاتم کمر بستن
 نمیداند کس جز قطره مضمون کمر بستن
 نصیب ما نبود امسال و رباع آشیل بستن
 چو گل داشت چه لازم بود بال بلبان بستن
 قیامت مطلق خواندم بر لوح مراد او

بخاک خون در ادا کوازی برای من طین کرد
 مرا از خانه معیاد بوی باغ می آید
 چو لعل از آتش این شک خورشید زهرام یعنی
 ندانم بر منظر هر چه واقع شد و می دیدم
 ز بس نقش خیالت کرده جای پرده چشم
 یاراں نفس نمیکند از درختیم زیاد گلستان
 منظر تو دشمن خودی اے خاندان آبرو
 نیست معلوم که بمنوں یکجا مدفون است
 جاں اذین تیغ بر دل آساں نیست
 خدا رحمت کند دل را چه منت های من کرده
 مگر چوب نفس از خار دیوار چمن کرده
 چرا این گرم جوشی رنگ پاں با آن من کرده
 کسے میداد جاں در پای سروی بر لب جو
 ز هر اشک نمایاں است ز پر شیشه تصویر
 منظر و فصل گل سفر کرد شبنم بکنید بلبان
 دل میباید دست سپاهی پسر که
 تا طوافش بکنم خیل غزالاں مدد
 با اے منظر خرم سلام که

رباعیات

در بندہ رعنائ عشق صنمی
 در شوق گزیتن کن پیچ کمی
 منظر بخت افسوس اداں که کشد
 بر تنگی هوا توئی قلبی

زانروز که فن الفت آموخته ایم
 بر دلبر دل داده نظر دوخته ایم
 داغیم ز دست دل و داغ ازو
 ما سوخته سوخته سوخته ایم

از گرمی جلوه کرده ام تب چه کنم
 من تشنه ز یک پایم کز رشک
 مشاطه رقیب گشت یاری چه کنم
 شد پرده میاں بوسه و لب چه کنم

اشعار ہندی ریختہ

اس گل کوں بھیجنا ہے مجھے خط صبا کے ہات
 اس واسطے بکا ہوں چمن میں ہوا کے ہات
 برگِ حنا اوپر لکھو احوالِ دل میرا
 شاید کبھی تو جا کے لگے دریا کے ہات
 جلتا ہوں میرزا کی گل دیکھ ہر سحر
 سوچ کے ہات چوری و نکھاصبا کے ہات
 آزاد ہو رہا ہوں دو عالم کی قید سوں
 مینا لگا ہے جبستی مجھ مینوا کے ہات
 منظرِ چہپا کے رکھ دل نازل کیتیں میرے
 یہ شیشہ بھیجنا ہے کسی میرزا کے ہات
 ہمارے ہاتھ سے بھاٹھ بھول بیاں اپنا
 جنوں سوں ستدر روئیں کہ رسوا ہو گئی آخر
 یہ حسرت رہی کس کس مزہ سوزِ زندگی کرتے
 قفسِ پنج کیا حسرتِ سستی بلبل یہ کہتی تھی
 جنوں سوں ستدر روئیں کہ رسوا ہو گئی آخر
 ارے خیریں خدا سو ڈر خبر لے اپنے عاشق کی
 قفسِ پنج کیا حسرتِ سستی بلبل یہ کہتی تھی
 یہ بلبل بے اجازت باغبان کے گل سستی ملتی
 کہیں دینے سیں جی کے وصل ہونا ہات لگتا ہے
 میرا جلتا ہے دل اس بلبل بیکس کی غربت پر
 یہ کہہ کے باغ سیں رخصت ہوئی بلبل کی قسمت
 کوئی آزدہ کرتا ہے سجن ایسے کون ای ظالم
 جو دو لختواہ اپنا منظر اپنا جاں جان اپنا

ابیات ایہامی

خداوند اٹھائے ہجر کے درمیاں سو پردے
 ہمیں صبا کے ایلام میں ڈالا ہمیں پردے
 رات کوں گھر بسا مجھ ہونین دگلین
 اہ جس کے باغ میں یک چاندنی کا پھول

چمکتے دانت دیکھے یار کے مسی نگانے میں جڑے ہیں قطبیا الماس کے یلم کے گمانے میں
 دہری سیپاہ کل آج آگے غنیمتوں کے چمکے چمکے گویا پھول ہیں تیرے شہدوں کے
 علیؑ کے پاؤں کی تسبیح و روبرو کرنا ہزار شکر کہ انا امام پایا ہے

علیؑ کے نام ادھر پروا رہا جانا

اسی بار اپنے سینے پار جانا

— (÷) —

TUHFATUSH-SHOARA

OF

Mirza Afzal Baig Khan Qaqshal



Edited By

DR. HAFEEZ QATEEL M.A., Ph.D.
Reader in Urdu, Osmania University

Idara-e-Adabiyat-e-Urdu HYDERABAD

